اللهم صل علی محمد و علی آله و اصحابه
ابی بکر و عمر و عثمان و علی
مطبع مجمع العلوم
مراد آباد

فہرست مطالب مندرجۂ کتاب تاریخ بیر صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

دیباچہ کتاب

پہلا مقالہ - بیر اور اوسکی ابتدائی حالت روز افزوں ترقی - اور اوسکا مختلف سلطنتی خاندانوں مین انتقال

دوسرا مقالہ - بیر - اور یہان کے حکام - اون کے اجمالی حالات

تیسرا مقالہ۔ بیر۔ اور اوس کے عمارات۔ و آثار قدیم۔ و شاداب باغات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے خیر خلقہ
محمد والہ واصحابہ اجمعین - اما بعد بندۂ مسکین ابو البرکات
محمد قطب اللہ المعروف بہ (قاضی احمد محی الدین) بن حضرت مولینا مرشدنا مولوی غلام محمد
عرف قاضی محمد رکن الدین احمد قاضی ضلع بیڑ - ناظرین پر تمکین کے عالیخدمت مین التماس
کرتا ہے کہ دنیا مین وہ کون سی قوم ہوگی جو اپنے وطن مالوف کے حالات کو سچے تمنا
کی رو سے لکھنے کو گوارہ نہ کرتی ہو - ہر ایک چیز کی تاریخ نویسی کچھ آسان شے نہین ہے
کہ آج سیکڑون برس کے بعد اون حالات کے بکھرے ہوے آبدار موتیون کو ایک جا
پرو کر دکھائین - یہ کام انہین قدما مورخین کا تھا جنھون نے بڑے بڑے تلاش اور
مشکل کے ساتھ ہر ایک حالات کو پیاری وضاحت اور تاریخانہ طرز ادا سے لکھا جسکو
ہم بڑے اعزاز کی نظر سے دیکھتے ہین - اور اوسکا انتخاب کر کے زبان اردو مین ترجمہ
کرتے ہین -

بے شبہ ہمارے نامور مورخین نے جن جن حالات کو تاریخی نتایج کے ساتھ مستنبط

کیا ہے وہی تاریخ موجودہ اور آیندہ نسلون کے لئے دوامی یادگار سمجھے جاتے ہین چنانچہ (بیڑ) اوسکی قدامت اور تاریخی واقعات گو شہرت عام کے روشنی مین چمکتے نظر آرہے ہین لیکن ہم نے اوس خوبصورت اور مشہور تصویر کو نوایجاد اور مہذب تقلید کی روسے سجایا ہے اور نہایت احتیاط اور صحیح روایتون کے محفوظ ذخیرون سے مرصع بنایا ہے تا ایجاد پسند طبیعتون کے لئے مرغوب ہو۔

ہم اس تالیف کی وجہ خاص اس سے زیادہ بیان نہین کرسکتے کہ ہر طرف سے نئی نئے تالیفات سیر کی صدائین آرہی ہین جن کے پرجوش ولولون نے ہمکو بھی اس بات پر مائل کرایا کہ ہم اپنے مالوف وطن کی تاریخ تو طبیعتاً مداد مشک بو سے صفحات کافوری پر سجا کر دکھائین۔ اگرچہ ہماری (اردو زبان) کی کم مایہ گی کچھ محل تعجب نہین جبکہ ہماری پرورش (دکن) کے آب وہوا مین ہوئی ہے۔ باوجود اس ہیچدانی کے ہماری دیرینہ تمنا نے اس تالیف پر مجبور کیا۔ اور ہم اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہین کہ موجودہ زمانہ مین تاریخ نویسی کا رتبہ جسقدر رتبہ بڑھا ہوا ہے اور اوسکے استعمال مین جن کتب سیر قدیمہ کی بے انتہا ضرورت ہے آج ایسی کوئی بسیط تاریخ اس شہر کی لکھی ہوئی نظر سے نہین گذری جس سے ہم اصلی مضامین کے متون پر حاشیہ چڑھائین اور اوسکو اعلی رتبہ پر پہونچائین۔

گو سلاطین اسلاف جن کے واقعہ نویسون نے اون کے کارنامون سے دفتر کے دفتر بھردئے ہین لیکن جس کی ہمکو تلاش ہے وہ بہت کمیاب ہے۔ اور جسقدر مضمون و مطالب کی تصویر نظر آئی وہ ایسی بھی صورت نہ تھی کہ ہم اپنی خواہش کے موافق اوسکو دیکھین یا ناظرین کو خوبصورت بناکر دکہائین۔ اور بقاء یادگار کے وسیع میدان مین جرئت کے ساتھ قدم اٹھائین تاہم بمصداق (مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ) جہانتک ممکن تھا ذخیرہائے قدیم۔ کتبۂ عمارات۔ رسالۂ ریاض الابرار۔ تاریخ فرشتہ۔ ماثر الامرا۔ سیر المتاخرین مجموعہ مرزا مہدی خانی۔ ابو الفضل سے ہر مطالب جداگانہ انتخاب کرکے یہ مجموعہ تیار

کیا گیا اور اسکا نام (تاریخ بیر) رکھا گیا - اور غالباً ہمارا اسوقت یہ کہنا نا زیبا نہ ہوگا کہ یہ تاریخ بیر ادکے گذشتہ سجے ہوے شیرازے کا پہلا مجموعہ ہے - اس کامل مجموعہ کے (۶) مقالات قرار دئے گئے ہین - جنکی تفصیل حسب ذیل ہے -

مقالہ (الف) بیر - اور اوسکی ابتدائی حالت - روز افزون ترقی - اور اوسکا مختلف سلطنتی خاندانون مین انتقال -

" (ب) بیر - اور یہان کے حکام - اون کے اجمالی حالات -

" (ج) بیر - اور اوس کے عمارات و آثار قدیمہ - وشاداب باغات -

" (د) بیر - اور یہان کے دائمی یادگار مقام - اور چند مہلک حادثات -

" (ھ) بیر - اور یہان کے مقدس اولیا - اون کے حالات سنیہ و مقامات وانفاس قدسیہ -

" (و) بیر - اور یہان کے قدیم مساجد - بانی مساجد کا نام - معاش کی تعداد - سنہ تعمیر - و تبرک آثار واقع روضۂ حضرت شاہ کوچک قدس سرہ العزیز

حضرات ناظرین کی خدمت مین گذارش ہے کہ اس تاریخ مین بمقتضاے بشری ربط عبارت یا تذکیر و تانیث مین سہو یا غلطی ہوئی ہو تو نظر اصلاح سے توجہ فرمائین - اور اس ناچیز کو طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنائین - العذر عند کرام الناس مقبول -

---

پہلا مقالہ

بیر - اور اوس کی ابتدائی حالت - روز افزون ترقی اور اوسکا مختلف سلطنتی خاندانون مین انتقال

(بیر) ایک بہت پرانا اور قدیم شہر ہے - یہ شہر دریاے گوداوری سے ۲۴ میل کے

فاصلہ پر جانب جنوب (کولباری) کے متصل (رود بینسرا)[۵۱] کے کنارے آباد ہے۔ اسکی قدیم آبادی زمانۂ سلف مین متفرق ٹیلون اور گھاٹیون کے ناہموار مقامات پر تھی۔ کوروان۔ اور پانڈوان کے زمانہ مین اس شہر کو (درگاوتی)[۵۲] کہتے تھے۔ رایان دکن نے یہان کے سرزمین کو تبرک سمجھا تھا۔ اور اون کے طرف سے بڑے بڑے براہمہ یہان آتے تھے۔ قدیم معابد اور ہندرون کی پرستش ہوا کرتی تھی۔ اکثر براہمہ اور مرہٹون نے یہان کا توطن اختیار کیا۔ اونکی سکونت و قیام سے اوس شہر کی آبادی منتخب آباد شہرون کے مقابلہ مین پہونچ گئی تھی۔ اس روزافزون ترقیون کے بعد اس شہر کا درگاوتی نام بھی بدلگیا۔ بجاے درگاوتی کے اس شہر کو ایک زمانہ مین (بلنی)[۵۳] کہتے تھے۔ اور یہ نام راجہ بکرماجیت کے زمانہ تک زبان زد خلایق رہا۔

راجہ بکرماجیت کے نسبت ہندون کے زبانی جسقدر روایات اور قصے اور کہانیان اور شاعرانہ اور مذہبی تحریرات دیکھی اور سنی گیئن اونمین بہت سے اختلافات ہین ہم اوسی مختلف الروایات سے اس مضمون کو ادا کرتے ہین کہ چنپاوتی اوس راجہ کی بہن تھی۔ وہ بھی اپنے صدق اعتقاد سے اس شہر مین آئی تھی۔ اور بہت سے اوسکے مذہبی دریوزہ گر اوسکے ہمراہ تھے۔ یہان اوس نے اپنے قومی اور مذہبی جماعت کی دلاوری سے تسلط حاصل کی۔ اور خودمختار رانی بن بیٹھی۔ طبیعت اوسکی حلیم اور عقل اوسکی سلیم تھی اس نے اپنی فطرت سے مشورہ لیکر یہ حکم جاری کردیا تھا کہ اس شہر کو (چنپاوتی نگر) کہا کرین یہ اوسکی حوصلہ مندی تھی کہ اوس نے اس شہر کے قدیم نام کو اپنے نام سے ایسا بدلدی کہ اوس نام کو قطعی زوال نہ آیا۔ گو سلطان محمد تغلق پادشاہ دہلی نے چنپاوتی نگر کا نام قلعہ بیر سے بدلدیا ہے تاہم اس شہر کے باشندے اسکو شہر چنپانگر کہتے ہین۔

سلطان محمد تغلق نے ۷۴۳ھ مین اس شہر کا نام (قلعہ بیر) رکھا۔ یہ نام نہ صرف عام زبانون پر محیط ہوا بلکہ اس نے دفاتر و تواریخات پر عموماً بڑے زور کے ساتھ قبضہ کیا۔

[۵۱] ب ی ن س را [۵۲] د ر گ ا و ت ی [۵۳] ب ل ن ی۔

سلطان کے زمانہ سے چنپاوتی نگر کا لفظ عام زبانون سے انحطاط پاتا گیا ۔ قلعہ بیر کا وجہ تسمیہ یہان بیان کرنے کے لئے مناسب موقع نہین اسلئے ہمنے اوسکو قلعہ بیر کے تذکرہ مین ضمناً بیان کردیا ہے ۔ مگر ہم کو اسوقت یہ کہنا منظور ہے کہ بیر تقریباً (۶۰۰) سو برس کے پہلے (ساڑھے پانچہزار) سال رایان دکن کے مختلف خاندانون مین منتقل ہوتا رہا ۔ اور اون رایان دکن کے خاص توجہ کی بدولت اون کے مذہبی باشندگان شہر کو علم موسیقی مین مقامات حاصل ہوئی ۔ یہان کے اکثر براہمہ راگنی کے نزاکتون اور اوس کے اصول سے خوب واقف ہین بڑے بڑے ارباب طرب اون کے ہاتھ چومتے ہین ۔ کسی زمانہ مین یہان کے مغنیان اور رقاص بہت مشہور تھے اور اونکا جسقدر سرود و طرب کا سرمایہ تھا وہ انہین براہمہ کے بدولت حاصل ہوا تھا ۔

دیوگڑھ جسکو اسوقت دولت آباد یا اسلام گڑھ کہتے ہین اور مہاراشٹر بھی اوسی دیوگڑھ اور اوس کے اطراف سے مراد ہے ۔ یہانکا راجہ رام دیو ولایت بیر کا خودمختار مالک تھا اسکے درباری گوئیے بیر کے قدیم معابدون مین آکر اعتقاداً گایا کرتے اور یہان کے مرہٹون کو تعلیم دیا کرتے تھے ۔

ولایت بیر کی مٹی انہین خرافات کی خمیر سے اور نیز ظلمت کفر کے سایہ مین خراب ہورہی تھی لیکن آنے والا اسلامی نور کا چراغ دور سے اپنی پیاری روشنی دکھا رہا تھا ۔ قضا و قدر اوس نورانی روشنائی مین اسلام کی عظمت اور تعظیم کی ذی شوکت کرسی ناف شہر مین جمارہے تھے کہ اس اثنا مین سلطان علاؤالدین خلجی بڑے کروفر سے آپھونچا اور یہان کے قدیم قابضان ولایت مرہٹہ کو شکست دیکر اوس اسلامی کرسی پر جلوہ آرا ہوا ۔ اسی سلطان کے زمانہ مین یہانکے قدیم معابد تباہ کردئے گئے ظلمت کفر کا سایہ اس شہر کی سرزمین سے فرسنگہا دور نکل گیا بہرحال اس شہر کی سرزمین ۶۹۴ھ مین اسلام کے نورانی پرتو سے منور ہوئی ۔ اور ۷۰۶ھ مین ہندوان مرہٹہ کی حکومت کا نقش اس شہر کے در و دیوار سے بالکل مٹ گیا اور اوس زمانہ سے آجتک

پھر کبھی اوس قوم کو یہان کی آزاد حکومت نصیب نہین ہوئی اس شہر پر تقریبًا (۶۰۰) سو برس سے اسلام کا مستقل قبضہ ہے اگرچہ اس مدت مین اسلامی کئی سلاطین گذر گئے تاہم اسلام کا خوشنما رنگ روزافزون ترقیون کے ساتھ چمکتا رہا۔

اس شہر پر خلجیون کے بعد تغلقی حکومت قایم ہوئی اور ہنوز اس خاندان کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ خاندان بہمنیہ کا تسلط ہوا۔ اس خاندان کے زمانہ مین اس شہر کی بے انتہا ترقی ہوئی تواریخات کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندؤن کے زمانہ مین چنپاوُتی نے اس شہر کو اپنا پایٔ تخت قرار دی تھی اور مسلمانون کے زمانہ مین ہمایون شاہ ظالم بہمنی کے بھائی شاہزادہ حسن خان بہمنی نے اس شہر کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تھا۔ ۸۹۴ھ مین بہمنیہ خاندان کو زوال آیا اور یہی وجہ تھی کہ (ملک احمد بحری) نے تیغ و کفن کے ساتھ ہتیار سنبھالا اور اوس خاندان پر ایسا غالب آیا کہ چشم زدن مین قلعہ بیر پر قبضہ کر لیا۔ سنہ مذکور سے سلطان جلال الدین اکبر بادشاہ کے اوائل سلطنت تک نظام شاہیون کا خاندان بلاخوف وخطر فرمان روائی کرتا رہا آخر اس سلطان نے فوجی محاصرون سے (قلعہ بیر) کو لے لیا تاہم نظام شاہیون نے قلعہ کو سلطانی قبضہ سے مسترد کر لیا اور ایک ایسی مستقل اور دیرپا حکومت قایم کر لی جو ہندوستان کے سلطنت مین اوسکی عام شہرت ہو گئی تھی۔

جب یہان کے جنگجو قوم مرہٹ کی بہادری کا آوازہ جہانگیر کے کان تک پھونچا اوس نے اپنی قابلیت اور عمدہ تدبیرون سے نظام شاہی حکومت کا نقش مٹا کر ادسپر اپنی زبردست حکومت کا رنگ چڑہا دیا۔ جہانگیر کے بعد اوسکے بیٹے شاہجہان نے چڑہائی کی اور گیا ہوا قبضہ ۱۰۴۵ھ[1] مین حاصل کیا۔ قصبہ بیڑ سلاطین تیموریہ کے قبضہ سے محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ مین خاندان آصفیہ مین منتقل ہو گیا اور آجتک اسی خاندان مین قصبہ بیر کے حکومت کی زمام عہدہ داران آصفیہ کے ہاتھ ہے اور اوسکا صدر صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہے

[1] شاہجہان بن جہانگیر ۱۰۳۶ھ مین دولت آباد مین ایک مہینے تک رہا اور اپنے عمل دخل کے بعد دہلی چلا گیا۔

ملک دکن (۴) صوبون پر تقسیم کیا گیا ہے جسمین (۱۶) ضلعے اور ایک عملداری ہے منجملہ اون ضلعون کے بیڑ بھی ایک ضلع ہے اور اس ضلع کے حسب ذیل چھ تعلقات ہین۔

تعلقہ (الف) قصبہ بیڑ۔ جسکو قصبۂ بیڑ۔ پرگنہ بیڑ۔ حویلی بیڑ۔ سرکار بیڑ۔ تعلقہ بیڑ بھی لکھتے ہین عہدہ داران ضلع ہذا کا مستقر یہی مقام ہے۔ اور نیز عہدہ داران ضلع کے کچہریان اسی مستقر مین واقع ہین۔ خاص اس قصبہ کی آبادی دو حصون پر منقسم ہے۔ پہلا حصہ جانب غرب جس کے اطراف مدور سنگی حصار ہے جسمین روسائے قصبہ کے مکانات وعمارات نہایت خوبی کے ساتھ بنے ہوئے ہین ہنود اور اہل اسلام کے علاوہ تمام حکام و عہدہ داران ضلع اسی حصہ مین رہا کرتے ہین۔ دوسرا حصہ جانب شرق غیر محصور اور زیادہ وسیع ہے اس حصہ مین تجارتی و مہاجنی کارخانجات ہین ان دونون حصون کے بیچ مین سے رود بینسرا اپنے چکتے ہوے لہرون سے بہتی ہے جس سے قدرتی منظر مین ایک عجیب دلفریبی ہوتی ہے۔

محمد ابراہیم مولف ریاض الابرار

محمد فخر الدین قاضی زادہ پرگنہ بیڑ کے فرزند اور رسالہ ریاض الابرار کے مولف محمد ابراہیم نے اپنے رسالہ مذکور مین اس قصبۂ بیڑ کی تعریف کو بہت ہی عمدگی سے بیان کئے ہین اونکا یہ رسالہ ۱۰۹۵ھ مین تالیف کیا گیا ہے جسمین قصبہ بیڑ کے اولیاء کرام و آثار قدیم کا اجمالاً ذکر ہے لیکن مین اس موقع پر اوس قصیدہ کے چند شعر جو انھون نے بیڑ کے تعریف مین مبالغتاً لکھے ہین۔ نقل کرتا ہون وہ یہ ہین۔

چہ شہرے آنکہ مصر از وے نشانست	ہراہ از کوچۂ او آستانست
بمعموری و آبادی چنان است	کہ در ہر گوشہ او صد اصفہان ست
نشستہ ہر طرف گوہر فروشے	برآوردہ ز دریا ہا خروشے
فتادہ ہر طرف صد لعل رخشان	بود در ہر مکان کان بدخشان
برآید از برائے امتحانے	متاع ہفت کشور از دوکانے

تعلقہ (ب) مومن آباد۔ جسکو انبہ جوگائی کہتے ہین۔ اس تعلقہ کا قدیم نام انبہ جوگائی ہے

لیکن اسلام کے عالیمقام پادشاہون کے طرف سے مومن آباد نام رکھا گیا ساڑے چھ سو برس کے
پہلے یہان پر مسلمانون کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جسقدر بنی آدم تھے وہ سب کے سب ہندو ہم
اور ایک سے ایک تعصب مذہب مین بڑہا ہوا تھا۔ اور جیت پال اونکا راجہ سمجھا جاتا تھا۔ اس
راجہ نے اس مقام کو بلحاظ اوس کے وسعت آبادی و اعتدال آب و ہوا کے اپنا دار السلطنت
قرار دیا تھا۔ یہان کی بھی سرزمین اسلام کے مقدس سایہ کی محتاج تھی بمصداق (اذا جاء الحق
ذھق الباطل) خدا نے ظلمت کفر کو اٹھانیکے لئے دامغان سے (جو خراسان مین کہستان کے
پاس واقع ہے) حضرت سید راجے قدس سرہ العزیز کو بھیجا۔ آپنے یہان اشاعت اسلام کی بہت

سید راجے دامغانی

سعی کی۔ اور اپنے مخالف مذہب سے مناظرہ کرکے اپنا مذہب انپر ظاہر فرمایا خدا نے
جسکو ہدایت کی توفیق دی انھون نے آپ کے ہاتھ اور گھٹنے چوم کر کہا کہ آپ کا مذہب برحق ہے
ہم غلطی سے اعتراض کرتے تھے۔ اور اس طرح وہ اپنے خلاف عقل مذہب سے پلٹ کر اسلام
سے مشرف ہوتے تھے۔ اس مومن آباد مین اور بھی بڑے بڑے بزرگان دین کی مزارین ہین
چنانچہ حضرت شیخ مسعود قدس سرہ کرمان کے رہنے والے اور باغلب قیاس یافعی طریق کے

شیخ مسعود کرامانی

پیشوا تھے۔ ہم نے آپ کے ملفوظات کو آپ کے خدامون سے مانگا تھا لیکن
کسی نے یہ نہ کہا کہ آپ کا ملفوظ ہمارے نزدیک ہے یا آپ فلان طریق کے پیشوا تھے۔
اب ہم آپ کے نسبت کوئی بات جو سنی سنائی ہو اوسکو اطمینان کے ساتھ نہین لکھ سکتے اسلئے
کہ مجرد بیان کرنے والا رطب و یابس اقوال کا بارگیر سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس مین شبہ نہین کہ حضرت
شیخ مسعود کرامانی کے وجود پاک سے مومن آباد کی سرزمین کو تقدس حاصل ہوگیا ہے۔ وہانکے
تمام صغار و کبار آپ کے معتقد ہین۔ اور نیز یہان کی سرزمین مین حضرت عباس رضی اللہ عنہ
کے نسبی پوتے مخدوم عباس و احمد عباس قدس سرہما لیٹے ہوے ہین۔ ان تمام بزرگوارون
کی مزارین اس مومن آباد مین عموماً بوسہ گاہ خلایق ہین۔

مجھے ایک بار مومن آباد دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا مین نے یہان یہ قدیم عمارتو نین سب سے

زیادہ قابل قدر بت خانون اور معابدون کو دیکھا جو ایک سے ایک مستحکم نظر آئے ثلثیہ شعار
سنگ تراشون نے صنعت سنگتراشی مین اپنے وہ جوہر دکھائے ہین جو زمانہ موجودہ مین
اونکی نظیر ملنا مشکل ہے - مین وہان کے ایک بت خانہ مین گیا تھا جسکی حالت بہت ہی
خراب تھی اور نہ وہان کسی قسم کی پوجا پاٹ جاری تھی اسکے ایک جانب کتبہ لکھا ہوا ہے
لیکن ایسا پایا جاتا ہے کہ اوسکی سنسکرت عبارت ہے - اس عبارت مین اوس زمانہ کا
ایک وسیع مضمون گذشتہ واقعات کی تاریخی شہادت دیرہا ہے افسوس کہ مجھے اوس زبان
سے وقفیت نہین تھی تاہم مین نے اتنا تو معلوم کرلیا کہ یہ معبد سکے (۱۱۶۲) مین تعمیر
پایا ہے - اور غالباً دوسرے معابد بھی اوسی زمانہ کے ہونگے مگر مجھکو زیادہ تر افسوس
اس بات کا ہوا کہ یہانکی جامع مسجد مثل ایک ٹمٹماتے چراغ سے نظر آئے اور اس ابتر حالت
مین تھی کہ اوسکا بیان کرنا اعزاز اسلام کے لحاظ سے زیبا نہین - یہ وہی مسجد ہے جو
کسی زمانہ مین ہندون کی خاص عبادتگاہ تھی اور جسکے نسبت مذہبی تعلقات کے لحاظ
سے ہنود دیریا مندر کا خطاب کرتے تھے اس مسجد کے قریب وجوار مین اور ایک پرانہ
دیول دکھائی دیرہا تھا لیکن کچھ نشیب یا سطح پستی مین بنا ہوا تھا اسلئے اوسکی واقعی شان میرے
آنکھون مین نہین سماتی تھی جب مین اوسکے قریب گیا اوسمین سے دھوان نکلتا ہوا نظر آیا
جس سے مجھکو سخت حیرت ہوئی کہ اس بوسیدہ پرانے مندر مین دخانی قوت کہان سے
پیدا ہوگئی ہے اس حیرت نے مجھکو اور بھی اوس کے نزدیک لیگئی اس دیول کے اسقدر
قریب پھونچا کہ آدمیون کی آواز اندر سے آنے لگی جب مین اوس کے بہت ہی نزدیک
آیا تو معلوم ہوا کہ اس دیول کے اندر مومن آباد کے حضرات خطیب ایک زمانہ سے زندگی
بسر کرتے چلے آرہے ہین - اگرچہ شاہجہان کے زمانہ مین مومن آباد کے قدیم عمارات تباہ ہوئے
مگر ابتک اس مومن آباد مین زمانہ سابق کے کئی بت خانے آجتک گذشتہ ہندؤن کے
عظمت کی شہادت دیرہے ہین - ہر ایک بت خانہ ایک سے ایک مستحکم اور پائدار ہے -

بہ انصاف کی روسے یہ کہہ سکتے ہین کہ مومن آباد بہت ہی قدیم اور پرانہ مقام ہے ضلع بیر کے تعلقات
مین دوسرا کوئی ایسا تعلقہ نہین ہے کہ ہم اونکو اسپر کسی طورسے تفوق دیسکین - اس مومن آباد
مین دولت آباد کے ایلورے کے شبیہ اور نذیر پہاڑی موجود ہے - یہ پہاڑ مومن آباد سی بائب کے
طرف واقع ہے راستہ اوسکا بڑا قلب اور دشوار گذار ہے یہان پر بوٹی ناتھ کی
کہوری مشہور ہے جسمین ایلورہ کی طرح پہاڑ کو کرودکر اقسام اقسام کی صنعتین دکہائی گئی ہین
شہر دیوگڑہ کو کوہ ایلورے سے جیسا ناز حاصل ہے اس مقام کو بھی قدما کے دستکاری صناعی
پر یکتائی کا دعوی ہے - مومن آباد کی آبادی اسوقت دوحصون پر منقسم کیگئی ہے پہلے آبادی
مین وہی مقام جسکو مومن آباد کہتے ہین بسا ہوا ہے دوسری آبادی جدید ہے جسکو چہاؤنی
کہتے ہین اس چہاؤنی مین باقاعدہ فوج رہتی ہے جو رسالہ کنٹنجنٹ سے مشہور ہے -

بوٹی ناتھ کی کہوری

تعلقہ (ج) پاترور - اس پاترور کا قدیم نام پرلا پور ہے - یہان کے مرہٹے اور قدیم
ہنود مسلمانون کے خون کے پیاسے تھے - اسلام کو قہر اور غضب کے نگاہون سے دیکھتے
تھے - معمولی مسلمانون کی یہ طاقت نہ تھی کہ اونکے حدود ولایت مین جاسکے یہانکی قوم وگروہ
کا افسر (سدہ) تھا اسکو مسلمانون سے بڑی نفرت اور قلبی کدورت تھی مگر وہ یہ
نہین جانتا تھا کہ (لکل فرعون موسی) ہر ایک فرعون کے لئے خدا نے موسی پیدا کیا ہے
جب سدہ کی نخوت تکبر کے نردبان سے چڑہکر اوس کے شانئہ دماغ مین آئی یہان اوس نخوت
نے اوسکے روشن آنکھون پر ظلمت کے پردے ڈالدئے اوسکو سوائے اپنے مذہب کے
کچھ نظر نہین آتا تھا - اسکی شہرت دور دراز شہرون تک پہونچگئی تھی - حضرت مخدوم انصاری
اوسکی تنبیہ کے لئے سواد عرب سے قدم باہر نکالے اور اس دشمن اسلام کی تلاش کرتے ہوئے
پاترور کے سواد مین داخل ہوے لیکن حال فقیرانہ اور چہرۂ مبارک پر نقاب پڑا
ہوا تھا ہاتھ مین عصا لئے ہوے سدہ کے معبد کے طرف بڑہتے جارہے تھے
دور سے نگہداندازون نے غور کرنا شروع کیا آپ کی نورانی شکل کو دیکھکر ایک دوسرے کو

سدہ

خواجہ مخدوم محمود شاہ صدیق انصاری

اشارے کرتے اور پیر سے پیر ملاتے ہوے فراہم ہوگئی اونمین سے کسی نے سدہ کو یہ خبر پھونچایا
کہ ہمارے سواد ولایت مین اسلام کا چراغ نظر آرہا ہے سدہ اسیوقت جان و مال سے ہاتھ
اٹھاکر قومی اور مذہبی فوج کو حکم دیا کہ ابھی اوس چراغ کو بجھادین فوج نے ہر طرف سے آپ کا
محاصرہ کیا اور برہنے ہتیارون سے جوق جوق کا حملہ ہونے لگا آپ نے فوراً آیہ کریمہ کی
حصن حصین قایم کی اور اون کے مہلک صدمات سے محفوظ رہے سدہ ذات سے آپکے
نزدیک آپھونچا آپ نے اوسکو فرمایا کہ میرا آنا تیرے حق مین بہت غنیمت ہے اور تو اپنے
کو میرے حلقۂ ارادت مین داخل کر ورنہ اگر تو میرے ایذا کے درپے ہوگا تو تیری سلطنت
بالکل برباد ہوجائے گی اور (خسرۃ الدنیا والاخرہ) مین مبتلا ہوجائے گا آپ کا یہ پُراثر
کلام اوس کے صدف گوش مین دریتیم کے طرح قایم ہوا اور اپنے دیدۂ بصیرت سے آپ پر
نگاہ ڈالی اور آپ کے فضیلت پر آگاہ ہوکر آپ کی عزت کی اور مطیع الاسلام ہوکر آپ کو
اپنے ہمراہ معبد خاص مین لیجاکر اوس معبد کو آپ کے سپرد کیا آپ نے کامل اطمینان کے ساتھ
معابد مذکور سے بت نکالدئے اور خود اوس کے اندر کئی سال تلقین اسلام مین مشغول رہے
آپ کے فیضان برکت سے آجتک اس پاترورمین کوئی معبد نظر نہین آیا آپ کے تقدس
اور تحقق ولایت پر کون گفتگو کرسکتا ہے آپ کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز
سے خاندان چشت مین ارادت حاصل تھی نسب آپ کا اوس وخزرج کو منتہی ہوتا ہی اسلئے
آپ انصاری کے لقب سے مشہور ہین۔ وطن آپ کا (حضرموت) ہے وفات آپکی (۲۴)
ماہ ربیع الاول ۷۹۰ھ مین ہوئی نعش آپ کی معبد مذکور مین دفن کیگئی۔ مزار آپ کا زیارتگاہ
عام ہے۔

تعلقہ (د) قصبۂ کیج۔ یہ قصبۂ کیج دہارور سے مشہور ہے۔ اس قصبہ مین شریعت پناہ فضیلت

قاضی ھند بہاء الدین

دستگاہ حضرت قاضی الاولیا کا مزار پر انوار بوسہ گاہ عالم ہے۔ آپ کیج مکران کے
رہنے والے تھے۔ ۷۲۵ھ مین دہلی سے دولت آباد کو تشریف لائے آپ کو حضرت نظام الدین

اولیا بدایونی الدہلوی سے ارادت حاصل تھی۔ آپ کے ملفوظات اور شریعت اور طریقت کا سرمایہ

حقایق الاولیا

حقایق الاولیا مین تفصیلاً درج ہے ۔ افسوس کہ وہ رسالہ ہمکو بدست نہو سکا کہا جاتا ہے
کہ وہ بالکل برباد ہوگیا ہے اور کسی نے آپ کے واقعات نہین نقل کئے نقل کیسے کرسکتے جبکہ
انعامدارون مین بخالت اور کتمان شے کا عام مرض پہیلا ہوا ہے اور یہی اسباب ہین کہ واقعات
کے تسلسل اور حسن اتساق مین تفرقے پیدا ہوگئے اور اون ناعاقبت اندیشون نے اپنے
ہاتھ سے اپنے گذشتہ اسلافون کے فخر کا سرمایہ تباہ کردیا ۔ ہمکو متوسط معتمد روایت سے
معلوم ہوا ہے کہ قاضی الاولیا قصبہ کیج مین ایک مدت تک زندہ رہے اور آپ اوسی گروہ کے
قاضی تھے جو حضرت برہان الدین غریب کے ہمراہ دہلی سے دولت آباد آئے ہوے تھے ۔
سنہ ۷۳۶ھ تک تو آپ کا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے اسکے بعد معلوم نہین کس سنہ مین انتقال فرمائے
ہرچند آپ نافذ الحکم قاضی تھے لیکن سماع کو جایز رکھتے تھے اور خود بھی گانا سن لیتے تھے ۔ اگرچہ
بظاہر احکام شرعیہ ہر شخص کو نغمہ وسرود سے بالکل محترز رہنا چاہئیے مگر ہماری یہ طاقت نہین

مجلس سماع

کہ ہم علما اور مشایخ سلف پر اس مسئلہ کے نسبت چوٹ کرین بڑے بڑے مذہبی علما
اس حیاٹ سے خالی نہ تھے ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کس پایہ اور شان کے زاہد تھے کون اونکے
تقدس کا انکار کرسکتا ہے وہ خود فن نغمہ مین بہت سے سرون کے موجد ہین ۔ اسحاق موصلی
ایک بڑے زبردست فقیہہ تھے وہ بھی اس فن مین اعلی مرتبت کے اوستاد مانے گئے ہین ۔
حیدرہ بن احمد بن ابراہیم العجمی ثم الرومی جنکی کنیت ابوالحسن برہان الدین لقب تھا شیراز مین
سنہ ۸۶۸ھ کو پیدا ہوے باوجودیکہ آپ بڑے دیندار او کثیر العبادت تھے تاہم علم موسیقی اور
الحان کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی فن نغمہ کے علاوہ روم مین آپ کا فتوی عزت کی نگاہ سے
دیکہا جاتا اور اوسپر عمل کرایا جاتا تھا ۔ اسمین شک نہین کہ خوش آوازی خدا کے نعمتون مین سے
ایک عمدہ نعمت ہے ۔ یہ سب کچھ ہے مگر حضرت رسالت پناہ صلعم وصحابہ وتابعین وعلما ومشایخ
کے وقت مین مجلس سماع کا رواج نہ تھا متاخرین مشایخون نے اوسکو منع فرمایا ہے اور وہ اونکے

نزدیک مستحبات متصوفہ سے ہے مگر وجوب اوسکا بدعت سے ہے یہان پر ہم حلت وحرمت سماع
سے بحث کرنا نہین چاہتے مشرب کے لحاظ سے سماع کے تین فوائد بتا سکتے ہین اول یہ کہ اصحاب
ریاضت وارباب مجاہدہ نے رفع ملال نفس وقلب ورفع فتور اعمال وقصور احوال کے لئے
اصوات طیبہ والحان متناسبہ واشعار ہیجہ مشوقہ کو شرعی قواعد کے ساتھ ترکیب از دیاد
وصف روحانی قرار دئے ہین۔ دوسرا یہ کہ اکثر سالکون کو اثناء سیر وسلوک مین بوجہ ظہور
واستیلاے صفات نفوس اکثر واقعات اور نیز طول فراق وتیزی اشتیاق مین نقصان
پیدا ہوا کرتا ہے اوس کے اٹھانے اور مزید احوال مفتوح ہونے کے لئے سماع لذیذہ اور
غزل وصف الحال کو تحریک دواعی شوق سمجھتے ہین۔ تیسرا یہ کہ جن سالکون کا حال ہنوز سیر
سے طیرانی کی قوت وجذبی حدت پیدا نہ کی ہو تو وہ اس سماع کے ذریعہ سے غبار ہستی وتری
حدوث کو نچوڑ کر نفس اور قلبی غواشیات سے تنفس بنکر فضاے قرب ذات مین طیرانی
کرنے لگتے ہین اوسوقت اون کا سیر طیر کے ساتھ اور سلوک جذب کے ساتھ مبدل ہو جاتا
ہے اور محب اپنے محبوب کے لئے آن واحد مین اسقدر راستہ طے کرتا ہے کہ اگر بغیر سماع
کے طے کرنا چاہے تو سیر وسلوک مین سالہا گذر جائین۔ ان فوائد کے رو سے قاضی مہذب الدین
کا باوجود منصب قضا کے سماع فرمانا ہرگز قابل اعتراض شرعی نہین ہو سکتا۔ ہمارے زمانہ
کی مجلس سماع باعث ہلاکت ووبال ہے کیونکہ اوس مجلس مین کئی قسم کے لوگ جمع رہتے مگر دعوی
یہ کیا جاتا ہے کہ ہم مجلس متصوفہ کے ہمنشین ہین مگر اونکی اصلی غایت خواہشات نفسانی وحظوظ
طبیعت یا نان شوربے کی طمع یا رقص ولہو وطرب کا میلان یا منکرات ومکروہات کا مشاہدہ یا فرضی
اظہار وجد وتلبیس حال یا صرف تسبیح وترویج کی گرم بازاری کے سواے قاعدہ صدق واخلاص
وطلب مزید حال سے انہین کچھ سروکار نہین۔ گانا سننے کے لئے پہلے ہمدرد یار ہون دوسرا
سنانے والا بھی ہمدرد ہو اور وہ صدق وارادت کے اسرار سے گاتا ہو اور گانا بھی ایسا جو محض
آخرت کے لئے ہو ہمارا خیال ہے کہ یہ دونون مطلوب گذشتہ زمانہ مین بھی بہت کم دستیاب

ہون گے (فکیف یتاتی بھذہ الزمان) اگرکسی کو ایسے مطلوب حاصل ہو جائین تو بس اونکے لئے وہ بہت کافی غنیمت ہے ورنہ ترک اوسکا سلامتی دین کے لئے نہایت اولی ہے۔

قصبۂ کیج سے (۴) کوس کے فاصلہ پر دہارور کے میدان مین ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے

قلعہ دہارور

جو قلعہ فتح آباد سے مشہور ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ۹۷۵ھ مین علی عادل شاہ بیجاپوری کے سپہ سالار (کشور خان لاری) کو اس میدان مین جہان قلعہ بنا ہوا ہے نظام شاہی فوج پر فتح ونصرت حاصل ہوئی تھی اوس نے فتحیابی کے بعد دوسرے پرگنات ضبط کرنیکے لئے یادگار فتح کے طور پر وہان قلعہ کی تعمیر شروع کر دیا اور تعمیر کے بعد کشور خان لاری نے اپنے فتحیابی کے لحاظ سے اوسکا نام قلعہ فتح آباد رکھا جو آجتک مشہور اور معروف ہے۔ لیکن اسوقت اس قلعہ کی حالت بہت ہی خراب نظر آئی۔ عادل شاہیون کے زمانہ مین یہ قلعہ تمام دکن کے ہر قلعہ کے گذشتہ عظمت کا ہمسر گنا جاتا تھا۔ حالت موجودہ پر بھی غور کرنے سے اوسکے بانی کشور خان لاری کے جنگی قرائن اور فوجی بہادرون کا پورا موازنہ ہو سکتا ہے۔ عادل شاہی

کشور خان لاری

سلطنت مین اوسکی نظیر دوسرے فوجی افسرون مین ملنا مشکل تھا۔ اور نظام شاہی فوج کے افاسر اوس سے ہمیشہ کھٹکتے رہتے کھٹکنا اس بات کا تھا کہ اوس نے اون نظام شاہی افسرون کو ایکبار اپنے مقامی سرحد پر شکست دیچکا تھا۔ اور بہت سے مخالف فوجیونکی گردن کاٹکر اون خون آلود سرون کو خاک مین ملا دیا۔ مرتضی نظام شاہ بحری کئی دنون سے انتقام کا موقع ڈہونڈ رہا تھا ۹۷۷ھ مین قدرت حاصل کرکے قلعہ ندکور کے قریب پہونچکر محاصرہ کیا کشور خان لاری قلعہ کے اندر تھا اوس نے یہ سمجھ لیا کہ اب اس محاربہ سے جان بر ہونا دشوار ہے اودہر نظام شاہی فوج اور اوس کے افاسر انتقام کے جوش مین اپنی بہادری اور شجاعت کا اندازہ کر رہے تھے دونون جانب سے محاربہ شروع ہو گیا۔ اور دفعتاً قلعہ کی گولہ باری موقوف ہو گئی مرتضی نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ قلعہ کے اندر مداخلت کرین جب نظام شاہی فوج قلعہ مین داخل ہوئی قلعہ کے اندر عادل شاہی فوج کا ایک آدمی ظاہرا دیکھنے لئے نظر نہ آیا اور کشور خان زخمی ہو

مرا پڑا تھا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے قلعہ پر قبضہ کرکے اور کشور خان کے سر کو تن سے کاٹکر قلعہ مذکور کے کنگورے پر لٹکا دیا تھا۔ یہ بہت بڑے عبرت انگیز بات ہے کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ کشور خان نے اس میدان مین بڑے دلاوری کے ساتھ نظام شاہی فوجکو شکست دی اور بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ فتحیاب میدان مین قلعہ بنوایا دوسرا دن اوسکو وہان وہ نصیب ہوا کہ اسپنے خون آلود سر سے کنگورہائے قلعہ کے عام منظر پر لٹکتا ہوا ارباب بصیرت کو عبرت دلا رہا تھا۔

تعلقہ (۵) گیورائی۔ یہ مقام بھی بڑا دلچسپ اور پر فزا ہے۔ اس قصبہ مین بہت سے متبرک آثار اور مقدس اور پر انوار مزارین موجود ہین سب سے زیادہ مشہور حضرت شاہ نظام الدین کا روضہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت برہان الدین غریب کے مرید اور حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے پیر بھائی تھے۔ اسپنے مرشد کامل سے اجازت لیکر یہان پر قیام فرمائے۔ کہتے ہین کہ آپ کے رخصت کے وقت آپ کے مرشد نے آپ کے طرف خطاب کرکے فرمایا تھا (انتم مسار قلبی) یعنے تم لوگ میرے دل کے خوش کرنے والے ہو۔ اس جملہ سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حضرت برہان الدین غریب کے بہت سے ارادتمند تھے اور دولت آباد کے ممالک محروسہ مین جا بجا منتقل ہوتے چلے تھے۔ اس لحاظ سے اگر دیوگڑھ کو اسلام گڑھ کہین تو بیجا نہین ہے اسلئے کہ دکن کے ہر حصہ مین اسلام اور مسلمانون کی اشاعت جسقدر ہوئی وہ سب اوسی مقام سے گویا دیوگڑھ اسلام کا سرچشمہ تھا جہان سے ہر جگہہ اوسکی نہرین پھیلتی گئین۔ ولایت مرہٹ کو بمقابلہ ولایت تلنگ و کنڑ شرف ہے تو اس بات کا کہ سواد مرہٹ کے ہر قصبات و قریات و دیہات و مواضع مین بزرگان دین کی مزارین کثرت سے ہین۔ اوس ان بزرگان دین کا سواد ولایت مہاراشٹر مین جابجا پھیلنا کون سی تعجب انگیز بات ہے تقریباً (۱۱۰۰) اولیا دہلی سے دولت آباد آئے تھے (۷۰۰) ولی منتخب الدین زرزری بخش اور (۴۰۰) ولی برہان الدین غریب قدس سرہما کے

شاہ نظام الدین

ہمراہ تھے۔ اور ان ہر ایک کے ارادتمندون کا سلسلہ قایم کیا جاوے تو سواد ولایت مرہٹ مردم خیز سمجھے جائیگی اور قبتہ الاسلام ملتان کے بعد اسی ولایت کو شرف حاصل ہوگا۔

قصبہ کیورائی مین شاہ اچپل ایک عجیب وغریب درویش گذرے ہین آپ کے نام سے غالباً تعجب ہوگا مگر اسرار طریقت وحقیقت مین کامل ولی تھے۔ فیض باطنی کے قوت اور نظر کیمیا اثر کی تاثیر سے ہر شخص کو اپنا معتقد بنا لیتے تھے۔ ہم نے اس قصبہ مین اور ایک بزرگ کی زیارت کی جنکا نام مقدس سید شاہ حیات اللہ ہے۔ آپ اپنے والد سید شجاع الدین قادری کے مرید و خلیفہ ہین۔ شہر گلبرگہ سے یہان تشریف لائے تھے۔ بہت سے روساے قبضہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کیا تھا۔ طریق آپ کا قادریہ ہے نسب آپ کا حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے وفات آپ کی، جمادی الآخر سنہ ۱۲۹۱ھ مین ہوئی۔ قصبۂ مذکور مین اور بھی ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے جسکے اندر حسن خانصاحب مدفون ہین آپ بڑے عارف کامل تھے۔ اور ہمیشہ ذکر ارادہ کیا کرتے تھے۔

شاہ اچپل

سیدہ حیات اللہ

تعلقہ (و) آشٹی۔ یہ مقام نہایت فرحت افزا ہے۔ مجھکو ایکبار یہان جانیکا اتفاق ہوا جب مین قصبہ کے قریب پہونچا تو آبادی سے ملی ہوئی چھوٹی سی (تلوار) ندی بہتی نظر آئی مجھکو یہ مقام ندی کے متصل ہونے کی وجہ سے بہت ہی خوشنما معلوم ہوا۔ آب و ہوا بھی معتدل ہے خصوصاً گھوڑون کے لئے یہانکی آب وہوا تو قدرتی مصالہ سے کم نہین۔ اس تعلقہ مین ایک مقام ہے جسکو (مان) کہتے ہین اس جنگل مین گھوڑے بڑے قوی ہیکل خوبصورت۔ چالاک۔ تیز خرام پیدا ہوتے ہین کاش اگر ابو عبیدہ[۱] و اصمعی[۲] آج دنیا مین زندہ رہتے تو وہ یہان کے گھوڑون کا وصف اور ہر عضو کی تعریف کرتے۔ سیواجی[۳] مرہٹے نے

[۱] ابو عبیدہ۔ اصمعی کا ہمعصر تھا [۲] اصمعی بصرہ کا رہنے والا تھا [۳] سیواجی مرہٹہ ساہوجی بہوسلہ کا بیٹا مہاراشٹر کا رہنے والا استارہ کا راجہ تہا (کافر بے جہنمے رفت) اوس کے قتل کی تاریخ ہے ۱۲

۱۰۹۹ھ

اس مناسب آب وہوا کے لحاظ سے عرب کے گھوڑون کی نسل لیکر اس جنگل مین پرورش
کرایا تھا جو اب تک وہ نژاد و نسل قایم ہے - آشٹی کے تعمیرات کے سلسلہ مین ہم نے
کوئی شاندار عمارتین نہین دیکھے لیکن غوریون کے قبور اور ندی کے اوس طرف ایک
خانقاہ نظر آئی البتہ مین اس کے نسبت یہ کہہ سکتا ہون کہ یہ عمارات بڑے مستحکم اور قدیم
ہین

غوری خان

غوری خان قصبہ آشٹی کا دیسکھ تھا - اسکی دولتمندانہ فیاضی - بیروک
حوصلے بڑے سرگرمی کے ساتھ صرف ہوئے - اس نے قصبۂ آشٹی مین حضرت شاہ برہان
قدس سرہ العزیز کا مرقد اور مسجد دولتمندانہ عظمت کے ساتھ تیار کروایا ہے - کہتے
ہین کہ غوری بڑا رنگین مزاج دیسکھ تھا - اس نے مسجد اور مرقد بنوانے کے بعد ایک
کتبہ بھی نصب کروایا ہے جسپر حسب ذیل تاریخ ہے -

ازبرای شاہ برہان مرشد راہ یقین	مسجد و مرقد مرتب ساخت غوری خان مہین
از پے تاریخ اتمامش چو می جستم خبر	این نوید دل بیامد شد مکمل قصر دین

جب غوری خان کا انتقال ہوا اوسکا مرقد بھی بہت ہی مستحکم اور ذی شان بنوایا گیا ہے
اسکے مرقد پر بھی ایک کتبہ لگا ہوا ہے - لیکن اوسکا اکثر حصہ اور حروف ٹوٹ گئے
ہین - اوس کے وفات کی تاریخ بھی معلوم نہین ہوسکتی - اس کتبہ کے تلف ہونے سے
اوس کے تاریخی حالات کا مضمون تباہ ہوگیا -

ندی کے اوس طرف حضرت شاہ فتاح بخاری کا روضہ بوسہ گاہ خلایق ہے - اور آپکے
روضہ منورہ مین عالیشان خانقاہ بنی ہوئی ہے - باغلب قیاس حضرت شاہ فتاح بخاری
کا مشرب نقشبندیہ ہوگا - مجھکو اس آشٹی مین زیادہ ٹھہرنے کا موقع نہ ملا ورنہ وہان کے
جملہ یادگار مقام اور آثار قدیم کو تفصیلاً بیان کرتا سچ تو یہ ہے (کہ کار دنیا کسی تمام نہ کرد ہرچہ
گیرید مختصر گیرید -)

سلطنت بہمنیہ مین زوال آنیکے بعد دکن مین طوایف الملوکی قایم ہوگئی بیجاپور مین

یوسف عادل خان۔ گلبرگہ مین دستور دینار حبشی۔ دولت آباد مین نظام الملک دکنی۔ جنیر مین
ملک حسن نظام الملک بحری۔ راجمہندری مین قوام الملک صغیر۔ ورنگل مین قوام الملک کبیر۔ گاویل
مین فتح اللہ عماد الملک۔ ماہور مین خداوندخان حبشی سرلشکر تھے۔ اخیر مین چلکر احمد نگر نظام شاہیہ
کی سلطنت اور بیجاپور عادل شاہیہ کی سلطنت اور برار مین عماد شاہیہ کی سلطنت اور بیدر
بریدشاہیہ کی سلطنت اور گولکنڈہ قطب شاہیہ کی سلطنت مانی گئی۔ ان بادشاہون
مین ہمیشہ لڑائیان ہوتی رہین اوسکا نتیجہ وہی تھا جو ان بادشاہون کے خیالات مین
تھا۔ وہ خیالات یہی تھے کہ دوسرے کی سلطنت پر قبضہ ہوجاے۔ اور اپنی سلطنت
کا دائرہ وسیع ہوتا جائے۔ مگر ان تمام غلامی سلطنتون مین احمد نگر کی سلطنت بڑی زبردست
تھی۔ قصبہ آشٹی احمد نگر کے قریب ہونے کی وجہ سے شاہی افواج کا گذرگاہ بنا ہوا تھا
دلاور خان سپہ سالار۔ بیجاپوری دفعتاً فوج لیکر قصبہ مذکور مین داخل ہوگیا حالانکہ یہ قصبہ
نظام شاہی سلطنت کے حدود ولایت مین شامل تھا جمال خان کو اوسکی اطلاع ہوتے
ہی اپنے نظام شاہی فوج کے ساتھ اوس کے مقابلہ پر آپھونچا جانبین مین صف آرائی
ہوئی قریب تھا کہ ان دونون افسرون مین لڑائی ہوتی اور دل کھولکر جان بازیان
دکھاتے لیکن اون دونون کا جوش یکایک فرو ہوگیا۔

حسین نظام شاہ بحری کے زمانہ مین گولکنڈہ کا پادشاہ قطب شاہ آشٹی پر آیا تھا
چندروز اوسکا یہان قیام رہا۔ مگر اوسکا یہان آنا پولٹیکل مصلحتون سے خالی نہ تھا۔
قصبۂ آشٹی کے موروثی قاضی محمد فخرالدین بن قاضی حبیب اللہ بن قاضی رحمت اللہ
بن قاضی حبیب اللہ بن قاضی محب اللہ بن شیخ عبدالقادر دہلوی تھے۔ آپ کی صفائی
ذہن۔ جودت طبع قوت فکر زائد الوصف تھی۔ آپ مولف ہذا کے والد مرحوم
کے حقیقی نانا تھے۔ آپکی وفات (۲۷) صفر المظفر سنہ ۱۲۰۴ھ مین ہوئی آپ کے بزرگوار
قاضی حبیب اللہ نے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین آشٹی کی ندی تلوار کے جانب

قاضی محمد فخرالدین

غرب ایک مسجد بنوائے ہین جسپر اس طرح کتبہ ہے۔

در زمان شاہ عالمگیر کامل غازی		بود ناہر خان غوری مسکین نواز
در وطن گاہش زسعی و اہتمام قاضی		نام او باشد حبیب اللہ دایم نیک ساز

اس کتبہ سے سنہ کا پتہ نہین چلتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ کے حروف یا اعداد ٹوٹ گئے ہین۔ اور ناہر خان غوری خان کے اولاد مین سے تھا۔

پاٹودہ — پاٹودہ[1] تعلقہ صرف خاص کا علاقہ ہے لیکن ضلع بیر مین واقع ہے۔ اس تعلقہ مین موضع گارے گانون ایک موضع ہے۔ اس موضع کے ایول باڑی مین حضرت سید جان قدس سرہ العزیز کا روضہ بوسہ گاہ عالم ہے۔ آپ اولیاء متقدمین سے عابد و زاہد و متقی مظہر

سید جان بیر — خوارق و کرامات ہین۔ آپ بصرے کے رہنے والے رفاعیہ خاندان کے پیشوا تھے اگر کوئی مجروح آپ کے روضہ منورہ کے نزدیک رہکر مرہم پٹی کرے تو زخم کا اندمال بہت جلد ہوجاتا ہے خصوصاً زخم ختنہ کا اندمال ایک شبانہ روز مین بلکہ یہانتک کہ ابھی ختنہ ہوئی اور کچھ عرصہ کے بعد آثار صحت نمایان ہو جاتے ہین کل مرہٹواری اور اکثر کرناٹکی اور بمبئی و پونہ و ستارہ و ناسک و ترنک و گھوڑ نذی و گجرات و سورت و بڑودہ و احمد آباد و برہانپور و ایلچپور کے مسلمان اپنے لڑکون کو لاکر یہان ختنہ کراتے ہین بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ آپ کی نعش ایول باڑی سے ایک کوس کے فاصلہ پر موضع لالونڈی تعلقہ جام کھیڑ ضلع احمد نگر مین واقع ہے۔ ایول باڑی مین صرف آپ کا چلہ بنا ہوا ہے۔ مرہٹون کو مسلمانون سے جسقدر مذہبی عداوت ہے وہ ظاہر ہے باوصف اسکے یہ لوگ آپ کے مزار کے حدود مین مسلمانون کا پکا پکایا کہاتے ہین اور حد سے باہر ہوتے ہی پھر مسلمانون کی روٹی کو ہاتھ نہین لگاتے اور ان سے بے انتہا پرہیز کرتے ہین۔

[1] اس تعلقہ مین ناراین گڑہ ایک مقام ہے یہانکی جاترا بہت مشہور ہے خلق اللہ کا نہایت ہجوم رہتا ہے دراصل یہان پر مرہٹون کا معبد ہے جسکی تعمیر مین تقریباً ۵۰ سال کا عرصہ گذرا ہوگا ۱۲۔

ضلع بیر۔ وسعت آبادی۔ مردم شماری عین زراعت۔ محاصل

اس ضلع کا طول تعلقہ آشٹی کے مغربی حدود دریائے سینا سے تعلقہ آنبہ جوگائی کے انتہائے مشرقی حد تک شرقاً (۱۲۵) میل۔ اور عرض زیادہ سے زیادہ دریائے مانجرا سے گوداوری تک تخمیناً (۵۰) میل۔ رقبہ اس ضلع کا (۴۱۳۰) مربع میل۔ اور مردم شماری (۴۹۲۷۲۲) ہے اور عین زراعت معہ سربستہ (۱۶۳۴۰۶۸) ایکر محاصلی (۱۲۸۲۹۱۸) روپئے دس آنے چھ پائی ہے جغرافیہ دکن مطبوعہ ۱۳۱۴ھ مین سالانہ آمدنی کے نسبت (۱۳۴۰۱۳۱) روپئے سکہ حالی بتلایا ہے۔

ضلع بیر کی طبعی صورت

سلسلہ بالاگھاٹ مغربی حصہ مین دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اسکے سوائے اور تین بڑے بڑے سلسلے پہاڑون کے اضلاع مین دور تک چلے گئے ہین جنوب کے طرف چند وسیع میدان بنجر پڑے ہین پہاڑون کے وادیون مین سرسبز جھاڑی ناہموار زمین کو ڈہانی ہوئی ہے۔ دریائے گوداوری شمال مین اور دریائے مانجرا جنوب مین مغرب سے مشرق کو بہتی ہین۔ اون کے سوائے سینا ندی مغربی حد پر بہتی چلی گئی ہے۔ اور نیز بینسرا۔ کنٹکا۔ سرسی۔ وان۔ کریرہ۔ سینبہا ضلع کے اندر بہتے ہین۔

ضلع بیر۔ پیداوار۔ حرفہ۔ زبان و مذہب خصلت

پیداوار۔ اس ضلع کی سرزمین مین گیہون۔ چنا۔ جوار۔ باجرہ۔ روئی۔ نیل۔ نیشکر۔ ولایتی مونگ۔ السی۔ کلڈی کثرت سے پیدا ہوتے ہین۔

حرفہ۔ چاگل۔ گینی۔ دورنگی کپڑہ۔ زرین جوتے۔ عمدہ بنتے ہین۔ باقی زرگری۔ آہنگری۔ نجاری۔ معماری کا حرفہ معمولی طور پر ہے۔ البتہ ضلع کے مجلس مین قالین اور سطرنجیان اچھے بُنے جاتے ہین۔

زبان و مذہب۔ یہانکی بولی قدیم مرہٹی ہے لیکن اردو بھی کثرت سے کہی جاتی ہے

اور سرکاری دفتر بھی مرہٹی اور اردو زبان مین ہے۔ مذہب کے لحاظ سے دیکھا جاسے تو
ہنود بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ ہین اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ یہ انھین کی موروثی
ولایت ہے۔ یہان کے مسلمانون کی قدامت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کا
وجود تقریباً (۶۰۰) برس کا ہے۔
خصلت۔ آدمی اس ضلع کے سیاہ فش محنتی مضبوط بلند پیشانی خلیق گندم رنگ
ہوتے ہین۔

دوسرا مقالہ

بیر۔ اور یہان کے حکام اور اونکے اجمالی حالات

مجھکو اس بات کی تمنا رہگئی ہے کہ (بیر) کے گذشتہ ناموَر فرمانروایان ہنود و اسلام
کا ایک سلسلہ لکھون جسکا یہ طرز ہو کہ بیر مین آجتک حکومت کے جتنے سلسلے قایم ہوے
اونمین سے وہ ناموَر انتخاب کر لئے جایئن جو اپنے ہمعصر طبقہ مین عظمت حکومت کے اعتبار
سے اپنا ہمسر نہ رکھتے ہون اور اون کے ایسے حالات لکھے جایئن کہ تاریخ کے ساتھ
(لائف) کا مذاق بھی موجود ہو۔
لیکن افسوس کہ ہمارے نزدیک وہ کتابین نہین جو ہماری اس تمنا کو پوری کرنیکے لئے
معین و مددگار ہو سکین۔ حالانکہ اون کتب کا ہمدست ہونا میری اس خواہش کے
تکمیل کے لئے نہایت ضروری تہا۔ قسمت سے زیادہ کیا چیز میسر ہو سکتی ہے۔ اور
ناپید کتابون کو ہم کہان سے پیدا کر سکتے تھے۔ اور نہ آیندہ ہماری مستعار حیات کا
بھروسہ ہے اس دوروزہ کی زندگی مین اتنے بڑے وسیع خیال کا پورا کرنا ہمارے امکان
سے باہر تہا۔ مجبوراً ہم نے اس تاریخ مین اون حکام کو انتخاب کیا ہے۔ جنکے حالات
رایان دکن و سلاطین اسلام ہند و دکن کے تفصیلی واقعات مین (ضمناً) معلوم ہوے
اور جسقدر عمارات قدیم واقع قصبۂ بیر کے کتبون سے پتہ چلا۔ جن حکام کے حالات کے

مین سنے اس تاریخ مین بیان کیا ہے۔ ان حکام کے سوا اور بھی بہت سے حکام اس بیر کے مالک تھے جنکی سوانح عمری سجانیکے قابل تھی مگر پتہ نہ چلنے کے سبب اونکی ذی عزت کرسی اس تاریخ کے یادگار دربار سے بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ اٹھا لے گئے۔ جن حکام کو ہم نے اجمالاً و انتخاباً اس تاریخ مین بیان کیا ہے وہ یہ ہین۔

دریودہن کی سلطنت۔ نسب۔ کوروانی پانڈوانی نزاع پانڈون کی جلاوطنی۔ دکن مین اونکا سرچہپاتے پھرنا

دریودہن۔ دہتراشٹر بن چیتربرج کا بیٹا۔ اور دہتراشٹر کے بھائی پنڈ کا بھتیجا اور ہستنا پور کے راجہ بہرت کے اولاد مین سے دکن کا بھی راجہ تھا۔ اسکی مان کندہاری قندہار کے راجہ کی بیٹی تھی۔ اس راجہ کا خاندان کوروان کے لقب سے اور اوس کے چچازاد بھائیون کا خاندان پانڈوان کے لقب سے مشہور رہے۔ بیاس حکیم نے ان دونون خاندان کے رزم و بزم اور نصایح و مواعظ و حکایات و روایات بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھکر اوسکا نام مہابہارت رکھا ہے اس کتاب کے مصنف کو ہنود بڑا مقدس بلکہ نفوس قدسیہ اور زندہ جاوید سمجھتے ہین۔ دریودہن نے اپنے چچازاد بہائیون کو قمار بازی مین ہار جانے کی وجہ سے (۱۲) سال جلاوطن رہنے کا حکم دیا اور یہ قید لگا دیا تہا۔ کہ کوئی انسان تم کو دیکھنے نہ پائے۔ ورنہ پھر (۱۲) سال جلاوطن رہنا پڑیگا۔ اوس کے وہ چچازاد بہائی (۱۲) سال تک نحوست کعبتین کی وجہ سے دکن مین بسر کرتے رہے لیکن چونکہ دریودہن مملکت دکن پر قابض تہا اون بیچارونکو شرط مسبوق الذکر کی پابندی مشکل ہوگئی تھی ناگزیر تغیر لباس و وضع کرکے ولایت پائین دکن مین ایسے چھپے رہے کہ دریودہن اونکی تلاش سے عاجز آگیا۔ قصبۂ بیر کے شاستری کاسی ناتھ بیان کرتے تھے کہ اوس زمانہ مین قصبۂ بیر کو (درگاوتی) کہا کرتے

تھے اور یہ قصبہ اونکے زیر حکومت تھا العلم عند اللہ۔

راجہ بکرماجیت کی سلطنت۔ اور اوسکی بہن چنپاوتی کی ولایت بیر پر حکمرانی

راجہ بکرماجیت۔ قوم کا کھتری پورا۔ اور بڑا داد گستر سخی عادل اور اردشیر کا معاصر تھا اسکے سائیہ عاطفت مین ہر شہر و دیار کے لوگ پرورش پاتے تھے۔ اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے۔ اسکا باپ دادا (اوجین) کا فرمان روا تھا۔ اس راجہ نے اوڑلیسہ بنگ بہار۔ گجرات۔ سومنات۔ دہلی اور تمام مملکت دکن کو بھی تسخیر کرلیا تھا۔ اس راجہ کے زمانہ مین ولایت بیر کو بلنی کہا کرتے تھے۔ اوسکی بہن چنپاوتی نے اپنے قومی اور مذہبی دریوزہ گر جماعت کی حمایت سے بیر پر تسلط حاصل کی اور اس شہر کے قدیم نام بلنی کو اپنے نام چنپاوتی نگر سے بدلدی۔ طرح طرح کے جدید عمارات اور قسم قسم کے امکنات و معابد بنوائی۔ اسکے زمانہ مین اس شہر کی آبادی و آراستگی و شائستگی مین دونی آبداری پیدا ہوگئی تھی۔ بعض یہ بھی کہتے ہین کہ چنپاوتی بنگالے کے راجہ گوپی چند کی بہن تھی۔ بعض اس کے نسبت اور کچھ تعبیر کرتے ہین ہمارے نزدیک گذشتہ ہندؤن کے قصص و حکایات لغو ہین اور اون کے تمام تحریرات جھوٹے کہانیون اور باطل خیالات سے مملو ہین انکی گذشتہ تاریخ صرف اٹکل بچو پر لکھنا پڑتا ہے۔ صحیح پتہ نہین معلوم ہوتا۔ چنپاوتی کا اصلی حال کہ وہ کون تھی اور کہ تھی نہ تو اوسکی کوئی تاریخ لکھی ہوئی دیکھی گئی اور نہ کسی قسم کے آثار ولایت بیر مین پائے جاتے ہین۔ البتہ اسقدر اطمینان سے کہہ سکتے ہین کہ وہ ایک زمانہ مین موجود تھی اور اوس نے یہان غلبہ پایا اور اس ولایت کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ اور اوسکے قدیم نام کو اپنے نام سے بدلدی جو آجتک اوسکی عام شہرت ہے۔

چنپاوتی

سالباہن کا خروج - بکرماجیت کا قتل
اور سالباہن کا دکن کی شاہی پر اکتفا کرنا

سالباہن - کسی برہمن کا بیٹا دکن کے زمیندار سے تھا - اسکے زمانہ کو آج تقریباً (۱۸۲۰) برس ہوتے ہین - اس نے بغاوت کرکے راجہ بکرماجیت کو نربدہ کے کنارے قتل کیا اوسوقت سالباہن کی عمر (۲۷) برس کی تھی - دکن کا ملک چھیننے کے بعد اوس نے مونگی پٹن مین گوداوری کے کنارے پر اپنا پایہ تخت بنایا تہا - درحقیقت یہ راجہ بڑا زبردست ہوا ہے - ولایت بیر بھی اسکے حدود ولایت مین شامل ہو گئی تھی - اسکے بعد اسیقدر پتہ چلتا ہے کہ جادو بنس راجپوت سلطنت کرتے تھے -

رام دیو کی سلطنت - نسب - اوسکا تمول -
دکن مین اسلام کا آغاز - ہندؤنکی سلطنت کا خاتمہ

رام دیو - قوم کا مرہٹہ اور حضرت نوح علیہ السلام کے تیسرے بیٹے حام کے اولاد مین سے ذات کا جادو بنسی تھا - سنہ ۹۹۹ھ مین اوس کے خاندان مین سلطنت آئی اور انھون نے دیوگڑہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تہا - تقریباً (۲۹۲) برس تک اس خاندان کے لوگ ایک دوسرے کی جانشینی کرتے رہے - رام دیو کے نزدیک اس مدت کا جمع کیا ہوا موروثی خزانہ موجود تھا - اس سے زیادہ اوسکا متمول ہونا اس سے ثابت ہے کہ اوسکے ایک ادنی پیشکش اور نذرانہ پر علاؤالدین خلجی کو وہ قوت حاصل ہوئی کہ تمام ہندوستان کا خودمختار بادشاہ بن گیا - رام دیو دکن کے تمام راجاؤن مین بڑا راجہ تھا - سنہ ۶۹۴ھ مطابق سنہ ۱۲۹۴ء مین علاؤالدین خلجی نے قلعہ دیوگڑہ کا محاصرہ کرکے نہایت سخت پرخطر جنگ کے بعد رام دیو کو شکست دیکر اپنا نام فاتح دکن کے مد مین سب سے اول لکھوایا ہے -

علاؤالدین کے پہلے دکن پر کسی مسلمان بادشاہ کا حملہ نہین ہوا تہا۔ اس قلعہ کا میدان کئی ہزار سال سے مسلمان سوارون کے گھوڑون کے سم کی آفت سے محفوظ تھا۔ اور نہ یہان کے لوگ کبھی مسلمان بہادرون کی صورت کو دیکھے تھے اور نہ اون کے ضرب شمشیر وتبر سینہ شگاف سے واقف تھے۔ تمام کفاران دکن کے حق مین علاؤالدین پہلا مسلمان ہے جس نے دکن کے کافرون کو اسلام کے دمدار شمشیر سے اسلامی جراحت کا ذائقہ چٹایا تھا۔

سنگلدیو — سنکل دیو راجہ رام دیو کا بڑا بیٹا اور علاؤالدین کے حملہ کے وقت ولایت بیر کے پرانے مندر مین پوجاپاٹ کے لیئے آیا ہوا تھا۔ علاؤالدین کی آمد سنکر آندہی کیطرح دیوگڑہ پہونچ گیا اور بہت سی فوج لیکر دیوگڑہ سے تین کوس پر اوسکا مقابلہ کیا رام دیو نے ہر چند اوسکو منع کیا اور مسلمانون کی بہادری جتائی مگر اوس نے نہ مانا اپنے لشکر کی کثرت اور راجہ ہاے خاندیس وگونڈوانہ ومالوہ کی امداد کے بہروسہ اور اپنی نشہ جوانی کی سرشار حالت مین بے اختیار اسلامی فوج پر جاگرا لیکن علاؤالدین نے اوسکو تہ وبالا کردیا۔ رام دیو کے بہت سے رشتہ دار گرفتار ہوگئے تھے تاہم رام دیو نے پولٹیکل کارروائیون سے اوس کے ساتھ مصالحت کرلی۔ رام دیو ۱۳۰۹ء کے پہلے مرگیا تھا اور سنکل دیو ۱۳۱۲ء مین ملک کافور کے مقابلہ جنگ سے مارا گیا۔ اگر رام دیو کی وفات ۱۳۰۹ء مین ہوئی ہے تو گویا اوس نے علاؤالدین کے عہد مین قلعہ دیوگڑہ فتح ہونے کے بعد (۱۲) برس سلطنت کیا مگر اوس مدت تک اوسکا فرمانروا رہنا خودمختار حیثیت کا نہ تھا بلکہ علاؤالدین کی تاج بخشی سے اور اوس کے مطیعانہ خراجگذاری کے ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ رام دیو کے بعد اوسکا بیٹا سنکلدیو (۳) سال سے زاید اپنی موروثی سلطنت پر قابض رہا۔ بہرحال اس خاندان کی ابتدائی سلطنت قلعہ دیوگڑہ پر ۹۹۵ء مین قایم ہوئی ۱۳۱۲ء کو اونکا خاتمہ ہوگیا۔ قلعہ دیوگڑہ پر تقریبًا جادومنش راجپوت

یکے بعد دیگرے (۱۴۳) سال سلطنت کرتے رہے ولایت بیر بھی اس مدت مین ابتدا سے انتہا تک اسی خاندان کے راجاؤن کے قبضہ مین رہی آخر علاؤ الدین کے غلام ملک کافور نے اطاعت گزار راجاؤن کے سواے باقی سب ملک اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اور قلعہ دیوگڈہ کو دکن کا دارالسلطنت بنایا اور ایسا رعب بٹھایا کہ پہر کسی کو یارائے سرکشی نرہی

قلعہ دہارا گڈہ یا دیوگڈہ یا دولت آباد

یہ قلعہ ایک مخروطی پہاڑ پر بنا ہوا ہے اور نہایت اچھی مضبوط دیوار اور برج اور کھائی کے سوا اوس پہاڑ کا ڈھال غضب کا ہے کہ جس پر چڑہنا نہایت دشواری سے ہوتا ہے۔ قلعہ در قلعہ ایسے تین قلعے ہین۔ راجہ بھوج پواری مالوہی کے زمانہ مین اس قلعہ کا نام (دہارا گڈہ) تھا۔ مہاراشٹر اسی شہر اور اوس کے اطراف سے مراد ہے قدیم زمانہ مین حدود اربعہ اوسکی یہ تہے۔ مشرقی حد ست بڑا پہاڑ تک۔ مغربی حد نندود سے دامن تک اور دامن سے سمندر کے قریب گوا تک۔ جنوبی حد کرناٹک و تلنگانہ ہے جو گوا سے شروع ہوکر کولاپور اور بیدر مین گذر کر چاندہ مین ختم ہوتی ہے۔ شمالی حد کوہ ست پڑے سے نندود تک جو نربدا کے قریب ہے۔

مہاراشٹر کا وہ حصہ جو مغربی گھاٹ اور سمندر کے درمیان سدا شیو گڈہ سے تا بتی ندی تک چلا گیا ہے کانکن کہتے ہین اس شہر کے قدیم باشندے شمالی روس اور مغلستان کے رہنے والے تھے۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ کو بدہ مت مذہب کے لوگون نے بنوایا تھا۔ جسکو آج تقریباً (۱۹۶۱) برس ہوچکے ہین۔ اور نیز وہان کا کوہ ایلورہ انہین بدہ مت کے عجیب و غریب صنعت و قدرت انسانی کے ہنرمندی کا نمونہ ہے۔ ان مندرون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہان کے گذشتہ مرہٹے بڑے صاحب لیاقت تھے۔ اس قلعہ کے اندر جو مینار ہے اوسکا بانی سلطان علاؤ الدین خلجی تھا۔ اوس نے قلعہ دیوگڈہ فتح ہونے کے بعد یہ مینار بنوایا اور اوس پر اسلامی پھریرہ چڑہا دیا تھا۔ سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی نے ۷۳۶ھ مین دیوگڈہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیکر اوسکا نام دولت آباد رکھا

اور پہاڑ کاٹکرا اوسکو تعمیر کروایا تھا۔ راجہ رام دیو کے زمانہ مین اس قلعہ کی آراستگی نہایت اچھی تھی۔ اور ولایت بیر کو قلعہ دیوگڑھ سے بہت قریب بلکہ اوسکے زیر فرمانروائی رہنا کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ ولایت بیر قلعہ دیوگڑہ سے بہت قریب بلکہ اوسکا صحن سمجھا جائے تو بجاہے۔ اس ولایت بیر نے بھی علاؤ الدین کے عام تسلط سے اسلامی عزت حاصل کی اور اوس کے طرف سے اسلامی عمال بھی نایبون کا تقرر ہوا یہان کے قدیم کفارون نے اپنی دوروزہ حکومت مین جو مذہبی آئین قائم کئے تھے وہ سب ہوا گئے اور جابجا اسلام کا منور چراغ روزافزون ترقیون کے ساتھ روشن ہوتا گیا۔

سلطان علاؤالدین خلجی کی سلطنت۔ فتوحات قلعہ دیوگڑہ راجہ رامدیو کا تمرد۔ سلطانی احسانات کا حملہ۔ ملک کافور کا قلعہ دیوگڑہ پر مقرر ہونا علاؤ الدین کی وفات ۷۱۶ھ

سلطان علاؤالدین خلجی[۱] سلطان جلال الدین خلجی فیروزشاہ کا بھتیجا اور سکندر ثانی کے لقب اور چنگیزخان کے داماد قاچوخان کی نسل سے مشہور تھا۔ اسکی مستقل سلطنت ۶۹۶ھ مین قایم ہوئی۔ قلعہ دیوگڑہ کے پہلے حملہ کے وقت اپنے چچا کے ممتاز افسرون مین تھا اس نے راجہ رام دیو سے (۶۰۰) من طلا (۷) من مروارید (۲) من جواہر لعل و یاقوت والماس زرسرخ (۱۰۰۰) من نقرہ (۴۰۰۰) من جامہ ابریشمی و دیگر اجناس حاصل کیا تھا جسوقت علاؤ الدین سنہ مذکور مین ہندوستان کے شاہی تخت پر جلوہ گر ہوا اوسکو اس بات کا اعتراف تھا کہ مجھکو ہندوستان کی شاہنشاہی رام دیو کے پیش کش گرانبہا فتوحات کی بدولت نصیب ہوئی اور میری بدقسمتی اقبال مندی سے بدلگئی۔ سلاطین ہندوستان مین کسی کے پاس اسقدر خزاین نہین تھے جو تنہا رام دیو اپنے خزاین معمور رکھتا تھا۔

---

[۱] خلجی کو آج کل غلزئی کہتے ہین ۱۲

رام دیو باوجود اسکے کہ اوسکو علاؤ الدین نے پہلے حملہ پر شکست دیکہا تہا لیکن تو یکل تدبیرون سے قلعہ دیوگڑہ کو نچھوڑا اور بظاہر خراجگذاری کا وعدہ کرکے قلعہ پر بدستور قابض رہا اور تمردانہ طرز بدلکر تین سال کا خراج نہین بھیجا اور یہ نہین خیال کیا کہ علاؤ الدین کی افسری حالت آب شاہنشاہی سے بدل گئی ہے۔ علاؤ الدین مذکور کو اوس کے اس بدعہدی پر بڑا جوش اور غصہ آیا اور اپنے غلام ملک نائب کافور کو بڑے سازوسامان کے ساتھ رام دیو کے مقابلہ پر بھیجا۔ ملک کافور ولایت مرہٹ لڑتا بھڑتا اور متمردین کو اطاعت قبول کراتا اور ولایت مرہٹ کو اپنے امرا پر تقسیم کرتا اور جابجا تسلط پھیلاتا ہوا قلعہ دیوگڑہ کے حدود مین پہونچ گیا۔ رام دیو نے دل مین کہا کہ یہ غلام بھی سلطانی قہر کا ایک نمونہ ہے اس فیاض میزبان کا رنجیدہ کرنا خلاف انسانیت ہے اسلئے اوس نے اپنے بڑے بیٹے سنگلدیو کو اپنے مشہور اور نامی قلعہ دیوگڑہ مین چہوڑ کر دوسرے بیٹون اور قرابتدارون کے ساتھ ملک کافور سے جاملا اور دردناک لہجہ سے معذرت کرکے صلح کی درخواست پیش کی اور سلطان کے طرف اشارہ کرکے کہا کہ مجھکو اوس حضور کے ذرہ نوازی سے جو عزت ملی ہے کیا مین اوسکو (اس گستاخی پر کہ تین سال کا خراج نہین بہیجا تھا) تباہ کردونگا۔ اگر آپ میری آبرو رکہین تو اوس کے صلہ مین یہ نذر حاضر ہے۔ ملک کافور نے سلطان کی خدمت مین رام دیو کے طرف سے ایک عرضی لکھی جسمین اوسکے اطباع و اخلاص عقیدت کا دلفریب مضمون تھا۔ علاؤ الدین نے ملک کافور کے تحریر پر رام دیو کو دربار شاہی مین بلالیا جب رام دیو علاؤ الدین کے روبرو آیا تو علاؤ الدین کو سلطانی بلند حوصلے نے یہ راے دی کہ رام دیو کی سابقہ فتوح اسکے تسخیر سے کم قیمت نہین ہے اس لئے علاؤ الدین نے اوسکے احسانات کے کافی صلہ مین (چتر سفید) اور (راے رایان) کا خطاب دیا۔ یہ پہلا خطاب ہے جو اسلام نے ولایت مرہٹ کے راجہ کو سرفراز فرمایا

ملک کافور

بلکہ دکن مین کسی راجہ کو رام دیو سے پہلے اسلام کے طرف سے کوئی خطاب نہین ملا۔ علاؤالدین
نے نہ صرف خطاب بلکہ رام دیو کو اوسکے مقبوضہ ولایت و ممالک کے سوائے اپنے
طرف سے اور بھی بلاد دیگر دہلی سے دیوگڑہ کے جانب روانہ کیا۔ دہلی کے تمام اعیان فوج
عمائد و افسران فوج بڑے جوش سے دور تک پہونچانے کے لئے اوسکے ہمراہ تھے۔ رام دیو
اعزاز و اکرام کے ساتھ قلعہ دیوگڑہ کو پہونچا اور سلطنت کرتا رہا اوسکے بعد اوس کے
بیٹے اپنے باپ کے مقبوضہ ولایت پر قابض رہے۔

سنہ ۷۱۲ھ مین ملک کافور نے رام دیو کے بیٹے کو قتل کیا اور قلعہ دیوگڑہ پر قبضہ
کرکے سلطان علاؤالدین کے حکم سے ایک مدت تک قلعہ مذکور مین تمام دکن کی حکومت
کرتا رہا۔ ولایت بیر مین اوسکے معزز شقدار اور کارکن انتظام کرتے تھے۔ سلطان
علاؤالدین خلجی (۶) شوال سنہ ۷۱۶ھ مین انتقال کیا اسکے مرتے ہی راجہ رام دیو کے

ہرپال دیو

داماد ہرپال دیو نے دکنی راجاؤن سے امداد لی اور ولایت مرہٹ پر
حملہ کرکے خود قابض و متصرف بن گیا اور کامل ایک سال کئی ماہ حکمرانی کرتا رہا اس نے
ولایت بیر کے اسلامی کارکنون اور شقدارون کو برطرف کرکے اپنے طرف دارونکو
مامور کردیا تھا۔

سنہ ۷۱۷ھ مین قطب الدین خلجی تخت نشین ہوا اور سنہ ۷۱۸ھ مین دیوگڑہ آیا۔ ہرپال دیو

قطب الدین خلجی

کو زندہ گرفتار کرکے اوسکا پوست نکلوادیا۔ اور ولایت مرہٹ کا گیا ہوا قبضہ
واپس لیا اور ملک عین الملک ملتانی کو قلعہ دیوگڑہ پر حاکم مقرر کیا۔ ولایت بیر پر قطب الدین
کے زمانہ مین امرائے خلجیہ کا قبضہ تھا۔

سلطان محمد تغلق کی سلطنت۔ اوس کے دکن پر حملے۔ دولت آباد کی تعمیر۔ دہلی کی بربادی۔ قلعہ دیوگڑہ کا ہندوستانیون سے آباد ہونا

دکن کے ہر حصہ مین مسلمانون کی اشاعت۔ تغلق کا دربار رزیلون کی رسائی۔ تغلق کا انتقال۔ ۲۱ محرم ۷۵۲ھ

سلطان محمد تغلق غیاث الدین تغلق کا بیٹا اور دہلی کا عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اس کے باپ کے عہد مین دکن کا ملک بغاوتون کا دنگل بن گیا تھا۔ اس پر آشوب زمانہ مین ولایت بیر پر امرائے دکنیون سے جس نے قدرت پایا قبضہ کرلیا۔ لیکن محمد تغلق گو نوجوان اور شاہزادگی کی حیثیت رکھتا تھا مگر بڑا بہادر اور اقبالمند تھا۔ اوس نے بڑی ثابت قدمی سے ساتھ کمربستہ ہوکر دکن کے طرف رخ کیا اور بڑے بڑے مشہور قلعے فتح کرلئے ایسے چند اتفاقات اوسکے اس دکن مین مساعدت کرتے تو باغیان مرہٹ و تلنگ کا خاتمہ ہوچکا تھا ۷۲۵ھ مین اسکا باپ دنیا رفانی سے عالم جاودانی کے طرف چلا گیا۔ اوسکے فاتحہ سوم کے دن محمد تغلق تخت شاہی پر بیٹھا۔ لیکن ہفت اقلیم کے تسخیر کا ارادہ رکھتا تھا۔ مورد ثی اسلام مانع نہ ہوتا تو اوس کے نزدیک (انا ربکم الاعلی) کا دعوی کرنا مشکل نہ تھا۔ قلعہ دیوگڑہ کو دکن مین سب سے زیادہ پسند کرتا اور دکن کے مہمون کے وقت اوسکو اپنا مستقر قرار دیتا تھا بہت سے ممالک فتح ہونے کے بعد اوس نے قلعہ دیوگڑہ کو اپنا پائے تخت اور ہندوستان کا دارالسلطنت مقرر کیا۔ اور دو سال کی مدت مین اپنی خاص توجہ سے دولت آباد کی تعمیر کروایا اوسکی پوری تعمیر ہونیکے بعد حکم دیا کہ دہلی سے تمام خلق اللہ دولت آباد کی طرف چلی جاے سلطانی حکم کے موافق دہلی کے تمام لوگ دولت آباد مین آبسے۔ دہلی مین سوائے وحشی درندون کے ایک آدمی باقی نرہا پہر ایک مدت کے بعد سلطان نے یہ حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دولت آباد مین رہے یا دہلی چلا جاے۔ بہت سے لوگ سلطان کے ہمراہ دولت آباد سے دہلی کو چلے گئے۔ اور بہت سے علماء اعلام و سادات عالیمقام و مشایخ کرام و حفاظ کلام و امراء عظام و وزراء سے

نیک نام وصواحب انام وخواص وعوام کو ولایت مرہٹ کی خوشگوار آب وہوا وشاداب
زمین ونسیم جان پرور بہت اچھی معلوم ہوئی اور نہایت خوشی کے ساتھ ولایت مرہٹ
مین رہنے کو قبول کیا۔ دکن مین جن لوگون کا نسب اعزاز کے نگاہون سے دیکھا جاے
وہ حضرات انہین مقدس بزرگوارون کی اولاد مین سے ہونگے ورنہ ان حضرات کے
خیر مقدم سے پہلے یہان پر صرف مراہٹہ کی زاد ونسل قایم تھی۔ قلعہ دیوگڑ ولایت دکن
مین ایک بہت بڑا جلیل القدر اور واجب العظمت مقام ہے جسکو بزرگان دین وشرفا
عرب کی قدم فرسائی نصیب ہوئی اور تمام دکن مین سب سے پہلے اسلامی دار السلطنت
کا اوسکو ممتاز لقب ملا ولایت بیر کو بھی اوسکی ماتحتی وہمسایگی کا فخر حاصل تہا۔ سلطان
محمد تغلق کے زمانہ مین باشندگان بیر کو روز افزون ترقیون مین ہر قسم کی فیضیابی حاصل ہوچکی تھی
۷۴۲ھ مین سلطان محمد تغلق ورنگل سے بیمار ہوکر دور و دراز مسافت طے کرتے
ہوئے قصبہ بیر کے جانب جنوب قدرتی پہاڑون تک پھونچا۔ یہان کے قدرتی نہرون کا
پانی اپنی چمکتی ہوئی لہرون کی حرکت سے عجیب دلفریب سان دکہارہا تھا۔ سلطان
اس مقام پر چندے قیام کے لئے ایک کنارے پہاڑ پر بیٹھ گیا اور اپنے اسٹاف کے
ڈاکٹرون سے کہا کیون یہ مقام صحت مرض کے لئے کیسا ہے۔ ڈاکٹرون نے عرض کی
کہ حقیقت مین بے نظیر ہے۔ سلطان نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ قیام کرین اس حکم کے
ساتھ ہی پہاڑون کے وسیع حلقون مین لشکر پھیل گیا اور جابجا خیمہ وخرگاہ استادہ
ہوگیا مگر سلطان کی طبیعت اپنے لاحقہ مرض ورنگل سے بے چین تھی حکما اوس کے جی
خوش کرنے کے لئے قصبۂ بیر کے آب وہوا کی مدح کررہے تھے اور وہ اوسکو نہایت ذوق
سے سنتا تھا۔ مگر پیش آنیوالی مصیبت یا تکلیف حکیمون کے دلاویز باتون سے کہین
پلٹ سکتی تھی ایکبار دانتون مین درد شروع ہوگیا اور اوسی درد سے اوسکا ایک دانت
گر پڑا اوسکو اوس نے اپنی فرودگاہ کے قریب دفن کرایا اور اوسپر عالیشان گنبد بنوایا

اسکے بعد اوسکی طبیعت قصبہ بیر سے برداشتہ ہوئی مونگی پٹن کو چلا گیا وہان چند روز رہکر معالجہ کیا۔ سلطان قصبہ بیر مین جتنے روز رہا اس مدت مین اوس نے یہانکے عام لوگون کے ساتھ نہایت لطف و محبت سے پیش آیا اور دادخواہون کے حال پر ازبس توجہ کی۔ اوسکے جانے کے بعد قصبہ بیر کی تمام رعایا برایا نے اوس کے احسانمندی کے جوش مین دیر تک شکریہ کے الفاظ ادا کئے تھے۔

سلطان محمد تغلق اگرچہ بڑا قابل اور شرع کا نہایت پابند تھا لیکن اوسکے تعجب انگیز حرکات سے اوس کے مشیران سلطنت ہمیشہ ناراض رہتے تھے۔ دہلی کا تباہ کرنا۔ دولت آباد کا بسانا۔ یہان سے وہان تک سرائین بنانا۔ قلعہ دیوگڑہ کے سنگلاخ پہاڑ کو تراش کر عمیق خندق کہودوانا بعض مورخون نے اوسکے اس طریق عمل کو حرکات بیہودہ پر خیال کیا ہے مگر متعصب مورخون کی بے اصل شکایت کا فیصلہ ہی کیا۔ دراصل اوسکا پایۂ کمال بہت اونچا تھا اور سخاوت مین اپنی نظیر نہین رکہتا تھا۔ اوسکے خوبیون کے مقابلہ مین دوسرے سلاطین ہند کے ساتھ موازنہ نہ کیا جاے تو دو چار ہی ایسے ستودہ صفات گذرے ہونگے ان سب خوبیون کے ساتھ اگر اوسپر عیب کا داغ تھا تو صرف اسقدر کہ اوسکا دربار ارزل و اسافل و ایام و سفلہ ترین آدمیون سے سجا رہتا تھا۔

افسوس ہے کہ اس سرگرم بادشاہ کے دربار مین رزیلون کی بے حد رسائی ہوئی جس سے سلطنت مین نقصان آیا اور تمدن و معاشرت کا نقشہ بگڑ گیا۔ اوسکی شخصی سلطنت کے تمام ارکان سطرب حجام جولاہے باغبان تھے۔ اور یہ لوگ اپنے عارضی اوصاف سے اوس کے دربار مین فرضی قابلیت کا طرہ بنکر نمایان ہوے اور تمام اطراف دیار ہند مین اونکی شہرت کا سکہ جمگیا تہا۔ بہلا کہین سلطنت کے معاملات حجام اور باغبانون کے نا اہل تقرب سے چل سکتے ہین۔ باغبانون کو تو صرف ترکاری یا میوہ فروشی مین دستگاہ ہوا کرتی ہے اون سے سلطنت پر فوائد کا کیا اثر پڑہ سکتا تھا۔ اگرچہ ہم اس

ایک تاریخی واقعات سے سلطان کے ناگزیر معاملہ پر اعتراض نہین کر سکتے تاہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہین کہ نااہل لوگون کے تقرب سے شرفا کو صدمہ ضرور پہونچتا ہے۔ دنیا مین باغبانون کا فرقہ دوامًا حماقت شعار اور سفاکی کے حقیر لقب سے بدنام رہا اور اونکی نااہلیت کے نسبت مختلف حکایتین لکھی گئین چنانچہ اس موقع پر باغبان کی ایک حکایت بیان کیجاتی ہے جسکے حماقت شعار عمل سے اوس کے پر شوخ عورت نے ننگ و ناموس کا پاس اوٹھا دیا تھا۔ اس حکایت کو (ہدیہ بتدی)[۵] کے مصنف نے بڑی دل چسپی کے ساتھ اپنے تصنیف مذکور کے اخیر مین بیان کیا ہے جسکا ملخص مضمون یہ ہے کہ ایک فیاض باغبانی شوہر سے روٹھ کر قضارت کے آغوش مین جا گھستی اور اپنے شوہر پر زبردستی سے عنیت کی تہمت لگائی اور اپنے مہربان قاضی کی اعانت سے اپنے کو محل سرا‌ے قضارت مین داخل کی اور اوسکے صلبی لڑکے کو مادر جلو بنوائی یہ اوسکے سفاکی سے کیا کم تہا۔ طرفہ یہ ہوا کہ قضارت کے آغوش مین اور ایک لڑکا جنی اور جب اوس نے دودہ پیا تو اوسی کے چہاتیون کا پیا اگرچہ اسکا نام بالکل بجہا ہوا تھا مگر مسقط الراس قضارت گھر ہونے کی وجہ پستی سے نکلکر شہرت پایا کم رتبہ کا شخص اپنی کم پایگی کو کسی طرح دبا نہین سکتا اور وہ فی نفسہ اپنی اس نسبت سے نفرت کرتا ہے مگر تشہیر عام پر کسکا زور ہے سلطان محمدؐ تغلق کے اوس باغبان نے تقریب سلطانی کے باعث اور اوس باغبان نے ہدیہ بتدی کی دل چسپ حکایت سے شہرت کا ایک درجہ حاصل کیا ہے یہ عام اصول ہے کہ انسان کی شہرت بدون وجہ خاص کے ہرگز مشتہر نہین ہوسکتی جیساکہ چھجو ایک بہت بڑا مشہور شخص تہا اوسکی عام شہرت ہونیکی یہی وجہ تھی کہ وہ ملک غیاث الدین بلبن کا بہتیجا اور جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا حریف مقابل تہا

[۵] ہدیہ بتدی در اصل ایک عمدہ پند و نصیحت کا رسالہ ہے جسکو مولوی محمدؐ قطب الدین صاحب بن محمد نصیر الدین نیفذ مرحوم محتسب قصبہ بیر نے سنہ ۱۳ ھ مین تصنیف فرمایا ہے ۱۲۔

اگرچہ فتح و نصرت آسانی سے چھجو خلجی کے مقابلہ مین ہزیمت اٹھاچکا تھا اور یہی سبب اوسکے شہرت کا ہوا اگرچہ ہمکو یہ ضرور نہین ہے کہ اس تاریخ مین اجمالی تحریرون کے ساتھ اوقات خراب کرین اور پراگندہ اجزا کا ایک مجموعہ بنائین (تلك شقشقة هدارت ثم قرت نظم)

چہ میگفتم و درچہ پرداختم بیانم دگر بارہ باکار خویش	کجا بودم و از کجا تاختم بگویم سرانجام اخبار خویش

ہمارا اصل مقصود یہ ہے کہ سلطان محمدؒ تغلق کا دربار رزیلون کے صحبتون کے بغیر ایک دن بسر نہین کرسکتا تہا اوسکی سوسایٹی اس رنگ مین ڈوبی ہوئی تھی اور یہی اسباب تھے کہ اوسکی زندگی کے بڑے مقاصد رُکے ہوئے تھے اور سلطنت مین بڑے بڑے فساد برپا ہوے۔ غیاث الدین بلبن نے ۲۲ سال سلطنت کی لیکن اس مدت مین اوسنے کبھی رزیلون سے بات تک نہ کی اوسکا دربار ہمیشہ اصیل نجیب شرفا سے آراستہ رہا اگر بلبن اور تغلق مین فرق تہا تو اتنا کہ بلبن شرفا کا قدردان اور تغلق رزیلون کا مہربان تہا۔ بلبن اس نظم کے مضمون سے خوب واقف تہا۔

سرِ ناکسان را برافراشتن سررشتۂ خویش گم کردن ست	وزایشان امید بہی داشتن بجیب اندرون مار پروردن ست

سلطان محمدؒ تغلق انہین رزیلون کی وجہ سے ہمیشہ سلطنت کے متضاد امراض مین مبتلا رہا اور ۲۱ محرم ۷۵۲ھ مین دریاے سندہ کے کنارے اوسکے حیات کا روزنامچہ کل نفس ذائقة الموت سے لکھا گیا۔

علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی کی تخت نشینی ۷۴۸ ہجری
علاؤالدین کا دکن کو چار حصون پر تقسیم کرنا۔ کانگوی کی وفات ۷۵۹ھ

علاؤالدین کا اصل نام حسن تھا۔ بعض خوشامد گو شعرا اور مورخون نے اوسکو بہرام گور کے نسل سے قرار دیا ہے ورنہ وہ ایک معمولی شخص تھا۔ اور شاہزادہ محمد تغلق کے منجم کانگوی بہمن کی نوکری کرتا تھا اسی وجہ سے کانگوی بہمن اوسکا جز نام ہوگیا۔ اب ہم اوسکے اصل واقعہ کو دوہرانا نہین چاہتے مگر اسقدر ضرور کہہ سکتے ہین کہ وہ اپنی زندگی بڑی تکلیف و فلاکت سے بسر کرتا۔ ایک دن اس نے اپنے آقا کانگوی بہمن منجم سے یہ درخواست کی کہ مجھکو کوئی ایسی خدمت عطا ہو کہ مین اوسکو اچھی طرح انجام دیسکون منجم نے دہلی کی خراب اور بنجر افتادہ زمین سے چند بگیہ زمین اوسکے حوالہ کردیا۔ علاؤالدین پہلے ہی سے عسرت مین مبتلا تھا اوسکی مضطر طبیعت نے اسی قلبہ رانی کو پسند کی لیکن اوسکی تقدیر کا ستارہ اوایل عمر سے چمک رہا تھا اتفاق سے اوسکو اوسکی مزروعہ زمین مین دفینہ مل گیا لیکن اوس نے دیانتاً ایک اشرفی کو ہاتھ نہین لگایا اور جسقدر دفینہ ہاتھ آیا تہا بجنسہ اوسکو اپنے آقا منجم کے سامنے پیش کردیا بہرحال وہ اس امانت و دیانت کے صلہ مین دنیوی ترقیون کے زینے ایسے چڑھتا گیا کہ امرای سدہ کے سلسلہ مین جا ملا۔ اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا بدایونی الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تائید باطنی سے ۷۴۸ھ مین گلبرگہ کے سریر خلافت پر جلوہ گر ہوا اور اپنی عمر کے آخری زمانہ مین اپنے جمیع ممالک محروسہ کو چار حصون پر تقسیم کرکے غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ مین انتقال کیا۔

علاؤالدین کے زمانہ مین دکن کا ملک جو چار حصون پر تقسیم کیا گیا تہا اوسکی تفصیل یہ ہے (۱) حسن آباد گلبرگہ تا حد وابل و رائچور و مدگل ملک سیف الدین غوری کے نام (۲) دولت آباد جنیر و جیول و قصبۂ بیر و مونگی پٹن خان محمد کے نام (۳) برار و ماہور صفدر خان سیستانی کے نام (۴) بیدر و قندہار و اندور و کولاس ملک سیف الدین کے بیٹے اعظم ہمایون کے نام تفویض کردیا گیا تھا۔

خان محمدؒ بن علیشاہؒ

خان محمدؒ - علی شاہ کا بیٹا اور سلطان علاؤ الدین حسن کانگوی بہمنی کا بھتیجا تھا اس نے ولایت بیدر مین شاہانہ طرز ادا سے حکومت کیا - لیکن جنگی مہمات مین مشورہ لینا اور اپنے مقبوضہ ملک مین دورہ کرنا اور ملکی حالات سے واقفیت پیدا کرکے مناسب انتظام جاری کرنا اوسکی فطرتی عادت تھی اور رعایا کی دادرسی مین ذات سے متوجہ ہوتا حق و ناحق مین بہت غور اور امتیاز کرتا تھا -

سنہ ۷۶۷ھ مین بیجانگر کے راجہ کشن رائے کے ساتھ اس نے ایک بڑے مخالفانہ جوش کے ساتھ لڑائی کیا اس لڑائی مین خان محمدؒ کے ہمراہ (۱۰) ہزار سوار اور (۳۰) ہزار پیادے تھے - اور کشن رائے کے طرف سے بھوج مل راے (۴۰) ہزار سوار اور (۵) لاکھ پیادون کی افسری کے ساتھ معرکہ آرا تھا - یہ لڑائی معمولی لڑائی نہین تھی اس جنگ مین نور و ظلمت دونون آپس مین تلاطم امواج کی طرح پر جوش و خروش تھے خان محمد نے اپنی دلاوری کے وہ جوہر دکہائے جو اسلام کو بمقابلہ کفار دن کے دکہانا چاہئے تہا

فیل شیر شکار

خان محمدؒ کے فیل خانہ مین (شیر شکار) نامی ایک ہاتھی تہا - اتفاق سے وہ بھی جنگ مذکورۂ بالا مین اسلامی حمایت کے لئے سینہ سپر بنا ہوا کہڑا تھا آخر اس لڑائی کے فتحمندی مین اوس نے (مقدمتہ الفتح) کا پیارا لقب حاصل کیا - بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ بہوج مل رائے کی فوج مین انتشار کے آثار پائے نہین جاتے تھے اس ہاتھی نے ایکبار اپنے فیلبان کی اطاعت سے خریطہ کو خرطوم سے دور پہنکر مخالف فوج پر ٹوٹ پڑا لیکن بہوج مل رائے کے ہاتھیون نے اوسیر نرغہ کرکے اوسکو بیکار بنادئے تھے - جب خان محمدؒ کو اس بات کی خبر ہوئی وہ سراسیمہ ہوکر پانسو آدمیون کے ساتھ اوسکے نزدیک آپہونچا ہاتھی نے خان محمدؒ کو دیکھتے ہی ایکبار لشکر اسلام کے آگے بڑہا اور صفوف اعدا کو پامال اور رپا کرتا ہوا تمام لشکر کفار کو بہگادیا - اس لڑائی مین اس ہاتھی نے دنیا کے عجائب و غرائب و نادر یادگار کے میدان مین اپنے نام کی دوامی کرسی لگادی ہے -

افسوس ادن مسلمانون پہ جن کے دلون مین اسلام کی محبت نہین وہ لوگ اس ہاتھی سے
بھی بدتر ہین جنھون نے اسلام کی ہمدردی نہین کی ایسے ضعیفت الایمان مسلمانون سے
کہ جنکے روبرو اسلامی مساجد یا خانقاہین) جو تباہ ہوے جارہے ہین اس ہاتھی کو
فضیلت دینا نازیبا نہین ہے - خان محمدؒ کا فیل خانہ قصبہ بیر کے جنوبی حصہ مین فصیل

فیل خانہ قصبہ بیر

کے اندر بنا ہوا تہا تقادم زمانہ کی وجہ سے اوسکی اصلی حالت بالکل متغیر ہوگئی
مگر نام اوسکا ابتک اس قصبہ بیر کے ہر صغار وکبار کے زبان پر باقی رہ گیا ہے -

خان محمدؒ حسب تاریخ سے زبدہ وخلاصۂ ولایت مرہٹ یعنے دولت آباد - کھیر -
جیول - قصبہ بیر و مونگی پیٹن پہ مامور ہوا ایک دن بھی حاسدون کے چشم زخم ادر دکن کے
بغاوتون سے تجارت نہ پایا - ہنوز خان محمدؒ سفر بیجانگر سے واپس نہین آیا تہا کہ ادہر سلطان
علاؤ الدین حسن کانگوی بہمنی کے لطفی بیٹے بہرام خان ماژندرانی کو کونبہ دیو مرہٹے نے
بہکایا اور اوسکو ایسی قدرت دلایا کہ وہ خان محمدؒ کے ممالک مقبوضہ پر قابض ومتصرف
ہوگیا - جب خان محمدؒ بیجانگر سے واپس آیا ولایت مرہٹ کا تمام لشکر اوس کے ہمراہ تہا
ماژندرانی نے بڑی جوان مردی سے اوسپر شب خون مارا لیکن خان محمدؒ ماژندرانی کی
طرح وحشی اور ناعاقبت اندیش ونا تجربہ کار وفاتر العقل ومختل الحواس نہ تہا کہ اوسکے
اس حماقت شعار حملہ سے ہلاک ہوتا خان محمدؒ نے ماژندرانی کا ایسا بے ڈھب تعقب
کیا کہ اوسکو پیچہا چہڑانا مشکل ہوگیا تھا آخر حضرت شیخ زین الحق زین الدین شیرازی
قدس سرہ ثم الدولت آبادی کے اشارہ پہ گجرات کو بہاگ گیا -

سلطان محمدؒ شاہ بہمنی

سلطان محمدؒ شاہ بن سلطان علاؤ الدین حسن کانگوی بہمنی خان محمدؒ کی
بہت عزت کرتا تہا اور عزت کرنا بھی سزاوار تھا کیونکہ بیجانگر کی لڑائی مین خان محمدؒ نے
اوس کے طرف سے بے انتہا جان نثاریان کین تھین - اور حربات آتشبازی کے
اصول پہ بہت جلد واقف ہوگیا تھا - دکن مین آتشبازی اسی سلطان کے عہد مین شایع

ہوئی ہے اسکے پہلے توپ خانہ اور اوسکے کارخانے دکن مین شایع تھے نہ اوسکا رواج تہا اسی بادشاہ کے زمانہ مین بڑے بڑے توپین بنوائے گئے دکن مین توپون کے بنوانیکے لحاظ سے اسکانام مروج التواپ کی فہرست مین سب سے اول ہے۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کے زمانہ مین خان محمد کے اقبال کو زوال آیا اوس نے خان محمد کو قلعہ ساغر مین قید کردیا وہ اسی قید خانہ مین مصیبت اٹھاتا ہوا اپنے مرض الموت سے انتقال کیا۔ خان محمد کو سلطان محمود شاہ نے بانی فساد تصور کرکے قید رکہا تھا۔

سلطان احمد شاہ بہمنی کی سلطنت۔ بیدر کے قدیم نام کو احمد آباد سے موسوم کرنا۔ احمد شاہ کا مشایخین سے خلوص۔ احمد شاہ کا انتقال ۲۸ رجب ۸۳۸ھ

سلطان احمد شاہ بہمنی۔ قوانین لشکرکشی۔ اور آداب فرمان روائی سے اچھا واقف تہا ۸۲۵ھ مین تخت نشین ہوا۔ (۷) سال تک گلبرگہ مین سلطنت کرتا رہا ۸۳۲ھ مین اوس مقام پر جہان بیدر کی قدیم حصار تھی اپنی دارالامارۃ بنوانا شروع کیا۔ یہ دارالامارۃ ۸۳۵ھ مین اتمام کو پہونچگئی اسی سال اوس نے بیدر کو احمد آباد بیدر سے موسوم کیا

بیدر ہم نے ایک بار اس شہر کو دیکہا ہے یہانکی زمین چھنی ہوئی سرخ شنجرف کیطرح نظر آئی۔ تقریباً (۱۰) کوس اسکے اطراف مین سرخ زمین دکہائی دیتی ہے۔ اب و ہوا کی لطافت و خوبی مین اوسکا کوئی نظیر نہین ہے خواجہ محمود گاوان نے اس سرزمین سے زعفران حاصل کیا تہا۔ یہ شہر بیدر کئی ہزار سال کے پیشتر راجایان دکن کا پایۂ تخت تہا ممالک مرہٹ و تلنگ و کرناٹک اسی پایۂ تخت کے تحت مین تھے۔ سلاطین بہمنیہ مین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی وہ بادشاہ ہے جسکے عہد مین بیدر بہمنیہ کا دارالخلافت قرار پایا سلطان احمد شاہ ۲۸ رجب ۸۳۸ھ مین انتقال کیا۔

سلطان احمد شاہ سادات ۔ علما و مشائخ کی بہت تعظیم کرتا تھا ۔ اوائل مین حضرت شیخ محمدؒ سراج جنیدی قدس سرہ کا معتقد تھا ۔ بعد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ سے ارادت حاصل کیا ۔ اور جب حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے مقامات وکرامات کا آوازہ سلطان احمد شاہ تک پہونچا اوس نے آپ کے فرزند کو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ بلانا چاہا لیکن آپ کے فرزند شاہ خلیل اللہ گویا آپ کے باغ زندگانی کے ایک ہی ثمر تھے اسلئے آپ نے بجاے اون کے اپنے پوتے میر نور اللہ کو بھیجدئے تھے ۔ یہان میر نور اللہ کا وہ اعزاز ہوا جو کسی مشائخ کو پھر ویسی تعظیم نصیب نہین ہوئی ۔

شاہ نعمت اللہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی اپنی اوائل عمر مین شیعہ مذہب تھے لیکن حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی اشارہ سے سنیۃ مذہب اختیار کرکے اسعد الیافعی الیمنی کے بیٹے حضرت امام عبد اللہ یافعی قطب مکہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائے آپ کے خرق عادات ۔ ملکات نفسانی وکمالات انسانی وکشف وکرامات مشہور و معروف ہین ۔ اور آپ کے تصنیفات تقریباً (۵۰۰) کتب و رسالے تھے ۔ لقب آپکا نور الدین تھا اور سنیۃ و شیعہ دونون فریق آپ کو مانتے ہین ۔ قریہ ماہان مین رجب کے ۲۵ تاریخ ۸۳۴ھ کو انتقال فرمائے آپ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ خلیل اللہ

شاہ خلیل اللہ جو اون کی باغ زندگانی کے خلاصۂ ثمر و چراغ خاندان تھے اپنے دوسرے فرزندان شاہ حبیب اللہ غازی و شاہ محب اللہ کے ساتھ دکن مین رونق افروز ہوے یہان آپنے اپنے فرزند شاہ حبیب اللہ کا ازدواج شرعی خاص سلطان احمد شاہ بہمنی کی لڑکی کے ساتھ اور شاہ محب اللہ کا ازدواج سلطان احمد شاہ کی پوتی اور سلطان علاؤالدین بہمنی کی بیٹی سے بڑے کروفر کے ساتھ کیا ۔ اور دکن سے بہت کچھ فتوح حاصل کرکے اپنے وطن کو چلے گئے بعض کا یہ قول ہے کہ دکن ہی مین انتقال کئے ۔ حضرت شاہ

شاہ حبیب اللہ غازی جاگیردار بیدر حبیب اللہ غازی حضرت شاہ خلیل اللہ کے بیٹے اور شاہ نور الدین

نعمت اللہ ولی کے پوتے اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے داماد اور طریق یا فعیہ کے مقتدائے طوایف عالم اور مشایخ اعظم اور پرگنہ بیر کے جلیل القدر جاگیردار تھے۔ مذہب آپ کا شافعی نسب آپ کا حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ بڑے تزک و احتشام سے آپ کے ذاتی اعزاز اور دامادی کی باوقعت کرسی سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے ذیشان دربار مین خسر مذکور کے سیدہے جانب لگائی گئی اور آپ کے لئے دربار شاہی سے عطائے جاگیر کے واسطے پرگنات انتخاب کئے گئے لیکن اس منتخب فہرست مین بلحاظ معظم پرگنات وخوب ترین غصل ہلے ولایت مرہٹ پرگنہ بیر کا نام سب سے اول لکھا ہوا تھا اسی نام پر دستخط خاص مزین ہوئی اور یہ فرمان لکھا گیا کہ پرگنہ بیر قبتاً وانتفاعاً علی وجہ التملیک شاہ حبیب اللہ کو عطا کیا گیا ہے۔ اور چونکہ آپ فن سپہ گری و دلیری وشجاعت وتہور و بہادری مین یکتا۔ اور تیغ وقلم کے مالک اور جہاد کو اپنا ازلی حق سمجھتے اور ہمیشہ ایسے موقعون کی تاک مین رہتے۔ اور کئی معرکون مین کافرون کے بڑے بڑے فوجیون کو شکست دیکر اسلام کی پرنور روشنائی کامیابی کے ساتھ پھیلاتے جاتے تھے۔ اسی لئے سلطان احمد شاہ بہمنی نے شاہ حبیب اللہ کو (غازی) کا نہایت مقدس لقب سرفراز فرمایا تھا۔

ہم کو اس بات کا شوق ہے کہ ہمارے وطن کے گذشتہ نامور شاہ حبیب اللہ جاگیردار کے ہاشمی حرارت کا پورا داستان اپنے اس کارنامہ مین دلچسپی کے ساتھ بیان کرین مگر اسقدر فرصت کہان۔ اب ہم اون کے واقعہ شہادت کو مختصر بیان کرکے شاہ صاحب سے رخصت ہوتے ہین۔

شاہ حبیب اللہ کی زندگی کی ودیعت ہمایون شاہ ظالم بہمنی کی بیداد درستم خیز سلطنت مین مستعار رکھی ہوئی تھی۔ جب سلطان علاؤالدین شاہ ثانی بہمنی کے آنکھین بند ہوئین اوس کے دو بیٹے ہمایون شاہ ظالم اور شاہزادہ حسن خان کی باہم خلافت کے جھگڑے

قایم ہو گئے لیکن شاہ حبیب اللہ شاہزادے کے طرفدار تھے - اور انکی طرفداری ہمایون کے ناکامی کا اصلی باعث تہا - انہین نمایان کارروائیون کے صلہ مین شاہ حبیب اللہ (ولایت بیر) کے وزیر اعظم ہو گئے تھے - ہمایون شاہ اپنے بہائی اور اوسکے وزیر کی علانیہ مخالف کارروائیون پر یہ خیال کرتا تھا کہ ایک جنگل مین دو شیر نہین رہ سکتے مرتبہ اول مین شاہزادہ حسن خان نے اپنے وزیر پر تدبیر کی قوت سے ہمایون شاہ ظالم کے دیباچۂ جنگ کو سیاہ کر دیا تھا - لیکن ہمایون شاہ کو اپنے زور بازو پر اعتماد تھا دوبارہ فوج کو ترتیب دیکر اپنے مخالف گروہ پر اس غضب اور بیباکی کے ساتھ حملہ کروایا کہ شاہزادہ کی فوج نے شکست کہائی تاہم شاہزادہ ثابت قدم رہا - اور جب اوسکے ساتھیون نے رفاقت چہوڑ دی تب وہ بہت پریشان ہوا اور اوسکے وزیر اعظم شاہ حبیب اللہ غازی نے جب ظالم کا ظاہری غلبہ دیکہا تو مصلحتاً دارالسلطنت بیر کو چہوڑکر بیجاپور کے طرف نکل گئے - تب بھی ظالم کی فوج نے آپ کا تعاقب نہ چہوڑا - آپ اوس خوف کی حالت مین بھی تیر و ترکش کو سنبہالکر مخالفون کے سینہ سپر ہوئے اور تیر اندازون کے طرف مڑکر تنہا معرکہ مین ہاشمی حرارت و شجاعت کے وہ جوہر دکہائے جیسا کہ ایک ہاشمی فرزند کو سزاوار تھا یہ دیکہہ کر گروہ کا گروہ دفعتاً آپ پر ٹوٹ پڑا لیکن زندہ گرفتار نہین ہوے اور اوسی ہنگامہ مین شہید ہو گئے - سید طاہر استرآبادی نے آپ کے شہادت کی رباعی اس طرح لکہی ہے - **رباعی** مہ شعبان شہادت یافت در ہند * حبیب اللہ غازی طاب مثواہ * روان طاہرش تاریخ می جست * برآمد روح پاک نعمت اللہ *

شاہ محب اللہ شاہ محب اللہ - شاہ حبیب اللہ غازی کے بہائی اور اپنے موروثی طریق یافعیہ کے مصلے پر قایم تھے - انکی فقرا (دوازدہ ترکی تاج) سر پر رکہا کرتے ہین - اور سالکان طریقت کو تعلیم و ارشاد کیا کرتے تھے - شاہ حبیب اللہ باوجود اسکے کہ مستحق سجادگی و جانشین سند خلافت تھے - لیکن بجاے اپنے انھون نے شاہ محب اللہ کو قایم مقام کر دیا تھا اور قصبہ بیر کے اوس مقام کو جو قصبہ کے باہر ہماڑ پیتی عمارت بنی ہوئی ہے آپ کیلئے (خانقاہ) مقرر کر دے

اور وہان کے قدیم پوجاریون کو نہایت ذلت کے ساتھ نکالدیا۔ اور انہین کے عہد مین یہ عمارت خانقاہ کے معزز لقب سے پکاری گئی جو آجتک زبان زد خلق اللہ ہے۔

سلطان علاؤالدین بہمنی ثانی کی تخت نشینی ۸۳۸ھ۔ مدت سلطنت دکنیون کا فساد۔ حسن خان دکنی کا مظلوم جماعت کی ہمدردی کرنا علاؤالدین کے بعد ہمایون شاہ اور شاہزادہ حسن خان کی باہمی پرخاش خلافت بیدر کے جھگڑے۔ شاہزادہ کا ولایت بیر کو دارالسلطنت قرار دینا۔ ہمایون شاہ کے غضبناک حملے۔ شاہزادے کی ہلاکت۔ ہمایون شاہ کی موت۔

علاؤالدین شاہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کے انتقال کے بعد (بیدر) کے تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوا۔ اور (۲۳) سال (۳) مہینے (۲۰) روز تک سلطنت کر کے سنہ ۸۶۲ھ مین مرگیا۔ اس بادشاہ کے عہد مین محض افترا و تہمت کی بنیاد پر سادات کو وہ مصیبت پھونچی ہے جو کسی بادشاہ کے زمانہ مین واقعہ کربلا کے بعد ایسا ظلم و ستم نہین کیا گیا ہوگا۔ اس فساد مین دکنیون کی دغابازی تھی۔ جس سے (۱۲) سو سید یعنی فرزندان پیغمبر صلعم اور ہزار مغل اور (۲) ہزار بچے مارے گئے۔ عورتون اور لڑکیون کی بڑی بے عزتی کی گئی۔ اس بادشاہ کے عہد مین قصبہ بیر کا جاگیردار حسن خان جو امراے دکنیون مین بڑا تجربہ کار افسر اور اپنے بادشاہ کا جان نثار خیرخواہ تھا۔ جب داؤد خان نے قصبہ بیر کے اطراف اون مظلوم جماعت کے بقیۃ النفوس پر سرراہ کو تنگ کیا اسوقت حسن خان جاگیردار بیر نے اپنے قدیم محسن قاسم بیگ صف شکن کے ساتھ پوری ہمدردی کی۔ صف شکن اوس مظلوم جماعت مین سے تھا جو ایک دور دراز سے دکنیون کا حملہ بچاتا ہوا سواد بیر تک پھونچگیا تھا۔ حسن خان نے نہ صرف

حسن خان دکنی

قاسم بیگ کی ہمدردی کی بلکہ مظلوم جماعت کے طرف سے میدان جنگ مین اپنے فوج کے ساتھ داؤد خان کا مقابلہ کیا اور ظالمون نے انجام کار پر سپر ڈالدی۔ جو سادات قصبۂ بیدر مین شہید ہوے اون کے چند قبور ابتک قصبہ مذکور کے اندر کارنیز کے قریب شاہ صادق کے روضہ مین موجود ہین قریبًا وہ قبور ہفت سادات یا ہفتاد سادات کے مشہد سے شہرت رکھتے ہین دکن مین آجتک کسی وقت سادات کشی نہین ہوئی سادات کشی کی تاریخ علاؤ الدین کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔

اور جب علاؤ الدین دنیاے فانی سے عالم جاودانی کے طرف چلا گیا اوسکے بڑے بیٹے ہمایون شاہ المشہور بظالم اور چھوٹے بیٹے شاہزادہ حسن خان مین خلافت کے نسبت امراے بہمنیہ کے نازک اشارون پر دکن پر خاش کا دنگل بنگیا تھا۔ علاؤ الدین کے آنکھین بند ہوتے ہی یوسف خان و ملو خان نے شاہزادہ حسن خان کو ہمایون شاہ کی موجودگی مین تخت دار الخلافت پر بٹھا دئے ہمایون شاہ ذات سے دربار شاہی کے طرف بہائی کے مقابلہ کو نکلا راستے مین افسران فوج سے اعانت ملکئی سیدہا تخت کے قریب جا پہونچا اور شاہزادہ کو گرفتار کرلیا اور اوس کے اکثر رفقا قید کردئے گئے۔ سیف خان تو ہاتھی کے پیر سے بندھا گیا اور اوسی صدمہ سے اوسکی جان تڑپ کر نکل گئی۔ شاہزادہ کے رفقا جو قید تھے وہ معمولی امرا سے نہین تھے بلکہ اوسین خود ہمایون شاہ کے پھوپھا شاہ حبیب اللہ غازی اور نیز اوسکا بہائی حسن خان بہمنی قید کرلیا گیا تھا۔ اگرچہ دو بہائیون کے معاملہ مین کون دخل دیسکتا تھا مگر شاہ صاحب کی مقدس پیشوائی عام مقبولیت کے رتبہ پر پہلے ہی سے پہونچی ہوئی تھی انکا قید رہنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ یوسف خان ترک کچل نے بڑی ثبات قدمی سے اپنے آقا شاہزادہ حسن خان و شاہ حبیب اللہ کو قید خانہ سے رہا کردیا۔ اب شاہزادے کے طرفدارون نے حسن خان کو یہ باور کرایا کہ اب بیدر کی تسخیر بہت آسان ہے۔ اگرچہ تسخیر بیدر کے لئے

شاہزادہ حسن خان

فوجی قوت پیدا کی گئی۔ لیکن اپنی تدبیرین پورا کامیاب ہونا بہت دشوار پایا گیا۔ عاقبت اندیش مشیرون نے یہ رائے ظاہر کی کہ (ولایت بیر) سلطنت سے حضور وہین کا قصد کرین ہم وہان چلکر اپنی قوت کافی طور سے بڑہا سکتے ہین شاہزادہ حسن خان نے اس رائے کو تسلیم کرکے ولایت بیر کے طرف روانہ ہوا اور اوسکو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ اُس دارالسلطنت کی وزارت شاہ حبیب اللہ غازی کو عطا ہوئی۔ اور یوسف ترک کچل کو امیرالامرای کا منصب سرفراز ہوا۔ اور جب اس سلطنت کا آوازہ ہمایون شاہ تک پھونچا دفعتا قوت غضبی وصفت سبعی اوسکی مزاج پر مستولی ہوگئی۔ (۸) ہزار سوار اور بے شمار پلٹن تسخیر ولایت بیر کے لئے روانہ کیا۔ ادہر شاہزادہ حسن خان کی باقاعدہ فوج بھی آراستہ ہوگئی اور ان دونون فوج مین قصبۂ بیر کے باہر (خانقاہ) کے میدان مین ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی ہزارون ہی کے تخمین سے فوجی ملازم تہ تیغ ہوے لیکن ہمایون شاہ کی فوج نے معرکہ جنگ سے منہ پھیر لیا اور ساتھ ہی قدرتی فتح و نصرت نے آگے بڑہکر شاہزادہ حسن خان کا استقبال کیا اور فوج مین ہر طرف نصرت کے پھریرے بلند کئے گئے۔

قصبۂ بیر کے فوجی افسرون مین جابجا اپنے اپنے تہور اور دلاوری کے تذکرے ہو رہے تھے اور اس فتحیابی کے نشاط کا خمار ہنوز نہین اترا تھا کہ پھر اوسی میدان جنگ مین دفعتا طبل جنگ کی مہیب آواز دن نے اون افسرکو چونکا دیا دیکھا تو پھر ہمایون شاہ کی جنگی فوج خزاین شاہی کے ساتھ سر پر موجود تھی۔ اور بڑے بڑے امراد سلحدار مست ہاتھیون کو لیکر نہایت ترتیب سے آگے بڑہتے جاتے تھے شاہزادہ حسن خان کو اپنے دارالخلافت بیر مین اپنی نوآموز فوج پر اسقدر ناز تھا کہ اوسنے مخالف تجربہ کار لشکر کی کچھ پروانہ کی اور ان نوآموزون کو حکم دیا کہ اونکا مقابلہ کرین۔ دونون فوجین صف آرا ہوئین اگرچہ میدان جنگ مین نوآموز فوجیون نے سرگرمی دکہائی آخر کو ہمایون کی فوج نے شکست دی۔ ولایت بیر مین کبھی ایسی سخت لڑائی نہین ہوئی تھی۔ اس لڑائی کے بعد شاہزادے

کے عالیشان مکانات برباد کردیئے گئے محلے کے محلے تباہ ہو گئے شاہزادے کا تمام شاہی خزانہ تلف کردیا گیا۔ شاہزادہ شکست کہایا ہوا ہمایون کو منہ دکہانا نہین چاہتا تھا اور زندگی سے مایوس ہو کر اٹھا اور کپکپاتا ہوا بیجانگر کے طرف چلا گیا۔ مگر ظالم کے پرطمع فسرون نے نہایت سفاکی و بے رحمی سے شاہزادے کو زندہ گرفتار کرکے ظالم کے سامنے پیش کئے۔ اوس نے حکم دیا کہ وہ شاہزادہ مردمخوار شیر کے روبرو کھڑا کردیا جائے جب شیر کو اوس نے دیکھا نہایت اضطراب کے ساتھ کہتا تھا اے درندہ میرے نازک جامہ ہستی کی مفت دہجیان اوڑادے گا۔ ہمایون تو میرا برادر قوت بازو ہے تجھکو اپنے شکست سابقہ کے انتظام مین ایسا ظلم زیبا نہین۔ مگر اوس کمبخت سنگدل پر اوس کے دردناک فریاد کا کچھ اثر نہ ہوا آخر شیر کے سامنے ڈالوایا گیا شیر نے ایک ساعت مین اوسکو چیر پھاڑ کہائی کر نیست و نابود کردیا۔ شاہزادے کے رفقا بھی زندہ پکڑے ہوئے آئے تھے اون کو ہر ایک مختلف قسم کی اذیتین دین کسی کو قید کسی کو پھانسی کسی کو قتل کسی کو گرم پانی اور تیل مین جوش دلایا۔ خود اس تماشے کو مسرت کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ اور جوش خوشی مین اپنے شاہی قصر کے اندر شکر کے سجدے اور مسرت کے دوگانے ادا کرتا تھا۔

ہمایون شاہ ظالم ہمایون شاہ اپنے بھائی کے بعد سیاہ و سپید کا قطعی مالک اور عنان حکومت کو ہاتھ مین لیا ہوا بڑے جلال و عظمت کے ساتھ فرمان روائی کرتا رہا۔ لیکن جابر سلف سے آجتک کوئی ایسا ظالم بادشاہ نہین گذرا جیسا کہ یہ سفاک (خون ریخٹن) و مار دکثرت جور و جفا مین ضحاک بدکیش یا حجاج خطا اندیش کا قایم مقام سمجھا گیا۔ اس سے زاید اور کیا ظلم کرسکتا تھا کہ عروس کے بکارتین جبراً زائل کردین۔ (۲۸) ذیقعدہ ۸۶۵ھ مین اوسکے حیات کا فرمان اجل طبعی کی سیاہی سے کالا ہو گیا۔

ہمایون شاہ ایکرات مین شراب پیا ہوا بدمست پڑا تھا حبشیہ کنیز نے اوس کے سرپر ایک لاٹھی ایسی ماری کہ اوس کے صدمہ سے فوراً ہلاک ہو گیا۔

نظام شاہ بہمنی کی سلطنت ۔ سلطان محمود خلجی مالوہی کا بیدر پر حملہ محمود شاہ گجراتی کا نظام شاہ کو مدد دینا ۔ خلجی مالوہی کی ہزیمت

نظام شاہ بہمنی ۔ ہمایون شاہ ظالم کا بیٹا تہا ۔ (۸) سال کی عمر مین دکن کے تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا ۔ اسکی والدہ مہمات سلطنت مین بڑے سرگرمی سے کام کرتی تھی ۔ خواجہ جہان ترک و ملک التجار محمود گاوان اوس کے مشیر سلطنت تھے ۔

اس بادشاہ کے زمانہ مین سلطان محمود خلجی مالوہی نے (بیدر) پر محاصرہ کیا اور ۱۷ روز برابر حملے کرتا رہا اس مدت مین بیدر کا قلعہ فتح کرکے تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوا ۔ اور اکثر ممالک برابر و بیر و دولت آباد کا مالک بن بیٹھا ۔ یہان کی رعایا کے دلون مین یہ بات جم گئی تھی کہ دولت بہمنیہ سلطنت خلجیہ کی پر زور حکومت مین شامل ہوگئی ہے یہی وجہ تھی کہ اس ممالک کی تمام رعایا خلجی کے اطباع کا دم بہرنے لگی نظام شاہ کی والدہ نہایت قابلہ اور تعلیم یافتہ تھی اس نے محمود گاوان کو (۶) ہزار سوار کا سپہ سالار بناکر بیر کے راستے سے شاہ گجرات کے پاس بطلب امداد روانہ کی ۔ شاہ گجرات نے ۲۰ ہزار سوار محمود گاوان کے ہمراہ دیکر اوسکو خلجی کے دفعیہ کے لئے بھیجا ۔ محمود گاوان ۴۰ ہزار سوار دکنی و گجراتی کے ساتھ دار الخلافت بیدر کے طرف روانہ ہوا بیدر مین سلطان محمود خلجی کے ہوش گم ہوگئے دفعتاً گاوان کی آمد سنکر قلعہ بیدر سے باہر نکل آیا اور مندو کے طرف چلا گیا لیکن گاوان نے اوسکا راستہ روک لیا تھا قندہار و بیر کے اطراف محمود گاوان کے ۳۰ ہزار سوار انسداد راہ کی غرض سے پھیلے پڑے تھے ۔ خلجی راستون کے مسدود ہوجانے کے بعد سیدہا گونڈواڑے کے طرف بھاگ گیا یہ واقعہ ۸۶۶ھ مین ہوا اس کے دوسرے سال ذیقعدہ کی ۱۳ ا تاریخ ۸۶۷ھ مین نظام شاہ بہمنی کا انتقال ہوا ۔

سلطان محمود خلجی مالوہی

ملک احمد نظام الملک بحری ۔ بحری کا نسب ۔ اسکے آبائی خوش تقدیری قلعہ بیر کا خاندان بہمنیہ سے خاندان نظام شاہیہ مین منتقل ہونا نظام شاہی سلطنت کی ابتدا ۸۹۵ھ ۔ احمد نگر کی بنیاد ۹۰۰ھ ۔ احمد نظام الملک بحری کا انتقال ۹۱۴ھ

ملک احمد نظام الملک بحری ۔ اسکا اصل نام ملک احمد تھا ۔ اسکے باپ کو ملک نائب کہتے تھے ۔ اسکا باپ بیجانگر کے برہمنون کی اولاد سے تھا اسکے باپ کو (تیما بہت) اور دادا کو اوسکے (بہرلو) پکارتے تھے ۔ تیما بہت سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین ولایت بیجانگر مین مسلمانون کے ہاتھ اسیر ہوگیا تھا ۔ نام اوسکا بجاے تیما کے ملک حسن رکھا گیا ۔ بہمنیہ غلامون کے زمرہ مین داخل ہونیکے بعد سلطنت بہمنیہ مین بڑی عزت حاصل کی اور خواجہ جہان گاوان کے مارے جانیکے بعد اوسکا قایم مقام ہوکر وکیل السلطنت بنگیا ۔

سلطان احمد شاہ بہمنی کے بیٹے سلطان محمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین ملک نائب نے نظام الملک بحری کے خطاب سے سرفرازی حاصل کیا ۔ سلطان محمد شاہ بہمنی اپنے بچپن مین اسکو ۔ بجاے بہرلو کے بحری کہتا تھا اسلئے عموماً (بحری) کے لقب سے مشہور رہا ۔

محمد شاہ بہمنی یکم صفر ۸۸۷ھ کو عین عالم شباب مین دنیاسے اٹھگیا ۔ اوس کے بعد اوسکا بیٹا سلطان محمود بہمنی تخت نشین ہوا لیکن براے نام بادشاہت کرتا تھا محمد شاہ بہمنی کی موت درحقیقت سلطنت بہمنیہ کی موت تھی ۔ ملک احمد نظام الملک بحری کا باپ (ملک نائب) محمود شاہ بہمنی کی عہد حکومت مین (انا لا غیری) کا دم بہرتا تھا ۔ اسکے پرزور ہاتھون نے سلطنت بہمنیہ کو بڑا صدمہ پہونچایا ۔ ممالک کے قدیم بنیاد مین تزلزل پیدا ہوگیا ۔ ولایت بیر جو زمانہ تغلق اور ابتداء سلطنت بہمنیہ سے دولت آباد کے علاقہ مین تھی اوسکو بڑے

زور وشور سے جنیر کے علاقہ مین شامل کردیا۔ اوسکا اس تغیر و تبدل سے منشا یہ تھا کہ ولایت بیر کو اپنے بیٹے ملک احمد کے قبضہ اختیار مین دون تا ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قایم ہو اور دولت نظام شاہیہ کے مہیب لقب سے پکاری جاے۔ اوس نے اس تدبیر مین اپنے طرف سے نمایان کوششین عمل مین لایا اور مختلف اوقاتون مین محمود شاہ کے دربار سے فرمان حاصل کیا۔ اور اوسکے اندر یہ مضمون لکھوالیا کہ ولایت بیر ملک احمد کے تصرف مین دیدیا جاۓ۔ چونکہ ولایت بیر کے مضبوط قلعہ مین محمود شاہ کے طرف سے مرہٹے رہا کرتے تھے۔ ان مرہٹون نے اوس فرمان کی تعمیل نہین کی اور یہ عذر کیا کہ محمود شاہ صغر سن ہے مرہٹون کے اس خیر اندیشی نے ملک نائب کی جستجو کو خاک مین ملادی۔ آخر امراۓ بہمنیہ پر ملک نائب کے بدنیتی کہل گئی اگرچہ وہ اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس کرتا رہا مگر اس اثنا مین اوسکے بیٹے ملک احمد نے علانیہ علم خلافت بلند کیا اور باپ سے زیادہ صاحب داعیہ بن گیا اور میدان جنگ مین اپنے حوصلہ مندی کے جوہر دکہاے اور اپنی شجاعت و مردانگی سے کئی قلعہ جات جبراً و قہراً فتح کرلئے۔ قصبۂ بیر و سیوگانون و ٹین تک پہونچا اگرچہ قلعہ بیر بڑا مضبوط تھا مگر اس نے اسکو بڑے مصائب سے فتح کرلیا۔ اس قلعہ بیر مین ولایت مرہٹ اور کوکن کا جمع کیا ہوا (۵) سال کا محاصل جو فراہم تھا وہ سب اوس کے ہاتھ لگ گیا جس سے اوسکو بڑا فائدہ ہوا۔ اوس نے اس قلعہ کی مجتمعہ محاصل کی بدولت بڑے بڑے امرا اور بہت سے سپاہی نوکر رکھکر بہت سے قلعہ جات فتح کئے۔ تمام کوکن کا علاقہ اوس کے قبضہ مین آگیا تھا۔

ملک احمد کو قلعہ بیر کے خزاین سے بیشمار دولت ہاتھ آئی اور یہی سبب تھا کہ وہ نہایت کامیابی کے ساتھ اور دوسرے فتوحات حاصل کرتا ہوا وندار اجپوری کے طرف بڑہا وہان اوسکو ملک نائب کے قتل کی خبر پہونچی تو (جنیر) کو لوٹکر چلا گیا اور باپ کی تعزیت سے فارغ ہوکر نظام الملک کا خطاب اپنے نام کے ساتھ چسپان کیا۔

قصبۂ بیکاپور کے میدان مین سلطان محمود شاہ بہمنی کے فوجی افسر اور دکولاس کے جاگیردار جہانگیر خان کو (۲) رجب ۸۹۵ھ مین قتل کرکے اپنی مستقل سلطنت قائم کی درحقیقت سلطنت نظام شاہی کی ابتدا اسی فتح سے شروع ہوتی ہے۔ بعدہ احمد نظام الملک بحری نے ۹۰۰ھ مین احمدنگر کی بنیاد ڈالی تین سال کے عرصہ مین اوسکا وہ دارالخلافت ایسا آباد ہوا کہ بغداد و مصر کی ہمسری کرتا تھا۔ احمد نظام الملک (۱۹) سال سلطنت کرکے ۹۱۴ھ مین مرگیا

برہان نظام شاہ کی سلطنت جلوس ۹۱۴ھ۔ ملک گیری کے تاریخی واقعات مذہب تشیع کا رواج۔ برہان کی وفات ۹۶۱ھ۔ شاہ طاہر شیعی کا مختصر ذکر

برہان نظام شاہ۔ ملک احمد نظام شاہ بحری کا بیٹا تہا۔ (۷) برس کی عمر مین ۹۱۴ھ کو جلوس کیا۔ برہان پور کے مقام پر شاہ گجرات۔ سلطان بہادر نے اسکو شاہی کا خطاب دیا۔ رومی خان (جسکی قبر قصبہ بیر کے باہر روضہ شاہ کو چک رح کے متصل ہے) برہان کا وزیر تھا برہان کی تمام عمر جنگ و جدال مین گذری۔ قصبہ بیر کے کوہستان مین بھی رہا کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری نے پرگنہ بیر کو بہت تباہ کیا۔ ایسا معمور اور پر رونق شہر ایک ویرانہ سے بدتر ہوگیا۔ بڑے بڑے عالیشان قصر و محل کے صرف کھنڈر باقی رہ گئے اہل شہر پر جو سختیان گذرین اونکا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ ہزارون بچے یتیم بن گئے ہر گلی کوچہ مین دردناک آوازین بلند تھین۔

برہان نظام شاہ کے تاریخی واقعات کتاب فرشتہ مین صراحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہین لیکن ہم یہان اون واقعات کو توطیہ اور انتخاب کے ساتھ لکھتے ہین۔ برہان نظام شاہ نے پاتھری کا قلعہ ۹۲۶ھ مین فتح کیا۔ اور ۹۳۳ھ مین اوسکو مسمار اور ڈہا دیا۔ جو ابتک اوسی ابتر اور خراب حالت مین پڑا ہوا ہے ۹۳۸ھ مین اسمعیل عادل شاہ بیجاپوری کے ساتھ خوب دل کہول کے میدان رزم کو گرم کرتا رہا لیکن شکست اٹھایا مگر نتیجہ اپنے موافق

حاصل کیا۔ اس لڑائی کے بعد پہر فریقین مین لڑائی نہین ہوئی۔ سنہ ۹۴۴ھ مین علی رؤس الاشہاد مذہب تشیع کا رواج دلایا۔ سنہ ۹۴۲ھ سے سنہ ۹۴۵ھ تک ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری اور برہان نظام شاہ مین کئی بار لڑائیان ہوئین لیکن برہان شاہ ابراہیم عادل شاہ پہ ہر مرتبہ غالب آتا رہا۔ سنہ ۹۵۰ھ مین طہماسپ شاہ ایران نے اپنے ایلچی کو اس کے پاس بھیجا تھا۔ سنہ ۹۵۱ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے برہان کو شکست دیا۔ سنہ ۹۵۳ھ و سنہ ۹۵۴ھ مین ابراہیم اور برہان لڑتے لڑتے سخت دق ہو گئے تھے اس سنین کے بعد کسی نے لڑائی کا ارادہ نہین کیا۔ برہان کے مقابلہ مین ابراہیم نے جو دقتین اٹھائین۔ بڑے بڑے معرکون مین نہین اٹھائین تھین اوسکی بہت سی فوج ضائع ہوئی اور بہت سے افسر مارے گئے ابراہیم کو کبھی ایسی سخت لڑائی کا سامنا نہین ہوا تہا۔ سنہ ۹۶۱ھ مین برہان نظام شاہ نے بیجاپور کے قلعہ کا محاصرہ کیا قریب تھا کہ وہ اوس قلعہ کو فتح کر لیتا مگر حیات مستعار نے یاری نہ دی بیمار ہوکر سنہ مذکور مین مرگیا۔ سچ تو یہ ہے کہ نصرت، بخت و اتفاق کی بات ہے۔

شاہ طاہر شیعی

یہ شخص سلاطین اسمعیلیہ مصر و افریقیہ کی اولاد مین سے بڑا زبردست عالم اور جید اللسان تھا۔ دکن مین شیعہ مذہب کا بانی یہی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر برہان کو یہ شیعہ نکرتا تو دکن مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی سلطنتین سنی رہ جاتے برہان اور شاہ طاہر نے ملکران سلطنتون کو بھی شیعہ بنا دئے تھے۔ اسکی دکن مین آنیکی یہ وجہ تھی کہ ایران کا پادشاہ اسمٰعیل صفوی نے بوجہ اوسکے مرجع خلایق ہونیکے قتل کا حکم دیدیا تھا شاہ طاہر اس حکم سے مطلع ہوتے ہی بال بچون کو لیکر کاشان سے بھاگ گیا۔ سنہ ۹۲۶ھ سے جان بچاتا ہوا قلعہ پرنڈہ مین پہونچا برہان نظام شاہ نے یہان سے اوسکو طلب کرکے سنہ ۹۲۸ھ مین اپنی مجلس مین شامل کر لیا۔ تقریباً شاہ طاہر نے (۱۶) برس تک اپنا مذہب کسی پر ظاہر ہونے نہین دیا۔ تقیہ کا بھی یہی معنی ہے اور جب اشاعت مذہب کی فکر کی تو ایسی کہ بڑے بڑے سلاطین احمدنگر و بیجاپور و گولکنڈہ شیعہ مذہب بنگئے۔ برہان کے زمانہ مین اوسکے ممالک محروسہ کے

وہ وظایف جو سنیون کے نام جاری تھے موقوف کردئے گئے اور اون وظایف کا تقرر شیعون کے نام نفاذ پایا شاہ طاہر کا انتقال ۹۵۲ھ مین ہوا - مرہٹواری کے اہل خدمات شرعیہ کے گھرانے مین استاد علم و تغذیہ و امام باڑون کا دستور اوسیکے وقت سے پایا جاتا ہے

مرتضی نظام شاہ بحری کی سلطنت جلوس ۹۷۲ھ - اسکے دیوانہ ہونیکی وجہ بیر کے جاگیردار صلابتخان کی خیر خواہی مرتضی کی وفات ۸ ارجب ۹۹۶ھ

مرتضی نظام شاہ - حسین نظام شاہ کا بیٹا - اور برہان نظام بحری کا پوتا تھا - کنیت اس کی ابو المظفر تھی رام راج کے غنایم سے دو تسبیح اسکے فتوح مین ہاتھ آئے تھے یہ دونون تسبیح مروارید و یاقوت و لعل و زمرد سے مرصع تھین - مرتضی کے دوست فتح شاہ لونی نے اوسکو مرتضی شاہ سے طلب کیا - مرتضی نے صلابت خان کے طرف مخاطب ہوکر کہا کہ توشہ خانہ شاہی سے نکالکر دیدئے جائین - صلابت خان گو اس بات کو جانتا تھا کہ مرتضی کے پاس کانون اور دریاؤن کے قیمتی اشیا ذرے کے برابر ہین لیکن اس گران بہا اور انمول تسبیح کا دیدینا اوس نے قرین مصلحت نہین سمجھا اور اس دور اندیشی کی راہ سے تعمیل حکم مین تامل کیا اور باادب معذرت کرکے صاف دینے سے انکار کردیا - جب مرتضی کا اصرار اور مبالغہ زیادہ ہونے لگا تب صلابت خان نے دوسرے دو تسبیح اون تسبیح کے مشابہ فتحی شاہ کو دیدیا چندروز کے بعد فتحی شاہ نے اون مصنوعی تسبیحون سے واقف ہوکر مرتضی سے عرض کی کہ یہ دونون تسبیح غنایم رامراج سے نہین ہین مرتضی کو فوراً غصہ آگیا اور صلابتخان سے کہا کہ توشہ خان شاہی مین جسقدر جواہر رکہا ہے غلان قصر و ایوان شاہی مین ہمارے دیکھنے کے لئے رکھا جاوے صلابت خان بڑا لایق اور ذی عقل اور مدبر آدمی تھا مرتضی کے مقصود سے واقف ہوگیا - رامراج کے دونون تسبیح چھپادئے - بقیہ تمام جواہر کو قصر شاہی مین سجاکر رکھدیا - مرتضی اور فتحی شاہ دونون ملکر اوس ایوان مین گئے

اور اون تسبیح کو نہ پائے۔ مرتضی نے غیض مین آکر تمام جواہر لاقیمت کو چادر مین سمیٹ کر آگ مین ڈالدیا۔ اگرچہ خیر خواہون نے اون جواہرات کو صدمہ آتش سے بعجلت ممکنہ بچا لیا تھا تاہم بہت سے مروارید خاکستر بنگئے اور اسی دن سے وہ دیوانہ مشہور ہوا مگر سلطنت کو (۲۴) سال تک بڑے کر و فر سے انجام دیکر (۱۸) رجب ۹۹۶ھ مین مرگیا۔

شاہ قلی المخاطب صلابت خان جاگیردار قصبۂ بیر

شاہ قلی۔ دراصل ایران کا رہنے والا اسکو شاہ طہماسپ نے ابوالمظفر مرتضی نظام شاہ بحری کے پاس بھیجا تھا۔ یہان سے اوس نے صلابتخان کا خطاب پایا۔ اور ایسی ترقی حاصل کی کہ احمد نگر کا وکیل السلطنت اور قصبہ بیر کا جاگیردار ہوا۔ روز بروز سلطنت مین اوسکی مداخلت زیادہ قوی ہوتی گئی۔ دوسرے ہمعصر حریف مقابل سلطنتون کو صاف نظر آرہا تھا کہ احمد نگر اسی نامور اور مشہور شخص کے ہاتھ مین ہے۔ اس نے اصلاح ملک و حفاظت سلطنت و قیام خلافت دامن خلایق کے متعلق ایک نہایت مدبرانہ دستور العمل جاری کر دیا تھا۔ ولایت مرہٹ مین کسی شخص نے ایسا انتظام نہین کیا جیسا کہ اوس نے کیا تھا۔ سرقہ کے احکام نہایت سخت اور عسیر التعمیل نافذ تھے۔ ایک کوڑی کے چرانے پر اگرچہ چور کا ہاتھ شرعاً نہین کاٹا جاتا ہے مگر وہ اس ادنی چوری کی سزا مین چور کو قتل کروا دیتا تھا۔ اسی پر اوسکے انتظامی نظر و انسداد جرایم کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ ایسا انتظام زندگی بسر کرنیکے لئے مشکل تھا۔ لیکن کچھ شبہ نہین کہ اس امر مین صلابت خان جاگیردار قصبۂ بیر کی ذاتی رسوخ اور عظمت کو خصوصیت تھی۔ جس سے اوسکی ہیبت بدمعاشون کے دلون مین بہت زیادہ بڑھ گئی۔ انتظام ممالک محروسہ کیلئے چند افسر کو مقرر کر دیا تھا کہ وہ دواماً ممالک مین گشت کیا کرین اور خود ذات سے ملک کی آبادی۔ باغ و بستان کی تیاری۔ قصبات و دیہات کے بسانے۔ اور عادات عالیہ کے بنانے مین مصروف رہا کرتا تھا۔ اور اوسکا یہ بھی خیال تھا کہ ایسے پایدار درخت نصب کرائے جائین جنکے ممتد بقا تک ذکر خیر ہوا کرے چنانچہ

اوس نے (۵) لاکھ آم اور املی کے جہاڑ ملک نظام شاہیہ مین نصب کروایا۔ اوس کے منجملہ آثار سے احمدنگر کا فرح بخش باغ اور قصبۂ بیر کا خزانہ باغ اور نیز خزانہ باولی و نجیتہ نہر و کاریز ہشت پہلو معہ گلدستہ و درختان آنبہ اور سکے عہد کے مسرفانہ فیاضی اور حشمت و دولت کا سب سے بڑا ہوا نمونہ آج قصبۂ بیر مین قابل قدر یادگار باقی ہے۔ صلابت خان نے ان عمارات کو ۹۹۱ھ مین بنوایا تھا۔ قصبۂ بیر مین اوس نے اس کروفر سے زندگی بسر کی کہ پھر کسی قصبۂ بیر کے امیر یا جاگیردار کو وہ لطف نہ ملا اس کے زمانہ مین قصبۂ بیر کے شاندار ایوانات اور وسیع سلسلہ عمارات کو لوگ دیکھکر دہوکا کھاتے تھے کہ یہ کوئی مستقل سلطنت ہے جب صلابت خان قصبۂ بیر مین آتا اور چند روز قیام کرتا اوس وقت اوس کے آستانہ پر بڑے بڑے ذی اقتدار امرا حاضر رہتے تھے جن کے باعث قصبۂ بیر کی رونق دونی بڑہجاتی تھی۔ صلابت خان کے عہد وزارت مین سلطان جلال الدین اکبر کا ایلچی احمدنگر کو تین بار آیا تھا ہر مرتبہ مین صلابت خان نے اوس کے ساتھ بڑا سلوک کیا اور وہ یہان سے خوشنود و مقضی المرام واپس چلا گیا۔ ملا طہوری[۱] اور اوس کے خسر ملا ملک[۲] قمی کو صلابت خان نے بلاکر بہت سے وظائف و انعامات دئے تھے۔ اگرچہ ملک قمی سلطان ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری کے شعرا مین ملک الشعرا تھا مگر اوسنے صلابت خان کے وصف مین ایک بہت بڑا قصیدہ لکھا ہے افسوس کہ ہماری مختصر تاریخ مین اوسکے نقل کرنے کی گنجائش نہین۔ ابوالقاسم فرشتہ نے اس قصیدہ کو تاریخ مذکور کی جلد دوم ابوالمظفر مرتضی نظام شاہ بحری کے تذکرے مین پورا نقل کردیا ہے ناظرین اوسمین ملاحظہ کرسکتے ہین۔

۹۰۰ھ مین صلابت خان نے شاہ درگ کا قلعہ فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کیا تھا مگر افسر فوج ناتجربہ کار تھے علی عادل شاہ کے بھتیجے ابراہیم عادل شاہ نے اونکو شکست دی

[۱] ملا طہوری ۱۰۲۵ھ مین انتقال کیا [۲] ملا ملک قمی ۱۰۲۴ھ مین مرا۔

صلابت خان اس ارادے مین ناکام رہا۔ سنہ ۹۹۲ھ مین سید مرتضی براری نے صلابت خان کے قتل کرنے کے لئے بڑی شان و شوکت کی فوج آراستہ کیا اور احمد نگر کو پہونچکر صف آرائی کی صلابت خان ایک نامور بہادر تھا خود مقابلہ کو نکلا اور جوش غضب مین اپنے فوجیون سے کہا کہ دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑین اس معرکہ مین سید مرتضی کی کوشش کچھ کام نہ آئی اور اوسکے فوج نے شکست کہائی۔ مرتضی کپ کپاتا بھاگ گیا۔ اوس کا تمام اسباب اموال وافیال صلابت خان کے ہاتھ آیا۔

چاندبی بی

چاندبی بی حسین نظام شاہ بحری کی بیٹی اور علی عادل شاہ بیجاپوری کی زوجہ اور مرتضی نظام شاہ بحری کی اعیانی بہن تھی۔ اس کے جہیز مین شولاپور کا قلعہ دیا گیا تھا جب وہ بیوہ ہوئی صلابت خان نے بیجاپور کے وکیل السلطنت دلاور خان سے کہا کہ وہ قلعہ اسوقت قابل استرداد ہے مسترد کرادیجئے صلابت خان کو جیسا مرتضی نظام کے بھبوی کا خیال تھا ویسا ہی دلاور خان کو اپنے آقا کے ساتھ ہونا لازمی تھا ان دونون وکیل السلطنت مین قلعہ شولاپور کے نسبت شعلہ افروزی ہوئی مگر ہنوز معرکہ آرائی کی نوبت نہ آئی تھی کہ اودہر جلال الدین اکبر کا لشکر مالوہ تک پہونچا صلابت خان اوسکے دفعیہ مین متوجہ ہوگیا لیکن اپنی ثابت قدمی کو متزلزل نہین ہونے دیا اور یہ کہنے لگا (کار نہ این گنبد گردان کند۔ ہرچہ کند ہمت مردان کند) آخرکار میدان معرکہ ان دونون سے خالی رہا۔ کیونکہ خود اکبر کا لشکر سلاطین دکن کے غایت شوکت واستعداد کو سمجھکر واپس چلا گیا۔

درحقیقت صلابت خان اپنے بادشاہ کا بڑا فرمان بردار سچا خیرخواہ اور پورا جان نثار تھا۔ مرتضی نظام شاہ کی یہ مجال نہ تھی کہ اوسکو فتحی شاہ لونی کے اوس رنجیدگی پر جو اوسکو مرجع تشیع نہین دیا تھا بطور خود قید کرسکے۔ مرتضی نظام نے اوسکے روبرو کہا کہ اگر میرا بس چلتا تو مین تجھکو قید کرادیتا۔ صلابت خان نے یہ الفاظ سنتے ہی آقا کے روبرو جہکاکر عرض کی کہ مین تیرا مخلص بندہ ہون یہ کہکر زنجیر منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اپنے

پیرون مین پہنادیا اور قلعہ دنداراج پوری مین اپنے کو مقید کرلیا۔ بڑا خوش قسمت ہے
وہ مالک جسکو ایسا مطیع ملازم نصیب ہو۔ اگر کوئی زمانہ اہل اطباع کے پیش کرنے پر
ناز کرسکتا ہے تو مرتضی نظام شاہ کا عہد اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا۔ صلابتخان
کی عمر تقریباً (۷۰) سال کی تھی۔ انتقال اوسکا ۹۹۸ھ مین ہوا۔ احمدنگر کے مشرقی پہاڑ
پر گنبد مین مدفون ہے۔

سلطان جلال الدین اکبر کی سلطنت۔ ولادت ۹۴۹ھ۔ جلوس ۹۶۳ھ مدت عمر۔ مدت سلطنت۔ دکن کی تسخیر۔ ولایت بیر پر اکبری تسلط۔ اکبر کی وفات (۱۲) جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ ہجری

اکبر (ابن ہمایون بن بابر بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا
بن میران شاہ بن ابوالمنصور امیر تیمور گورگان صاحب قران) کی کنیت ابوالفتح۔
نام جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ (۵) رجب المرجب شب یکشنبہ ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا۔
جمعہ کے بعد ربیع الثانی ۹۶۳ھ کو قصبہ کلانور صوبہ لاہور مین جلوس کیا۔ عمر اوسکی (۶۴)
برس (۱۱) مہینے (۷) روز کی تھی۔ (۵۱) سال (۲) مہینے (۱۰) روز سلطنت کیا۔ والدہ
اوسکی حمیدہ بانو المخاطب مریم مکانی تھی۔ اس مریم مکانی کا نسب شیخ الاسلام ابونصر احمد
جام المشہور بژندہ پیل بن ابوالحسن سے ہوتا ہوا جریر بن عبداللہ البجیلی کو منتہی ہوتا ہے
اکبر نے شب چہارشنبہ (۱۲) جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اور عرش اشیانی کے خطاب
سے مشہور رہوا۔

امیر تیمور اگرچہ یہان یہ محل نہین ہے کہ تیمور کا تذکرہ بیان کیا جائے مگر صرف اس خیال سے
کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کا جداعلی ہے اور ہم لوگ اس خاندان کے قدیم نمکخوار ہین

اور آجتک اس خاندان کے عطیہ وظائف انعامات و عہدہ ہاے قضا ہمارے نام بحال وجاری ہین - اور نہ صرف اس خیال سے بلکہ زیادہ تر اسوجہ سے کہ یہ سلطنت بڑی عظیم الشان تھی جسکی عظمت و ناموری کو اوسکے گذشتہ ہمعصر بادشاہون نے ہمیشہ رشک کی نگاہون سے دیکھا ہوگا اور تیموریہ خاندان کے نام آجتک ہر قصبات و قریات دکن کے اسلامی ممبرون پر پرانے خطبون مین فصاحت وبلاغت سے پڑے جاتے ہین - اسلئے ہم تبرکاً تذکرہ کرتے ہین کہ تیمور ۷۳۶ھ مین پیدا ہوا ۷۷۱ھ کو جلوس فرمایا ۸۰۷ھ مین انتقال کیا - عمر اوسکی (۷۰) سال (۱۱) مہینے (۲۲) روز کی تھی - (۳۵) سال (۱۱) مہینے (۵) دن سلطنت کیا - اس قلیل مدت مین اوس نے ایران - توران - ترکستان - گرجستان - چین - ختن - فارس - کاشغر - بدخشان - خراسان - خوارزم - مازندران - طبرستان - گیلان - آذربائجان عراق عرب - عراق عجم - کرمان - کچ - مکران - روم - شام - مکہ معظمہ - مدینہ منورہ - ہندوستان مین اپنا خطبہ و سکہ جاری کردیا تھا - سمرقند اوسکا دارالخلافت تھا مرقد بھی اوسکا وہین ہے - نسب اوسکا (۸) واسطون سے ترکستان کے بادشاہ تومنا خان کو پہونچتا ہے - جسکا سلسلہ نوح علیہ السلام کے پوتے ترک بن یافث تک منتہی ہوتا ہے - دگورگان)، زبان ترکی مین داماد کو کہتے ہین - اور جسکو چغتا خان کے دامادی کے قرابت کا فخر حاصل ہوتا تھا - اوسکو گورگان کا لقب ملتا تھا - تیمور بھی اوسی نسل سے تھا اور اوسی خاندان کا داماد بنگیا تھا -

آمدیم بر سر مطلب - اکبر کی زندگی مین نظام شاہیون کے خاندان مین سلطنت احمدنگر کے لئے چند خوفناک کشت وخون ہوے - اور حیرت انگیز تبدیلیان واقع ہوئین - مگر آخرکار اسمعیل نظام الملک کا بھتیجا برہان نظام الملک بحری اپنے چچا سے دل آزردہ ہو کر دربار اکبری مین حاضر ہوا ۹۹۹ھ مین وہان سے کمک لیکر چچا پر فتح حاصل کیا - مگر دولت اور حکومت کے پاتے ہی اکبر سے انحراف کی سوجھی - جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاند بی بی نے

ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خرد سال لڑکا تھا حاکم بنایا۔ اور خود منتظم ہوئی
اوس زمانہ مین دکن کی سپہ سالاری ابو الفضل کو بھی اس نے فوجی قوت سے احمد نگر کو
اپنے سلطان کے ممالک محروسہ مین داخل کر لیا۔ اور اوسکے ساتھ ولایت بیر بھی خالصات اکبری مین شامل ہوگی
سلنہ ھ مین اہنگ خان ملازم بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ بحری نے علانیہ
اپنے آقا کے ساتھ بغاوت شروع کردی اور چاند سلطان جو بہادر شاہ کی خیر خواہ و خیر
اندیش تھی اوس سے سخت عداوت کرنے لگا۔ اہنگ خان کا منشا یہ تھا کہ بہادر شاہ
کو قید کرکے احمدنگر پر پورا قبضہ کر لون۔ اس خیال سے اوس نے بڑے سخت معرکے
کئے۔ ان لڑائیون مین وہ زیادہ قوی ہوتا گیا۔ خانخانان جو اکبر کے طرف سے آیا ہوا
تھا اتفاق سے وہ بھی واپس چلا گیا۔ اگرچہ موسم بارش کا تھا اور گنگا لبریز چلی جارہی
تھی اور اکبر کی فوج گنگا کے اوس طرف پڑی ہوئی تھی۔ اس فوج کو عبور کرکے قصبہ
بیر مین آنا اور اوسکو حریف مقابل کے پنجہ سے بچانا دشوار ہوگیا اہنگ خان نے
چند نامور سرداروں کو قصبہ بیر پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اوسوقت سلطان
جلال الدین اکبر کے طرف سے قصبہ بیر کا حاکم و جاگیردار شیر خواجہ تھا۔ اس نے

شیر خواجہ جاگیردار قصبۂ بیر

فوراً اپنی فوج آراستہ کی اور قصبۂ بیر سے باہر نکل آیا۔ تقریباً (۶) کوس
تک جاکر مخالف فوج کا استقبال کیا وہان سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ اس خونریز لڑائی
مین شیر خواجہ ایسا زخمی ہوا کہ میدان جنگ سے لوٹ کر قصبۂ بیر کو چلا آیا۔ اودہر
اوسکی فوج عین معرکۂ جنگ مین تباہ ہوئے جارہی تھی۔ مگر اون کے ذاتی شجاعت
نے نظام شاہیہ فوج کا زور گھٹایا مگر افسر کے بغیر لیا کر سکتی تھی ناگزیر شکست کھاکر
اپنے اپنے گھرون کے طرف چلے گئے۔ شیر خواجہ زخم کے تکلیف سے قلعہ بیر مین تڑپ
رہا تھا۔ اوس بیتابی مین اکبر کو اس واقعہ کی عرضی لکھی کہ دکنیون کا بے انتہا غلبہ
ہوا اور نہ اوسوقت شیخ ابو الفضل نے سلطانی فوج کو امداد کے لئے بھیجا۔ اس

مہم پر بیرسے متواتر تنہا کوششین کچہ کام نہ آئین اگر ابو الفضل عین معرکہ جنگ مین سلطانی خونخوار فوج سے مدد دیتا تو نظام شاہی فوج کی سرکشی خاک مین ملجاتی - اکبر نے شیر خواجہ کے شکایت آمیز عرضی پر ابو الفضل کا دکن سے تبادلہ کر دیا مگر شیر خواجہ کا تسلط قصبہ بیر پر جس طرح تھا اوسی طرح قایم رہا - شیر خواجہ نے نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی - یہان کا جو خراج تھا وہ یہین کے امن و انتظام قایم رکھنے مین صرف کرتا تھا - اسکی جنگی فوج قصبہ بیر کے وسیع میدانون مین قواعد آموزی کیا کرتی تھی - شنبہ کے دن ہر ایک سپاہی اپنے ساز و سامان کے ساتھ آراستہ ہوتا اور قصبہ بیر کے بڑے بڑے دشوار گذار گھاٹیون مین گذر کرتا تھا - تاکہ نجات کینگاہون سے نکل جائین - اس کے زمانہ مین امرائے نظام شاہیہ کا یہ مجال نہ تھا کہ اوسکے ساتھ ہمسری کا دعوی کر سکین اکبر نے جب اوسکو تجربہ و امتحان کی نگاہ سے دیکھا اور یہ قطعی رائے قایم کر لی کہ قصبہ بیر کا جاگیردار شیر خواجہ نظام شاہیہ کے قیامت انگیز محاربات مین ثابت قدم ہے - اکبر کے نزدیک اوسکی بہادری کا صحیح اندازہ ہو چکا تھا -

شیر خواجہ کے انتقال پر ملال کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ وہ ٹہٹہ کا صوبہ دار ہو کر چلا جا رہا تھا اثنائے راہ مین قاصد اجل نے پیام پہونچایا ہنوز ٹہٹہ کو نہین پہونچا تھا کہ ۱۰۱۳ھ مین بڑے حسرت کے ساتھ مر گیا صوبہ داری کی آرزو دل ہی مین رہ گئی -

شیر خواجہ قوم کا سادات اور ماں کے طرف سے نقشبندی تھا -

اکبر کے زمانہ مین شاہ علی کا بیٹا اور برہان شاہ اول کا پوتا مرتضی نظام شاہ بحری برائے نام بادشاہ تھا اوسکو اوس کے ملازم ملک عنبر حبشی نے سخت تنگ اور مجبور کر دیا - مرتضی نے اوسکو بے رحمی و سرکشی سے بہت منع کیا لیکن اوس نے اپنے دو روزہ حکومت حاصل ہونے کے واسطے اپنے مالک پر نہایت ظلم و زیادتیان کین جنکے بیان کرنے کو ایک دفتر چاہیئے اگرچہ مرتضی کو اوسکا سخت مشکل کا سامنا

مرتضی نظام شاہ

تھا تاہم اوسکے ایک خیر خواہ ملازم راجو دکنی نے ملک عنبر کو لڑائیون مین بارہا شکست دی اور کامیاب ہوتا رہا آخر ملک عنبر نے اکبر کے خانخانان سے مدد طلب کی اوس نے قصبۂ بیر کے جاگیردار مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ تین ہزار سوار جرار کے ساتھ عنبر کے نزدیک چلا جائے۔ یہ جاگیردار بڑا شجیع اور قصبہ بیر کے پر زور آب وہوا مین پرورش پایا تھا۔ ذاتی شجاعت بھی مسلم تھی اس کے اعانت سے عنبر نے راجو کو شکست دی مگر جو مقصود تھا اوسمین تو کامیاب نہ ہوا لیکن تمام ملنگان پہ قابض ہوگیا۔ اگرچہ اوسکو اوسوقت بہت خوشی ہوئی مگر پنجہ اجل سے کب بچ سکتا تھا دودن مین عنان حکومت ہاتھ سے جاتی رہی اور اوسکا نام کو رنگی کے مدمین باقی رہ گیا۔ اسکا انتقال ۱۰۳۵ھ مین ہوا۔

احمدنگر ایک مدت سے سلاطین نظام شاہیہ کے سلطنت مین محسوب ہوتا تھا۔ مگر اکبر کے آخر زمانہ مین اس سلطنت پر مغلیہ فوجون کے پیہم حملے ہوے۔ یہی دلاور اور قوی پادشاہ تھے کہ انھون نے مغلیہ کے قیامت خیز صدمات کو سہا آخر کب تک وہ اس بارگران کو سنبھال سکتے تھے۔ اودھر سلطانی قوت نہایت جوش سے صرف ہوتی تھی ادھر ان کے نزدیک انسداد کا کوئی سدراہ باقی نہ رہا۔ ناگزیر انکو قلعہ پرینڈہ مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ احمدنگر تو بالکل ہاتھ سے جاتا رہا اوسکے قصبۂ بیر اور نیز دوسرے بڑے بڑے اضلاع بھی قبضہ سے نکل گئے۔ صرف پرینڈہ کے مختصر حدود کو انھون نے اپنا دارالملک قرار دیلیا تھا۔ لیکن چونکہ نظام شاہیہ کی تاریخ زندگی۔ پہلے ہی سے ختم ہوگئی تھی اب ہم اون گذشتہ واقعات کا ذکر کرنا نہین چاہتے۔ مگر ابوالفضل کی مختصر داستان کا سنانا ضرور ہے۔ کیونکہ اوس نے دکن کی سپہ سالاری کی تھی اور

ابوالفضل شاہ گڈھ مین برسون تک مقیم رہا۔ پھر بتدریج دکن کے فتوحات حاصل کرتا گیا یہانتک کہ ۱۰۰۹ھ مین احمدنگر کی پوری تسخیر کرلیگئی تھی۔ ابوالفضل شیخ مبارک

ناگوری کا بیٹا یعنی الاصل ہندی نژاد اور اکبر کا وزیر تھا۔ ۹۵۸ھ مین پیدا ہوا۔ ۱۹ھ جلوس عرش آشیانی مین اکبر کی ملازمت اختیار کی ۱۰۰۳ آلہی مین سلطانی حکم سے شاہ مراد کے ہمراہ تسخیر احمد نگر کے لئے دکن مین آیا۔ اکبر نے اوسکو دکن کا سپہ سالار بنایا تھا۔ شاہ گڈہ مین مدتون رہا۔ پرگنہ بیر کے جاگیر دار شیر خواجہ کے متواتر شکایتون پر دکن سے بدل دیا گیا۔ وفات اوسکی روز آدینہ غرہ یا چہارم ربیع الاول ۱۰۱۱ھ مین ہوئی۔ وجہ وفات مین اختلاف ہے رہزنون نے مارا یا جہان گیر نے مروا دیا۔ اوس کے مذہب مین بھی اختلاف ہے شیعہ یا کافر یا برہمن یا شمس پرست یا دہریہ ہوگا۔

شاہ گڈہ قصبۂ بیر سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر جانب شمال گنگا کے شمالی کنارے واقع ہے۔ اسکو وفادار خان نے جو اکبر کے امرا مین سے تھا آباد کیا۔ اور نیز یہان اوس نے ایک عالیشان مسجد بھی بنوایا ہے جسپر حسب ذیل کتبہ لگا ہوا ہے۔

چو فتح دکن کرد سلطان مراد	باقبال آن شاہ کشورستان
کہ تا از پئے ضبط تسخیر ملک	شود پایۂ تخت دکن این مکان
چو تاریخ جستم از پیر عقل	بگفتا بنا ہے وفادار خان

اس مسجد کے تعمیر کے دوسرے سال سلطان مراد اپنے آباد کئے ہوئے شہر شاہپور مین مرگیا۔ غالبًا وہ اس خواہش مین تھا کہ پادشاہان دکن کی قوت کا بالکل استیصال کرکے خاص شاہ گڈہ کو دکن کا دارالسلطنت بنلئے۔ مگر اوس کے زندگی نے وفا نہین کی (۳۰) برس کی عمر مین (۱۵) ماہ شعبان ۱۰۰۷ھ کو زناکاری و شراب نوشی سے امراض غیر مکرر مین مبتلا ہوکر عدم کی راہ لی۔ زمانہ نے کسکے سب آرزوئین پوری ہونے دئے ہین۔ شاہ گڈہ کے دارالسلطنت دکن بنانیکے پر فخر خیالات اوس کے دل ہی مین رہگئے۔ اس شاہ گڈہ کے ایک دروازہ پر اور ایک کتبہ نظر آیا مگر خط کچھ ایسا کج مج ہے کہ الفاظ صریح پڑھے نہین جاتے تاہم مین نے اوسکی حسب ذیل نقل کرلی ہے

در عمل خالصہ شریفہ باہتمام بندۂ درگاہ سلطان سنگھ
کزوری از تاریخ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۱۰۷۴ھ کز وی کل رار سید

عبارت مشکوک کیون نہ ہو مگر سنہ تاریخ برابر ہے۔ اس سنہ مین شاہجہان کی حکومت تھی شاید اون کے عہد مین اس شاہ گڈھ کے پختہ حصار کی تعمیر یا ترمیم ہوئی ہو اس پر فضا اور دلچسپ شہر کی قضاۃ مولف ہذا کے موروثی خاندان کی ہے۔

سلطان جہانگیر کی سلطنت۔ ولادت ۹۷۷ھ۔ جلوس ۱۰۱۴ھ مدت عمر۔ دکن گیو ہو قبضہ کا واپس لینا۔ جہانگیر کی وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ

جہانگیر کی کنیت ابو المظفر۔ نام نورالدین۔ خطاب محمد سلیم جہانگیر تھا۔ چہارشنبہ کے دن ۱۷ ماہ ربیع الاول ۹۷۷ھ مین پیدا ہوا۔ پنجشنبہ کے روز ۲۰ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ کو اکبر آباد مین جلوس کیا۔ یکشنبہ کے دن ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا۔ جنت مکانی کے لقب سے مشہور ہوا۔ عمر اوسکی ۵۹ برس ۱۱ مہینے ۱۱ دن کی تھی۔

اسکے زمانہ مین قیصر روم سلطان سلیم کے نام سے مشہور تھا اور اسکو بھی اسی نام سے پکارا کرتے تھے اسلئے اوس نے رفع اشتباہ کیلئے اپنا نام جہانگیر رکھ لیا۔ اور اوس کے ایام شاہزادگی مین دانایان ہند کہا کرتے تھے کہ اکبر کے بعد نورالدین تخت و تاج کا مالک ہوگا اس لحاظ سے اوس نے اپنا نورالدین لقب مقرر کر لیا تھا۔

نورجہان بیگم نورجہان بیگم فرقہ اناث مین اپنے وقت کے نادرۂ عالم سے بڑی ممتاز پرمذاق۔ عالی دماغ۔ شاعرہ۔ فہیم۔ حاضر جواب تھی۔ اسکے باپ خواجہ غیاث بیگ ایرانی نے اوسکا نکاح علی قلی خان المشہور بہ شیر افگن خان کے ساتھ کر دیا تھا۔ جہانگیر نے اوس کے شوہر کو ۱۰۱۵ھ مین قتل کروا کے اپنے ساتھ اوس کا نکاح پڑھا لیا۔

جہانگیر کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے اوسکا نام مہرالنسا تھا جب اوسکا نکاح جہانگیر کے
ساتھ ہوا اوس نے اوسکے نام اصلی کو اشرف النسا نور جہان بیگم سے بدلدیا۔
جہانگیر کی سلطنت اسکے اختیار مین تھی۔ گویا وہ درحقیقت ممالک ہند کے سیاہ
وسپید کی مالکہ تھی اوسکو اوسکے زمانہ مین ملکہ ہند کہتے تھے۔ اوس زمانہ کے ملا اور
خطیب چالاک نہ تھے تو خطبہ بھی اوسی کے نام کا پڑہا جاتا۔ سکوک سلطانی مین برابر
اوسکا نام منقش کیا گیا تھا۔ جسکی بیٹی ملکہ ہند ہو اوسکے پدر بزرگوار جلیل القدر خدمات
سے کیسے محروم رہسکتے تھے اون کے لئے وزارت کا عہدہ اور اعتماد الدولہ کا اونکے
خطاب تھا۔ مگر افسوس کے وہ اسی پر اکتفا کر گئی۔ ابوالحسن تو ایسے تھے کہ ساری خدائی
ایک طرف جورو کے بہائی ایک طرف ان کے لئے دنیوی مدارج مین کیا کمی ہوسکتی تھی
جاگیرات ومناصب گھر کے تھے۔ لیکن حکم الہی کے سامنے کچھ زور نہین چلسکتا اونکے
تمام جاہ وحشم کو پیغام موت نے مٹا دیا نور جہان ۱۰۵۵ھ مین مرگئی۔ مگر مرنے سے
پہلے اوس کے شوہر جہانگیر نے دکن کے وہ مفتوحہ ممالک جنپر نظام شاہون نے جبراً
قبضہ کرلیا تہا اونکے قبضہ کو نہایت ذلت سے نکلوا دیا اور حکم دیا کہ سرکشون کا گروہ
پھر ایسے بے اعتدالیان نہ کرے۔ نظام شاہی سلاطین بزدل نہ تھے کہ اوس کے
پرجلال اور غیر مانوس صدا سے گھبراتے اون کے متعدد فوجین لشکر مغلیہ کے مقابل
ہوتی گئین اور اپنے زر درحوصلے ظاہر کرتی گئین۔ یہ تمام واقعات شہادت دیرہے تھے
کہ حضرت ملکہ جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اونکی رائے بھی استرداد ممالک مفتوحہ دکن مین
ضرور شریک تھی تب اسقدر قلعہ احمد نگر کے ستردلینے مین قیامت خیز ہلچل پڑگئی
حضرت جہانگیر بدون نازک اشارون کے خود رائی سے کیا کام لیسکتے تھے اون کو تو
سوائے اپنے ملکہ کے دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر بھی نہ تھی جو کچھ کیا اوسی نور جہان نے
کیا قلعہ احمد نگر وقلعہ بیدر اور دوسرے قلعہ جات نظام شاہیہ کے نسبت جسقدر جھگڑے تھے

سب طے کردئے۔ ہر ایک قلعہ ہائے مفتوحہ مین بڑے بڑے عمال مقرر ہوے۔ اور اون عالون کو انتظام جدید کے لحاظ سے وسیع اختیارات ملے مفتوحہ قلعہ جات کے حفاظت کے واسطے اون معزز عالون کے نزدیک باقاعدہ فوج بھی رہا کرتی اور وہ اس سے سپہ سالار کہلاتے تھے۔ چنانچہ قلعہ بیر پر اوس زمانہ مین جہانگیر کے طرف سے جان سپار خان قابض تھے اور یہ ترکمان جان سپار خان جہانگیر کے جلیل القدر امرا مین سے دکن کا صوبہ دار اور بیر کے فوج کا سپہ سالار تھا۔ اسنے اپنی زور لیاقت اور حسن تدبیر کے ساتھ قصبۂ بیر پر دربار سلطانی سے ایسا اقتدار حاصل کیا کہ ملک عنبر حبشی کو اوس کے ساتھ ہمسری کرنے مین شرم آتی تھی تاہم ملک عنبر جان سپار خان سے شجاعت مین ہمسری کا دعوی کرسکتا تھا۔ ولایت بیر دو مستقل سلطنتون کے درمیانی سرحد مین واقع تھی اسلئے کبھی احمد نگر سے کبھی بیجاپور سے خراب ہوتی رہتی تھین مگر جان سپار خان اپنی قاہرہ فوج اور فتوحات سے اونکو آگاہ کردیا کہ آپ جیسے ضعیف سلطنت کے حق مین جنگ سے اطاعت زیادہ مفید ہے۔ سلطانی عمال کے آپ لوگ حریف مقابل نہین ہوسکتے بہرحال جان سپار خان نے ولایت بیر مین ابتداے تقرر سے سنہ ۱۰۳۶ھ تک بہت سے فتوحات حاصل کین۔ اور اپنے بقاے یادگار مین قصبہ بیر کے اندر بہت بڑی شاندار جامع مسجد بنوایا جو ابتک معمور و آباد ہے۔ اس کے بعد جان سپار خان سنہ ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا۔

شاہجہان کی سلطنت ولادت سنہ ۱۰۰۰ھ۔ جلوس سنہ ۱۰۳۷ھ

مدت عمر۔ مدت سلطنت۔ مدت انزوا۔ وفات ۲۵ رجب سنہ ۱۰۷۶ھ

شاہ جہان۔ یہ بادشاہ سلطان نور الدین جہانگیر کا بیٹا تہا۔ نام اوسکا شہاب الدین محمد خرم اور لقب صاحب قران ثانی اور خطاب شاہجہان تہا۔ پنجشنبہ کی رات سلخ ربیع الاول

جان سپار خان

یا غرہ ربیع الثانی سنہ ھ کو لاہور مین پیدا ہوا۔ دوشنبہ کے دن ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ھ کو اکبر آباد مین جلوس کیا عمر اوسکی ۶۷ برس ۳ مہینے ۲۶ روز کی تھی۔ (۳۰) سال ۸ مہینے ۲۲ روز سلطنت کی ۸ سال ۴ مہینے ۲۵ روز قلعہ اکبر آباد مین انزوا فرمایا۔ ۲۵ تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۰۷۶ھ مین انتقال کیا اور فردوس آشیانی کے خطاب سے مشہور ہوا۔

شاہجہان کو دکن کی تسخیر کی ہوس بے انتہا تھی۔ اوسکے باپ جہانگیر اور دادا اکبر نے نے دکن پر حملے اور بہت سی قلاع دکن پر تسلط حاصل کیا تہا لیکن نظام شاہیون نے اونکا پورا عمل دخل قایم رہنے نہین دیا۔ جب شاہجہان تخت پر بیٹھا جلوس کے دوسرے سال سنہ ۱۰۳۸ھ مین شیخ معین الدین ایلچی کو بیجاپور کے طرف سے صف شکن خان کو قلعہ بیر کے فتح کے لئے بھیجدیا شیخ معین الدین ایلچی بیجاپور کے مہمات مین اور صف شکن خان قلعہ بیر کی تسخیر مین مصروف تھا۔ صف شکن خان نے قلعہ بیر کو سنہ ۱۰۳۹ھ مین فتح کرلیا۔ سنہ ۱۰۳۹ھ کے پہلے ہی سے نظام شاہیون کی سلطنت مین زوال آرہا تھا۔ سلاطین بیجاپور کی خصومت اور ادہر شاہجہان کی آمد آمد اور پیہم حملے ان دونون مخالف سلاطین کے مقابلہ اور درمیانی سرحد مین نظام شاہی فوج کے معرکہ حرب سے مغلیہ فوج کے سامنے ہتھیار ڈالدینا پڑا اور اون کو دونون آتش خانون کے بیچ مین ٹھیرنا مشکل ہوگیا تھا۔ قلعہ بیر پر صف شکن خان تو اطمینان سے قابض رہا اور قدیم عمارتون کو تباہ کرتا گیا اور اپنے بقار یادگار مین قصبہ بیر کے وسط آبادی مین ایک مستحکم رواق بنوایا جو آجتک اوس کے گذشتہ زمانہ کا مستحکم یادگار باقی ہے۔

نظام شاہیون نے باوجود اس تردد دپریشانیون کے دو مخالف حریف کے جوابات سیف و قلم کے ساتھ ادا کرتے رہے مگر قوت تیموری کے سامنے کیا کرسکتے تھے۔ جب شاہجہان ذات سے دولت آباد پر آیا اوسنے سنہ ۱۰۴۵ھ مین نہ صرف ولایت مرہٹ کو علی التخفیف بلکہ قلعہ بیر پر بھی بالاستقلال قابض و متصرف ہوگیا۔ اور ایسے (۴۰) قلعہ دکن کو اوسنے بتدریج فتح کرلئے

سنہ ۱۰۴۲ھ مین محمد عادل شاہ بیجاپوری نے قلعہ پرینڈہ کو جو نظام شاہیون کا مقبوضہ تھا تباہ کردیا تو یہ بین جو قدیم سے قلعہ پرینڈہ پر تھے منگوا لئے۔ چنانچہ توپ ملک میدان جو ۷ دہات وروئین سے حسین نظام شاہ بحری نے احمدنگر مین بنوایا تھا اوسکو محمد عادل شاہ نے ۵ صفر سنہ ۱۰۴۲ھ مین قلعہ پرینڈہ سے منگواکر بیجاپور کے مکہ دروازہ و شاہ پور دروازہ کے درمیان بلند برج پر رکھوادیا ہے۔ اس توپ کا طول و عرض ۹ ہاتھ کا ہے اور جوف ایسا ہے کہ ایک لحیم و شحیم اوس کے اندر اطمینان سے بیٹھکر دستار باندہ سکتا ہے اس توپ کے دیکھنے سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ نظام شاہیون کی شان و شوکت اور شجاعت و تہور کا کیا موازنہ تھا۔ بادشاہ دہلی و بیجاپور مین باہم مصالحت نہوتی تو اس نظام شاہی سلطنت کا زوال بہت مشکل سے ہوتا۔

صف شکن خان

صف شکن خان حاکم قلعہ بیر کو اس بات کی تمنا تھی کہ قلعہ پرینڈہ بھی مسخر کرلون مگر یہ تسخیر اس تنہا افسر کے بس مین نہ تھی۔ اور قلعہ پرینڈہ کا آتشخانہ اوسکے آنکھون سے گذر چکا تھا۔ صف شکن خان اور اصل شاہجہان کا مرید اور سید شریف خان رضوی کا بیٹا بڑا بہادر شخص تھا وفات اوسکی سنہ ۱۰۵۵ھ مین ہوئی۔

عالمگیر کی سلطنت ولادت سنہ ۱۰۲۸ھ۔ جلوس سنہ ۱۰۶۸ھ مدت عمر۔ مدت سلطنت عالمگیر کی وفات ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ

عالمگیر۔ شاہجہان کا تیسرا بیٹا تھا۔ کنیت اسکی ابوالمظفر نام اسکا محی الدین محمد لقب اورنگ زیب اور خطاب عالمگیر تھا۔ یکشنبہ کی رات ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ھ کو پرگنہ دوہد صوبہ گجرات مین پیدا ہوا۔ اس نے دومرتبہ جلوس کیا تھا پہلا جلوس غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ مین کیا۔ دوسرا جلوس یکشنبہ کے دن ۲۴ رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ مین فرمایا۔ لیکن پہلا جلوس معتبر ہے۔ عمر اسکی (۹۱) سال (۱۴) روز کی تھی۔ ۵۰ سال ۲۸ روز سلطنت کیا جبکہ

آخر شب ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو احمد نگر مین انتقال فرمایا اور خلد مکان کے لقب سے مشہور ہوا۔ مزار پرانوار اسکا دولت آباد مین اندرون حصار روضہ زین الحق شیرازی کے زیارتگاہ خلایق ہے۔

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ اوپر ہوے اس وسیع مدت مین ہندوستان کا ایک تخت نشین بھی ایسا نہین ہوا جو فضل و کمال کے اعتبار سے عالمگیر کے شان یکتائی کا حریف ہوسکتا۔ عالمگیر اس بات مین بے شبہہ نہایت تعریف کا مستحق ہے کہ وہ اعلی درجہ کا متشرع اور حنفی مذہب کے عقائد مین نہایت راسخ الاعتقاد تھا۔ اس کے فرمانروائی کے وقت ملکی قانون کے لحاظ سے شریعت کے مسلمہ اصول اوس کے ذاتی خواہشون کے سانچے مین ڈہلے ہوئے تھے (فتاوی عالمگیری) اوس کے شرعی عظمت کا مشہور قانون گنا جاتا ہے۔ اس کے شرعی پابندی کی خالص آواز سے تمام دنیا کے دشت و جبل گونج اٹھے۔ افسوس کہ ایک ایسے سچے مذہب کے طرفدار کے نسبت بعض مورخین (دہوکہ۔ فریب۔ سخت مزاج بے رحم۔ متعصب الذہب بے اعتباری) کا داغ لگاتے ہین۔ حالانکہ یہ حملے اون مورخین کے ایسے ہین جسکی زد اسلام پر پڑہتی ہے منصف مزاج ناظرین جنکی نظر اخبار و سیر کے نزاکتون اور بیہیدون پر حاوی ہے وہ خود ایسے یا بس اتہام کا اندازہ کرسکتے ہین۔ ہمارا فرض منصب ہے کہ ہم اسوقت عالمگیر کے عدل و انصاف کی داستان سنائین مگر اتنی فرصت کہان اگرچہ عالمگیر کی تاریخ اس قسم کے ناگزیر معرکہ آرائیون سے مملو ہے لیکن جو کچھ ہوا اتفاقی واقعات کا نتیجہ تھا۔ ورنہ اوسکا دامن انصاف و عدل و تشرع ہر ایک قسم کے داغ سے پاک ہے۔

شاہجہان اور اوس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ نے ملکی مصلحت کے لحاظ سے جسقدر تکالیف اٹہائین وہ اون کی تقدیری بات تھی۔ ادہر اورنگ زیب کی خوش

قسمتی کا ستارہ اوج کمال پر چمک رہا تہا۔ اوائل رمضان ۱۰۶۸ھ مین دارا شکوہ اوسکے مقابلہ مین شکست اٹہا کر بہاگ گیا۔ عالمگیر نے اپنے عالی ہمت اور جوانمردی اور پرزور ہاتھون سے اپنی خلافت کی ڈوبتی ہوئی کشتی بچالی۔ اورنگ آباد کی جس نے بنیاد ڈالی یہی اورنگ زیب ہے۔ اوسکو اپنے وسعت سلطنت اور استحکام دارالخلافت دونون لحاظ سے اب ایک مستقل پائے تخت کی ضرورت تھی اورنگ زیب نے دولت آباد کے نواحی مین (۹) میل کے فاصلہ پر احمدنگر کے وزیر السلطنت ملک عنبر حبشی کے عارضی مقام کھڑکی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور اوسکے اطراف شہر پناہ بنواکر نام اوسکا خجستہ بنیاد اورنگ آباد رکھا۔ اسکی بنیاد اورنگ زیب کے شاہزادگی کے زمانہ کی ہے۔ تعمیر اوسکی ۱۰۴۵ھ مین ہوئی۔ یہ شہر ملک سرکار عالی مین بلحاظ آبادی دوسرے درجہ کا شہر ہے۔ اورنگ آباد کے مشہور عمارتون کا تذکرہ کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب چاہیئے۔ پرگنہ بیر شاہان مغلیہ کے عہد سے آجتک اسی شہر کے حدود ولایت مین شامل ہے۔ اسلئے ہم اسی پرگنہ بیر کے تاریخی حالات بیان کرنیکے لئے مستعد ہوتے ہین۔

اورنگ آباد

ولایت بیر پر دربار عالمگیر سے بڑے بڑے جلیل القدر امرا مامور ہوے۔ ان دولتمند عمالون نے اپنے فیاضانہ بے روک حوصلون سے اسکے آبادی کی رونق بڑہائی۔ فصل مہمات ملکی و مالی مین وہ امرا کسی حد تک آزاد اور بیباک تھے۔ تاہم دادخواہ رعایا کے شکایتی عرائض پر اون عمالون کی وقتاً فوقتاً دربار سلطانی سے تبدیلیان ہوتی گئین۔ اون تمام عمالون کی تفصیل بصراحت نہین پائی گئی البتہ قصبئہ بیر کے قدیم عمارتون پر جو کتبے لگے ہوے ہین اونکے دیکھنے سے گذشتہ عمالان عالمگیری کا پتہ چلا۔ واقعی آثار قدیم اور اونکے کتبے دوامی یادگار کے مستقل ذرایع ہین۔

سردار خان ترین یہ شخص قصبہ بیر کے فوج کا سپہ سالار تہا۔ اور قصبہ بیر کی حکومت اسکے اختیار مین تھی اس نے یہان کے سلسلہ تعمیرات مین جامع مسجد کا منبر اور فرش سنگین اور روضہ شاہ کوچک قدس سرہ العزیز کا سنگین دالان بنوایا ہے او سکی یہ یادگار ابتک باقی ہین۔ سردار خان ترین کی وفات ۱۰۳۰ھ مین ہوئی۔

معمور خان یہ شخص بڑا لیقہ شعار اور مردم شناس آدمی تھا۔ اس نے بہت سے معزز مسلمانون کو جو کسب سے عاجز اور معونت کے محتاج تھے قصبہ بیر کے بیت المال سے وظایف مقرر کر دیا۔ اور نیز اراضیات عطا کئے تھے۔ ۱۰۹۹ھ مین قصبہ بیر کے باہر جانب شرق معمور خان نے اپنے نام سے ایک پورہ آباد کیا تہا جسمین اکناف و اطراف کے بڑے بڑے ساہو اور تجار اور مہاجنی کارخانجات قایم ہوے۔ اوس

معمور پورہ زمانہ مین یہ پورہ عجیب و غریب آبادی کا منتخب نمونہ تھا۔ جسکی نظیر اوس زمانہ مین نہین ملسکتی تھی اسوقت اوسکے منجملہ علامات سے صرف ایک رواق ظاہرہ دیکھنے کے لئے باقی ہے اور اوس پر حسب ذیل کتبہ ہے۔ اور اوس کتبہ کے جہان الفاظ توٹ گئے ہین وہان قوس کر دی گئی ہے۔

نظم

در زمان شہنشہے عادل
کہ بود در زمانہ بیہمتا

شاہ اورنگ زیب عالمگیر
صیت عدلش گرفتہ ارض و سما

خان دوران شجاع دین معمور
شد آن جود و کان حلم و فا

زبدۂ خانان معموری
کہ ازو یافت چشم در ضیا

کہ در بیر پورۂ (   )
کہ از آن کوتست دست قضا

گشت نامے این بنا طاہر
زانکہ اوست (   ) وفا

شدہ معمور پورہ آن مشہور
این بنا در زمان با دلبقا

سال تاریخ این بنا جست	بتضرع ز خالق یکتا
از غیب این ( )	از سر لطف ہاتف ز سما
شرف بگیرد فاش بگو	باشد این پورہ جنت دنیا

حاجی صدر شاہ یہ شخص ۔ بیجاپور اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے صوبہ دار اور قلیچ خان کے فرزند اور دربار عالمگیری کے عظیم الشان نواب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کے جانب سے قصبۂ بیر کا نائب تہا ۔ ہم ناظرین کو اس امر کا یقین دلاتے ہین کہ حاجی الحرمین حاجی صدر شاہ اپنے معزز اور محترم منیب کے جانب سے وہ مرتبہ رکہتا تھا کہ اوسکے ہمعصر عمال اسکے ساتھ ایک ادنی رقابت کی حیثیت رکھتے تھے اوسمین درحقیقت ایک طرحکی قابلیت بھی تھی ۔ اپنے مالک کی وفاداری مین بار اطاعت کی گردن کبھی نہین ہلاتا تہا ۔ اپنی بے تکلف رائے سے جو چاہتا وہ کرتا تھا ۔ اس نے قصبۂ بیر کے سلسلہ تعمیرات مین قلعہ ۔ خندق ۔ عیدگاہ ۔ غازی پورہ کو اپنے آقا کے بقاے یادگار مین قابل قدر اور نہایت فیاضی کے ساتھ بنوایا ہے جو ابتک اوسکی شان وعظمت کی شہادت دیرہے ہین بہرحال اسکو قصبۂ بیر مین شخصی حکومت کا بڑا ازدرہا تھا ۔ اور نیز یہان کی عام رعایا اوسکے وسیع حکومت مین نہایت آزادی سے بسر کرتے تھے ۔

محمد شاہ کی سلطنت ولادت سنہ ۱۱۰۴ھ ۔ جلوس سنہ ۱۱۳۱ھ مدت عمر ۔ مدت سلطنت ۔ محمد شاہ کی وفات سنہ ۱۱۶۱ھ

محمد شاہ جہان شاہ کا بیٹا ۔ اور ابوالنصر قطب الدین شاہ عالم بہادر خلف دوم عالمگیر کا پوتا تھا ۔ کنیت اسکی ابوالفتح ۔ نام اوسکا ناصر الدین محمد شاہ تھا ۔ جمعہ کی شب ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۱۰۴ھ مین پیدا ہوا (۱۵) ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ مین جلوس فرمایا ۔ بہ سال

(۱) مہینہ ۵ روز کی عمر تھی۔ ۳۰ سال ۲۷ دن سلطنت کر کے ۲۷ ربیع الثانی شب پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۱ھ مین انتقال کیا اور فردوس آرامگاہ کے خطاب سے مشہور ہوا۔

محمد شاہ کی ہوشیاری بیدارمغزی مین کسکو انکار ہے۔ اسکے ساتھ ہم یہ بھی اعتراف کرتے ہین کہ عدیم الجرات اور مغلوب الامرا تھا۔ اسنے جوان عیاشی کی وجہ سے فرخ سیر کے پراگندہ اوراق سلطنت کا شیرازہ باندہ نہ سکا اگر ہم اسکو (خاتم السلاطین) بابری کہین تو بجا ہے۔ سنہ ۱۱۳۷ھ مین دکن کا تمام ملک نربدہ سے انتہائے صوبہ بیجاپور اور حیدرآباد سے دریائے شور تک اسکے قبضہ سے جاتا رہا۔

سلاطین تیموریہ کے سلطنت کی خوشنما تصویر کے ساتھ اب ہم محمد شاہ سے بھی رخصت ہوتے ہین۔ اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ دکن مین ایک مہتم بالشان حکومت آستانہ آصفیہ پر دست بستہ کہڑے ہوے ہین ہم کو لازم ہے کہ اب اسی آستانہ خلافت کے عظمت دکہانیکا شرف حاصل کرین۔

آصف جاہ کی سلطنت ولادت سنہ ۱۰۸۲ھ۔ جلوس سنہ ۱۱۳۲ھ مدت عمر۔ مدت سلطنت آصفجاہ کی وفات ۴ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ

آصف جاہ۔ آپ کا نام قمرالدین۔ خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا آپ نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے بیٹے اور عابد خان المخاطب قلیچ خان کے پوتے۔ اور حضرت سلطان المشایخ شیخ شہاب الدین سہروردی رح کی اولاد مین سے دکن کے بادشاہ اور طریق عالیہ نقشبندیہ کے مقدس پیشوا تھے۔ آپ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۲ھ مین پیدا ہوے۔ عالمگیر کے زمانہ مین (چین قلیچ خان) کا خطاب حاصل کئے بہادر شاہ کے زمانہ مین خاندورانی کا خطاب اور اودہ کی صوبہ داری عطا ہوئی فرخ سیر نے اپنے پہلے سال جلوس مین آپ کو نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب

اور دکن کی صوبہ داری دیا تہا۔ رفیع الدرجات سنے مالوہ کی صوبہ داری دی تھی۔ محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۳۳ھ کو تمام دکن کی مستقل حکومت پر قایم ہوے۔ عمر آپ کی (۷۹) سال کی تھی۔ (۲۹) سال فرمانروائی کی۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کی وفات کے بعد (۲۷) روز کو احمد شاہ بادشاہ کے زمانہ مین (۴) جمادی الاخر ۱۱۶۱ھ کو برہان پور مین انتقال فرماۓ اور (مغفرتماب) کے لقب سے مشہور ہوے۔ مزار آپ کا خلدآباد حضرت برہان الدین غریب قدس سرہ کے روضہ منورہ مین زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

غازی الدینخان بہادر
آصف جاہ کے پدر بزرگوار نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ عالمگیر کے زمانہ مین اوس کے سپہ سالار تھے۔ اور جب بیجاپور فتح ہوا اورنگ زیب سنے (فرزند ارجمند) کا خطاب دیا تہا اورنگ زیب کے اواخر سلطنت مین بیجاپور سے خجستہ بنیاد تک انہین کی صوبہ داری تھی۔ قصبہ بیر مین آپ کے نام سے بسایا ہوا پورہ (غازی الدینپورہ) کے لقب سے مشہور معروف ہے۔ بہادر شاہ کے زمانہ مین گجرات کے صوبہ دار ہوے انتقال اونکا احمدآباد گجرات مین ۱۱۲۲ھ کو ہوا دہلی کے باہر دفن ہوے۔ رحلت کے بعد غازی الدینخان بہادر (غفران پناہ) کے لقب سے پکارے گئے۔

قلیج خان
آصف جاہ بہادر کے دادا عابد خان المخاطب قلیج خان بہادر توران مین پیدا ہوے ۱۰۷۹ھ مین سمرقند سے دہلی کو آئے۔ اورنگ زیب کو میناکار پہولون کی سپر نذر دی دربار سلطانی سے قلیج خان کا خطاب عطا ہوا۔ (۲۴) ربیع الاول ۱۰۹۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ کے وقت توپ کے گولے سے مارے گئے اور متصل میدان قلعہ نذر گور کے مدفون ہوئے۔

آصفجاہ بہادر کے نسبت ہم اطمینان کے ساتھ کہ سکتے ہین کہ تمام بادشاہان دکن مین کوئی تخت نشین۔ دانائی عزم بردباری علم رائے تدبیر ہیبت شجاعت۔ عالی۔ حوصلگی فیاضی مین اون سے افضل نہین گذرا۔ آپ نے ۱۱۴۱ھ مین برہان پور کی شہر پناہ

بنوائے۔ اجنٹہ نظام آباد آپ ہی کا بسایا ہوا ہے۔ پل و مسجد و کاروان و سرا بھی۔ اور
حصار شہر حیدرآباد اور نہر رسول اورنگ آباد کے درمیان سے نکالی ہوئی آپ ہی کی ہی

آصف جاہ بہادر کے زمانہ مین پرگنہ بیر کا جاگیردار (سلتا نجی[۱] نبالکر) تھا۔ اسکو

سلتا نجی نبالکر

پرگنہ بیر کس سنہ مین عطا ہوا اوسکی ہمکو پوری تحقیق نہین۔ مگر اوسکی مہر
کی کندہ کی ہوئی دکہائی دی جسمین محمد شاہی جلوس کا سنہ لکہا ہوا ہے۔ سلتا نجی نبالکر دراصل
ایکٹ پال کی اولاد مین سے بڑا خوش قسمت اور اقبالمند آدمی تھا اسکے نسبی سلسلہ
سلسلہ دکن کے زمینداروں مین پایا جاتا ہے۔ ابتدا مین سیٹ ساہو کی نوکری کرتا تھا
جب اوسکی ترقی کا وقت آیا تو دربار شاہی تک پہونچا اور اپنے نمایان کارگذاری کے صلہ
مین خطاب و منصب حاصل کی۔ اسکو آصف جاہ بہادر کی رقابت بھی نصیب ہوئی۔ دربار
آصفی مین بڑا مودبانہ حاضر ہوتا تھا۔ اور جب نواب آصفجاہ سفر کرتے اکثر اوقات خود بھی
اون کے ہمراہ رکاب رہتا اور مہمات مین جان نثاری کے ساتھ پیش آتا تھا حضرت
نواب آصفجاہ بہادر نے اوسکے اس اطاعت و خلوص کی وجہ سے اوسکو خطاب و منصب
سرفراز فرمائے تھے۔

سلتا نجی نبالکر کے زمانہ مین پرگنہ بیر کا محاصل تقریباً (۶) لاکھ (۸۹) ہزار (۱۰۷) روپیہ
ساڑھے آٹھ آنے مقرر تھا۔ اور حدود اس جاگیر کے اس طرح محدود تھے جانب شرق سرکار
فتح آباد دہارور۔ جانب غرب احمدنگر۔ جانب شمال رود گنگ۔ جانب جنوب محالات
قلعہ پینڈہ و کتل گہاٹ احمدنگر۔ اس محدودہ پرگنہ کے سوا علاقہ فتح آباد دہارور صوبہ اورنگ آباد
پرگنہ حویلی پاتھری و صوبہ برار کے بعض محالات اسی سلتا نجی کے تحت مین تھے اس مجموعی

[۱] (س ل ت ا ن) ہندون کے نام کو جو اس سنہ سے مشہور ہوا اوسکو ہرگز (ط) کے ساتھ نہین لکھا
کرتے بجائے اوسکے (ت) لکہا کرنا چاہئے کیونکہ سلطان کا معنی شاہنشاہی کا ہے ہنود اس بزرگ نام کے
مستحق نہین ہین اسلئے بجائے (ط) کے (ت) لکہا گیا ہے ۱۲۔

حیثیت کے لحاظ سے یہ شخص بہت بڑا جاگیردار تھا - اور اپنے ہمعصر جاگیرداروں میں فخر کے تاج کا طرہ سمجھا جاتا تھا - اس نے ایک شمشیر محمد شاہ بادشاہ کے خدمت مین روانہ کی اوس سے بڑھکر کسی ہمعصر جاگیرداروں کے جانب سے نامور تحفہ دربار سلطانی مین نہین بھیجا گیا - قصبہ بیر مین احمد نگر دروازہ سلطان باغ - پاپناس کی سرا - بارہ دری - کہٹکا کے دو بلند منیار - مہادیو کی عمارت باولی دیول سرا دہلی دروازہ کا دیول اوسی کے عہد کے بنے ہوئے ہین - سلطان جی کی وفات سنہ ۱۱۶۰ھ مین ہوئے -

آصف جاہ بہادر کی اولاد ذکور

میر[۱] محمد پناہ - میر[۲] احمد خان ناصر جنگ - میر[۳] سید محمد صلابت جنگ - نظام[۴] علیخان بہادر - بسالت[۵] جنگ - مغل[۶] علی - صاحبزادگان نمبر (۵) و (۶) کا پتہ نہین چلا لیکن دوسرے فرزندون کی توضیح حسب ذیل ہے -

میر محمد پناہ یہ آصف جاہ بہادر کے بڑے فرزند ہین - اصل نام اونکا میر محمد پناہ اور خطاب امیر الامرا اعتماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ تھا - ابتدا مین بادشاہ دہلی کے نزدیک رہے - اور جب اون کے بھائی ناصر جنگ شہید ہوے انہون نے بادشاہ سے دکن کے صوبہ داری کی سند حاصل کی ۳ رجب سنہ ۱۱۶۵ھ کو دہلی سے دکن کے طرف روانہ ہوے اور ہولکر اور مرہٹون کی فوج ہمراہ لیکر اورنگ آباد پہونچے یہان ۷ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۵ھ مین اونکا انتقال ہوگیا گویا اون کے نظامت دکن کی داستان کل ۷ روز مین ختم ہوگئی - اون کے رفقا نے نعش اونکی شاہجہان آباد مین لیجاکر دفن کردئے -

میر محمد پناہ کو ایک لڑکا میر شہاب الدین تہا - صفدر جنگ نے دربار شاہی

عماد الملک — سے اوسکو عماد الملک غازی الدین خان بہادر کا خطاب دلایا۔ یہ وہی عماد الملک ہے جس نے اپنے بادشاہ احمد شاہ کو مکحول اور عالمگیر ثانی کو قتل کیا تہا

ناصر جنگ کی سلطنت جلوس سنہ ۱۱۶۱ھ
مدت سلطنت تاریخ شہادت ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ

ناصر جنگ۔ آصف جاہ بہادر کے دوسرے بیٹے تھے اپنے باپ کے فاتحہ سوم کے دوسرے دن ۹ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ کو قریب موہن نالہ ساحل تپتی واقع قصبہ برہان پور مین اپنے باپ کی جگہ مسند نشین ہوے ۲ سال ۷ مہینے چند روز دکن کی سلطنت کرکے ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ مین پھولچری قلعہ جنجی کے قریب افاغنہ و نصاری کے حملۂ شب خون سے شہید ہوئے۔ اور اپنے باپ کے نزدیک مدفون ہوے۔

ناصر جنگ کے زمانہ مین قصبہ بیر کا جاگیردار سلتانجی نبالکر کا بیٹا راجہ ہنونت راو نبالکر تھا اسکو نواب ناصر جنگ بہادر شہید نے اوس کے باپ کا خطاب اور جملہ حقوق پدری عطا فرمائے تھے۔ مگر یہ عیش دوست اور آرام پرست اور عدیم الفرصت تھا۔ اس نے اپنے نام سے اپنے باپ کے سلتان باغ کے قریب ہنونت باغ نہایت عمدہ آراستہ کیا۔ مگر صلابت جنگ کے زمانہ مین مرگیا۔

صلابت جنگ کی سلطنت۔ جلوس سنہ ۱۱۶۴ھ
مدت سلطنت تاریخ وفات ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ

صلابت جنگ - آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند تھے - فراسیسون سے نے آپ کو بمقام اورنگ آباد بعد قتل ہدایت محی الدین ۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ مین تخت نشین کیا - آپ نے ۱۱ سال ریاست کی - اس مدت مین مرہٹون کے ساتھ مقابلہ رہا - نظام علیخان بہادر نے آپ کو ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ مین قید کر دئے تھے - قلعہ بیدر مین برابر ایک سال ۳ مہینے ۶ روز مقید رہے - ۳۰ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمائے اور بیدر مین مدفون ہوے - احمد شاہ بادشاہ دہلی نے آپ کو آصف الدولہ ظفر جنگ کا خطاب سرفراز فرمایا تھا - اور عالمگیر ثانی نے امیر الممالک کا خطاب دیا تھا -

صلابت جنگ کے زمانہ مین پرگنہ بیر کے جاگیردار سلطانجی نبالکر کا پوتا راجہ **راجہ دہیراج نبالکر** ہنونت راؤ کا بیٹا راجہ دہیراج اپنے باپ کے مرنے کی وجہ سے عطائے منصب وجاگیر کا متلاشی رہا آخرکار دربار شاہی تک پھونچا - وہان سے کامیاب ہوکر قصبۂ بیر مین بڑے کروفر سے آیا مگر اوسکی حکومت ایک معمولی جاگیردار کی طرح تھی - اگر اپنے دادا کے طریق عمل سے بیر کے جاگیرداری کو خاندانی ترکہ قرار دیتا تو اُلجھی ہوئی حالت ایک مفید انقلاب سے بدل جاتی اور حکومت کا زور پوری قوت کے ساتھ قایم رہتا - مگر اوس نے عمداً اپنے بادشاہ کے ساتھ موروثی رقابت کا طریق عمل برہم کر دیا اور یہی باعث اوس کے جاگیر کی خانہ براندازی کا ہوا اور اوس کی خاندانی عزت حقیر زندگی کے ساتھ مدبگئی اور ایک بہت بڑے موروثی عطیہ جاگیر کو بے موقع ہاتھ سے کھو دینا پڑا -

نظام علیخان کی سلطنت ولادت سنہ ۱۱۴۷ھ
جلوس ۱۱۷۵ھ تاریخ انتقال سنہ ۱۲۱۸ھ

نظام علیخان بہادر۔ آپ آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ نام آپ کا میر نظام علیخان خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر تھا۔ غرہ شوال ۱۱۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ میں اپنے بھائی صلابت جنگ کو مقید کرکے اورنگ آباد میں سلطنت دکن کے مستقل تخت نشین اور مالک و مختار بن گئے ۷ ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ میں انتقال فرمائے اور غفرانمآب کے لقب سے مشہور ہوئے۔ صحن مکہ مسجد واقع حیدرآباد میں مدفون کئے گئے۔

نظام علیخان بہادر کی تخت نشینی سے پہلے ولایت بیر راجہ دہیراج بنالکر کو تنخواہ جاگیر مل چکی تھی۔ قریباً (۸) یا (۹) سال تک نواب نظام علیخان بہادر کے عہد سلطنت میں راجہ دہیراج پرگنہ بیر کا مطیعانہ جاگیردار رہا۔ اس مدت کے بعد اوس نے تمردی شروع کی۔ پرگنہ بیر کو اپنی موروثی آزاد ریاست سمجھلیا اور اطاعت شاہی میں غفلت اور سست پیمانے کرنے لگا اس لئے حضرت نظام علیخان بہادر نے ۱۱۸۴ھ میں اسکی تنبیہ اور گوشمالی کے لئے نربت سنگہ کو تعین فرمائے اوس نے قصبہ بیر کا محاصرہ کیا اور حکمت عملی سے دہیراج کا عمل دخل اٹھادیا۔

راجہ نربت سنگہ نربت سنگہ گوراجہ گوپال سنگہ کا بیٹا۔ اور قلعہ قندہار[۱] ضلع ناندیر کا جاگیردار تھا۔ ۱۱۸۰ھ میں اپنے باپ کا قایم مقام ہوا مگر ناندیر میں اکثر رہتا تھا۔ اس کے جاگیرات کا محاصل قریباً (۴۲) ہزار (۹) سو روپئے چار آنے مقرر تھا گو راجہ نربت سنگہ کو دہیراج کے دولت و ثروت فوجی کے مقابلہ میں کچھہ نسبت نہ تھی لیکن مقدر ایسا تھا کہ ۱۱۸۴ھ میں دولت بنالکری تباہ ہوجائے اسی سنہ میں قصبہ بیر فہرست تنخواہ جاگیر سے نکل کر شاہی خالصات کے مد میں

[۱] قندہار کا قلعہ ۔۔۔ھ میں تعمیر کیا گیا (منبع افزائے برحسن کشمیر) لفظ کشمیر مادۂ تاریخ ہے لیکن ہو سپرد ۵) کا ہندسہ بڑھا دیا جائے ۱۲

شامل ہوگیا۔ راجہ نربت سنگھ برابر ایک سال یہان کے انتظام کے لئے ٹھیرا رہا۔ ۱۱۸۵ھ مین نواب شرف الدولہ بہادر کو نواب نظام علیخان بہادر نے پرگنہ بیر کے پروانہ کئے اور یہ حکم دیا گیا کہ پرگنہ بیر تمہارے تنخواہ جاگیر ہے توپخانہ وباروت وآلات حرب مہیار کھین اور جرار جمعیت فراہم کرین نواب شرف الدولہ بہادر نے اس حکم کی پوری تعمیل کی۔ مردمان عرب وعجم ہند وسندھ لاہور وملتان کابل وخراسان ایران وتوران حبشی وزنگی رومی وشامی مصری وعراقی سپاہ جدید کی بھرتی شروع کی اور نیز قلعہ بیر کو سامان حرب وحراقی وا تواب ضرب زن سے خاطر خواہ آراستہ کیا جسمین بڑے بڑے افسران صلح پوش وحبشیان حلقہ بگوش ونیزہ بازان جان باز وسواران نامدار وجوان مردان کامگار کی ایک خاص تعداد نواب غفرانمآب کی ضرورت کے وقت مستعد کارزار رہا کرتی تھی اور پرگنہ بیر کا کامل محاصل شرف الدولہ بہادر کے وظیفہ اور فوج کی تنخواہ مین صرف ہوا کرتا تھا۔

شرف الدولہ

نواب شرف الدولہ بہادر۔ نواب میر نظام علیخان بہادر کے وزیر اعظم میر موسی خان المخاطب رکن الدولہ احتشام جنگ دیوان دکن کے بھائی تھے۔ انہون نے اپنے ذاتی مصارف سے قصبۂ بیر مین چند مساجد بنوائے اور بنا بر انتظامات جاری کرکے۔ بہت سے لوگون کو بیت المال سے اراضیات اور وظائف عطا کئے دور دراز شہرون کے باشندے اون کے عہد مین قصبۂ بیر مین آبسے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اون کے فیضان احسان سے کامیاب نہ ہوا ہو۔ درحقیقت شرف الدولہ بڑے سخی شجیع عادل حق پرست معاملہ فہم سپاہ دوست تھے۔

شرف الدولہ کے فرزند داور الدولہ ویاور الدولہ بڑے قابل ولایق تھے بڑے فرزند کا اصل نام میر غلام حسین بہادر اور خطاب داور جنگ داور الدولہ تھا دوسرے فرزند کا نام غلام علی نقی خان بہادر اور خطاب یاور جنگ یاور الدولہ تھا۔

ایام عیدین مین ان صاحبزادون کی سواری عیدگاہ کے طرف جو قصبہ بیر مین واقع ہی بڑے تجمل سے نکلا کرتی تھی - خلایق کا اژدہام فوجی باجون کی گونجتی ہوئی آواز سوارون کی آہستہ خرامی اور زرنگار عماری کی شان وشوکت شاہانہ سواری کا نمونہ دکہاتی تھی -

علی محمد عرف نقی خان نقی محمد خان بہادر علی یاور جنگ - نواب شرف الدولہ کے فوج کی بخشی اور مہمات مالی وملکی کے دیوان یا مدار المہام تھے مگر بڑے عقیل فریس مانے جاتے تھے - انہون نے قصبۂ بیر کے رعایا کے حق مین عجیب وغریب فیاضیان دکہائین اور آئین حکومت - انتظام ملکی - رفاہ رعایا کے متعلق ایک نہایت مدبرانہ دستور العمل سنہ ۱۲۱۱ھ مین لکہا تھا - افسوس کہ عموماً اوسکی باضابطہ نقلین نہین کرائی گئین - ورنہ اون کے گذشتہ انتظامات کا پورا احوال معلوم ہوتا انکا مرقد حضرت شاہ کوچک قدس سرہ کے روضہ رضیہ مین جانب پائین درگاہ دالان سنگین سے ملحق واقع ہے اور اون کے مزار پر خوشنما گنبد بنا ہوا تھا جو سنہ ۱۳۱۳ھ مین منہدم ہوگیا ہے -

سکندرجاہ کی سلطنت - ولادت سنہ ۱۱۸۷ھ
جلوس سنہ ۱۲۱۸ھ تاریخ وفات - ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ

سکندرجاہ بہادر - نواب میر نظام علیخان بہادر کے فرزند تھے - غرہ رجب سنہ ۱۱۸۳ھ مین پیدا ہوے ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۸ھ کو تخت نشین ہوے ۲۶ برس حکومت کی ۶۲ سال کی عمر تھی ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ روز جمعہ مین انتقال فرمائے اور (مغفرت منزل) کے لقب سے مشہور ہوے صحن مکہ مسجد واقع حیدرآباد مین دفن کئے گئے

سکندرجاہ کے زمانہ مین راجہ سکہو رودر پرگنہ بیر کا عامل تھا - اسکی حکومت بڑی

راجہ سکھو دور | پر جلال تھی اسکے تعزیرات کا قانونی بے انتہا سخت اور اوس کے
بے ڈھب خواہشون مین ڈہلا ہوا تھا مجرم کو نادر سزا کی تکلیف اوٹھانا پڑی تھی۔ ایک
ناکردہ گناہ تیلن کو تیل مین تدہین کرکے جلا دیا تھا واقعہ یہ تھا کہ اوس نے کسی خریدار
تیل کو اوس کے انجبار شرار رکھے تھے کہ خدا کرے اس راجہ کا راج جل جائے
راجہ کو اوسکی خبر ہوئی جابر خریدار کو جو کچھ سزا دینا تھا تو دیا مگر اوس کی طبیعت کو
تیلن کے اون الفاظون نے ایسا مشتعل کر دیا تھا کہ وہ تیلن سرتا پا جلا ڈالی گئی ۔
اس سے زیادہ عجب اوس راجہ نے اور ایک حکم صادر کیا تھا جو کسی حاکم سے
ویسی نوادر حرکت کبھی نہین ہوئی ہوگی وہ حکم یہ تھا کہ چکیّ قابل پھانسی کے ہے
اسکو پہانسی دیجائے اور وہ پہانسی پر کھینچوائے گئی۔ بات یہ تھی کہ داروغہ سرکاری
نے آٹا پینے والون کے سرقہ کی راجہ سے شکایت کی راجہ نے انکو پکڑ بلایا اور سخت
سزا دینی چاہی ۔ جب وہ پکڑے ہوے اسے خوف و دہشت سے چہرون پر اونکے
تردد اور پریشانی نمایان ہونے لگی راجہ نے پوچہا کیون تم نے آٹا چرایا یہ آواز
سنتے ہی اون کے دلون مین خلش پیدا ہوگئی گہبراہٹ کے مارے کہنے لگے چکہیون
مین مٹھی بھر آٹا کم ہو جاتا ہے لیکن ہم غربا سزا کے مستحق نہین ۔ اگر اسپر تو ہم کو سزا دیگا
تو تجھکو حق ہے اگر بخشدے تو نوازش ۔ راجہ نے بظاہر چشم پوشی کرکے یہ رائے قایم
قایم کی کہ چکہیان بدمعاش ہین کہ ہر وقت مٹھی بھر آٹا چرالیتی ہین ان غربا کا کوئی قصور
نہین چکہیون کا قصور ہے ۔ اور وہ چکہیان سزا کے مستحق ہین اس کے اس حکم نے
تمام رعایا کے دل کو ہلا دیا تہا اور بدمعاشون کے بداندیش خیالات درہم برہم ہوگئے
تھے ۱۲۱۸ھ کے قحط مین یہی راجہ تھا کہ اوس نے اپنے رعایا کے ساتھ وہ معونت
کی جو ایک سرپرست حاکم کو سزاوار تھی تاہم ہزارون ہی کے تخمینے سے محتاجون کی
عزیز جانین تلف ہوئین بے انتہا آباد گھر اجڑ گئے صدہا نعشین بے گور و کفن سڑ گئین

غازی پورے کی دلچسپ آبادی کھنڈر بن گئی - ہنوز یہ تباہی اور ویرانی رونق پذیر نہین ہوئی تھی کہ اودہر سے امیر علی ڈاکو اپنے بدمعاش گروہ کے ساتھ تلجاپور و یراگ بار سے پرینڈہ کو لوٹتا اور تباہ کرتا ہوا قصبہ بیر مین پہونچا متواتر دو روز لوٹ مار کرتا رہا - اور آگ لگانے کی فکر کی لیکن کہین سارق قطاع الطریق ڈاکو لوٹیرے مستقل مقابلہ کر سکتے ہین لڑنا اون کے آئین ڈاکہ زنی مین داخل نہین اونکا صرف اسیقدر کام ہے کہ زرخیز میدانون اور آباد قصبات پر ہوشیاری اور جان بچا کر حملہ کرین اور غارت اور بیرحمی سے مطلب کو نکالین اس سے زیادہ وہ کیا کر سکتے تھے - تاہم اوسکا آنا قصبہ بیر کی زیادہ تباہی کا باعث ہوا امیر علی دراصل مہاراجہ ہولکر کے ریاست کی کسی موضع کا رہنے والا اور یوسف خان کا بیٹا اور اسمعیل کا متبنی اور گذشتہ مشہور پنڈارون و ڈاکون اور سارقون کا سرخیل تھا -

امیر علی ڈاکو

راجہ سکھ ورد کے بعد سنہ ۱۲۲۴ھ یا سنہ ۱۲۲۵ھ مین قصبہ بیر کی تعلقداری پر نواب میراماں اللہ عرف ٹیپو صاحب آئے تھے اور پہر اونکے بعد ایلچپور کے پٹھان صالح محمد خان قصبۂ بیر پر مامور ہوئے انہون نے اپنی ابتداء ملازمت سی سنہ ۱۲۳۹ھ تک قصبۂ بیر کی ترقی و آبادی مین اپنی عالی ہمت سے نہایت عمدہ اثر قائم کئے کھنڈرون کی درستی بازارون کی آبادی منہدمہ مکانات کا بنوا دینا رعایا کے تقاوی اور بتر دین کے آسایش مین بڑی ہمدردی کی - آخر سنہ ۱۲۳۹ھ مین راجہ گوبند بخش بہادر نے اون کو خدمت سے موقوف کر دیا تھا -

صالح محمد خان

ناصر الدولہ کی سلطنت - ولادت سنہ ۱۲۰۸ھ
جلوس سنہ ۱۲۴۴ھ - تاریخ وفات سنہ ۱۲۷۳ھ

ناصر الدولہ بہادر - نواب سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے - ۲۴ رمضان سنہ ۱۲۰۸ھ

بیدر مین پیدا ہوئے ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو اپنے باپ کے تخت شاہی پر جلوس
فرمایا۔ عمر آپ کی (۶۶) برس چند ماہ کی تھی (۲۸) برس (۱۰) مہینے (۵) روز حکومت
کیئے۔ (۲۳) رمضان ۱۲۷۳ھ مین انتقال فرمائے اور غفران منزل کے لقب سے
مشہور ہوئے۔ صحن مکہ مسجد واقع حیدر آباد مین مدفون کیئے گئے۔ اگرچہ آپکے
تخت نشین ہونیکے (۵) سال پہلے ہی سے راے چھوٹم لعل پرگنہ بیر کے حاکم مقرر

راے چھوٹم لعل

ہوچکے تھے تاہم رائے چھوٹم لعل نے آپ کے زمانہ مین ۵ سال
قصبۂ بیر کی حکومت کی۔ راے چھوٹم لعل قوم کے کھتری اور راجہ بیر بان کے
بھائی اور راجہ چندولال بہادر کے رشتہ دار تھے۔ رائے صاحب نہ صرف
قصبۂ بیر کے حاکم بلکہ بسمت ناندیر بردا پور گانڈا پور کی حکومت انہین
کے اختیار مین تھے۔ اونکی ماموری ۱۲۳۲ فصلی مطابق ۱۲۳۹ھ مین ہوئی۔
تادم زیست ملازمت مین سرگرم رہے ۱۲۴۲ فصلی مطابق ۱۲۴۹ھ کو مر گئے
قصبۂ بیر مین اون کے یادگار سے عاشورخانہ عالیشان بنا ہوا موجود ہے۔ اوسکا
نائب موہن لعل تھا مگر رائے صاحب کے معاملات مین اوسکی فراست زیادہ پسند
مانی جاتی تھی۔

امیر نواز جنگ

رائے چھوٹم لعل کے بعد ۱۲۵۰ھ مین پرگنہ بیر کی حکومت امیر نواز جنگ
کو عطا ہوئی اس پرگنہ کے سوا ناندیر۔ دہاراسیون۔ تیر ڈھوکی قلعہ پرینڈہ قلعہ
نلدرگ کی حکومت انہین سے متعلق تھی۔ امیر نواز جنگ مذکور کرار نواز خان عرف
دولہ خان بہادر کے بیٹے قوم کے جانوزے اور کرنول کے رہنے والے بڑے
عالیدماغ فیاض عادل راحم الغربا سخی حلیم المزاج تھے۔ انہون نے قصبۂ بیر کے
سلسلہ تعمیرات مین بڑے بڑے عالیشان عمارات جو اہم کار اور بقائے یادگار کے
لئے بنوائے تھے وہ ابتک موجود ہین۔ اور اون کے گذشتہ عظمت کی شہادت

دیرہے ہین۔ امیر موصوف ۱۲۵۸ھ مین انتقال کئے اور قلعہ نلدرگ مین مدفون ہوے
اون کے بعد اون کے فرزند رفیق یاور الدولہ قایم مقام ہوے اور اپنے مفوضہ خدمات
رفیق یاور الدولہ بہادر | کو انجام دیتے رہے ان کے معاملات گھوڑے خان کی راے
سے طے ہوا کرتے تھے گھوڑے خان نے اپنے آقا کے یادگار رہین حضرت سید
سلیمان قدس سرہ کے روضہ منورہ مین ایک مسجد اور باؤلی ۱۲۵۸ھ مین بہت
ہی خوشنما بنوائی ہے۔ جسپر حسب ذیل کتبہ ہے۔

در حکم رانی نواب رفیق یاور الدولہ بہادر خلف الصدق نواب
امیر نواز الدولہ بہادر الملک بہادر مرحوم دام اقبالہ خان ذی شان
گھوڑے خان چاہ فیض رسان مرتب کردند مادۂ تاریخش اینست
فی سبیل اللہ چاہ خوش عجیب
۸ ۵ ۱۲ ۴

افضل الدولہ کی سلطنت۔ ولادت ۱۲۴۳ھ
جلوس ۱۲۷۳ھ۔ تاریخ وفات ۱۲۸۵ھ

افضل الدولہ بہادر۔ نواب ناصر الدولہ کے فرزند تھے۔ سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ
مین پیدا ہوئے ۱۴ رمضان ۱۲۷۳ھ منگل کے دن تخت پر جلوس فرمایا۔ عمر
آپ کی ۴۲ سال کی تھی ۱۲ سال ۱ مہینا ۲۰ روز سلطنت کی ۱۳ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ
مین انتقال فرمائے اور مغفرت مکان کے لقب سے مشہور ہوے صحن مکہ مسجد
واقع حیدرآباد مین دفن کئے گئے۔

افضل الدولہ بہادر کی تخت نشینی سے ۵ سال پہلے اعتضاد جنگ بہادر پرگنہ
بیر کے حاکم تھے ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ مین اعتضاد جنگ بہادر کے کارپردازا

(بالاجی راؤ) سے جیونجی رتن جی نے پرگنہ بیر کی حکومت کا جائزہ لیا اور خود مستقل

جیون جی رتن جی

اول تعلقداری کا کام کرتے رہے۔ جیون جی قانونی باضابطہ زمانہ کا پہلا حاکم تھا جسنے مغلائی کا قدیم آئین ضلع بندی کے جدید قواعد و ضوابط سے بدلدیا اور امور مالی و ملکی کے نسبت حسب ذیل اصلاح کی۔

(۱) لاؤنی کے متعلق جو کاغذات نادرست تھے انکو درست کردئے۔

(۲) پٹیل و پٹواری زراعت سرکاری کے متعلق خود رائی سے جو قول دیا کرتے تھے اوس کا انسداد کیا۔

(۳) زمینداروں کے دماغ مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ ہم ملک کے مالک ہین یا اس بیہودہ خیال سے اون کا دماغ صحیح کردیا۔

(۴) زمینداروں کا دستور تھا کہ سرکاری زراعت کی تحصیل لیکر اپنی دستخط سے رسیدات دیا کرتے تھے یہ عمل دہ آمد مطلق موقوف کردیا گیا۔

(۵) راتوں کو ڈاکوؤں کے خوف سے مطلق امن نہ تھا اوسکا معقول بندوبست کیا جیونجی صاحب اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ (قبل از رواج دستور ہذا اہالی این ضلع نزول شام را شامت طالع خود اندیشیدہ دروازہ ہائے مکانات چون دل ماتم زدگان بند نمودہ نقد جان بکف ہراس نہادہ منتظر وقت می بودند)

(۶) بیر۔ پاترور۔ گیورائی کے شریر النفس زمینداروں نے (۱۷۵۰۰) بیگے زمین دیہات خالصہ سے اخفا کئے تھے وہ برآمد کئے گئے۔ ان زمینداروں کو شرم نہ آئی کہ ہم اپنے مالک کے ساتھ ایسے مذموم اور قبیح حرکت سے کیوں پیش آئین سرکاری زمین کو پوشیدہ کرنے مین اون لوگوں نے کچھ خوف نہین کیا اس سے یہ ظاہر ہے کہ اپنے پر زور زمانہ مین غریب رعایا کی کسقدر تباہی کی ہوگی خانہ براندازی اور دوہائیون مین لٹادینا اونکا قدیم شیوہ ہے۔

(۷) جو راستے تنگ وخراب تھے کسیقدر وسیع کردئے
(۸) اطفال کے لئے مدرسے اور طلبا کے واسطے مدرسین مقرر کئے
(۹) ٹپہ خانہ کے چوکیات بنوائے
(۱۰) سائر و کوتوالی کے ابواب موقوف کردئے
(۱۱) تہذیب دفتر کے لئے مواہیر اور محکمہ جات کے واسطے مکانات ترمیم
(۱۲) ڈاکہ چوری خون جو بروز روشن ہوا کرتا تھا اوسکا معقول بندوبست کیا
(۱۳) ساہوکار جو اپنے قرضدارون کو جبراً و قہراً حراست مین دیکر بطور خود قرض کا مطالبہ کرتے تھے اوسکی ممانعت کرائے
(۱۴) عدالت فوجداری و دیوانی کے واجب الاذعان بجلیان ایسی چکائی گئین جن کے ہیبت سے بڑے بڑے ثابت قدمون کے عزم متزلزل ہوگئے اور اہل خدمات شرعیہ کو بھی اسی زمانہ مین زوال آیا اور بجائے خود ایک گوشہ دو بینی کے ساتھ فرض سند شرعیہ پر تکیہ لگائے ہوئے دم بخود بیٹھ گئے۔

سلطنت اعلیٰ حضرت قوی شوکت خاقان زمان میر محبوب علیخان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ - اعلیٰ حضرت کی ولادت سنہ ۱۲۸۳ھ - جلوس اول سنہ ۱۲۸۵ھ - دہلی کا سفر سنہ ۱۲۹۳ھ - کلکتہ کا سفر سنہ ۱۳۰۱ھ - جلوس دوم سنہ ۱۳۰۱ھ

میر محبوب علیخان بہادر - نواب افضل الدولہ بہادر کے فرزند - اور سلطنت آصفیہ کے مالک اور دکن کے بادشاہ ہین - ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ھ مین شنبہ کے دن پیدا ہوئے - افضل الدولہ بہادر کی زیارت کے روز ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ھ کو دوپہر کے

وقت مسند پر بیٹھے یکم شعبان ۱۲۸۵ھ مین بڑے دہوم دہام سے تسمیہ خوانی ہوئی۔ تسمیہ خوانی کے وقت عمر آپ کی ۴ برس ۴ مہینے کی تھی۔ اور آخر ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ مین حسب الارشاد گورنر جنرل تبقریب جشن دربار و خطاب قیصر ہند کوئن وکٹوریہ کے دہلی کو تشریف فرما ہوے ۱۶ صفر ۱۳۰۱ھ کو (لارڈ رپن) گورنر جنرل بہادر نے آپ کو کلکتہ بلا کر کہا تہا کہ آپ تخت نشینی کے قابل ہو گئے ہین۔ ربیع الآخر کے مہینے مین تخت نشین ہو کر پورا اقتدار ملکی حاصل کر لین۔ اوسوقت آپ نے لارڈ صاحب کو اپنے تخت نشینی کے رسم کی دعوت دی ۷ ربیع الاول روز شنبہ ۱۳۰۱ھ کو بڑے تکلف سے انیسوین سال تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوے لارڈ صاحب نے اعلی حضرت کے کمر مین تلوار باندہ کر مبارکباد دئے اور اختیارات ریاست کو آپ کے سپرد فرمایا لارڈ صاحب پہلے ویسرا ہین جو اس ریاست مین کلکتہ سے آئے اور ہمارے بادشاہ کو مسند خلافت پر بٹہائے ہمارے اعلی حضرت کی تخت نشینی کا جلسہ ایسا پر تکلف ہوا جو اس سے پہلے شاہان دکن کو کبھی نصیب نہ ہوا ہوگا ہمارے اعلی حضرت کے ظل عاطفت و سایہ حمایت مین ایک کروڑ ۲۰ لاکھ مخلوق نہایت عیش و آرام سے بسر کر رہی ہے۔ خدا اس سایہ کو ابدالآباد قائم رکھے۔ آمین ثم آمین ۔

اعلی حضرت کے زمانہ مین ضلع بیر کے عمال بیر کے امورات مالی و ملکی کو کامیابی کے ساتھ انجام دئے اور دیر رہے ہین اون ہر ایک عمال کی تصریح بیان کرنیکے لئے بڑی فرصت چاہی اور بالفرض اون کے حالات بیان کرنے کے لئے کوشش بھی کیجاوے تو یہی نتیجہ بر آمد ہوگا کہ اون عمال نے اعلی حضرت کے زمانہ طفلی سے آجتک سرکاری دستور العمل سے طریق انتظام مین ہر قدم پر ہدایتین حاصل کین اور مالگذاری کو ترقی دی رعایا کے جان و مال کی حفاظت کی۔ اور ہماری اس تالیف کے زمانہ مین

ضلع بیر کے اول تعلقدار عالیجناب مولوی محمد زکی الدین صاحب	مولوی محمد زکی الدین صاحب

مسند تعلقداری پر جلوہ آرا ہین۔ صاحب ممدوح قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ کے معزز اور
محترم خاندان سے بڑے عالم اور فاضل۔ اور حافظ بشیر الدین صاحب مرحوم کے
لائق اور ستودہ صفات فرزند ہین اور قریباً ضلع بیڑ کے ۲۲۷۴۳۶ خلق اللہ آپکی سایۂ
حکومت مین پرورش پاتی ہے۔ ہم اپنے جلیل القدر تعلقدار صاحب ادام اللہ اقبالہ
کے عدل و انصاف کی داستان جلی قلم سے لکھ سکتے ہین۔ لیکن مجھکو میرے حساد
خوشامدی اور زمانہ ساز کہین گے۔ کیونکہ اونین سخن فہمی کا مطلق مادہ نہین ہے
ہم نکتہ سنج ارباب کو اپنا مخاطب کرا کے کہتے ہین کہ ہمارے تعلقدار صاحب کے
معدلت کا مرتبہ ایسا بڑھا ہوا ہے جسکی مثال گذشتہ عمال مین بہت کم مل سکتی ہے
بڑے بڑے جید اللسان آپ کی تحریر و تقریر اور حدت ذہن اور قوت فہم کے
معترف ہین علم و فضل و عدل و عفو مین جو انکا پایہ ہے اوس سے کون انکار کرسکتا ہے
خدا اون کے قیام حکومت تک اونکی حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے زیادہ
رونق پائے۔

تیسرا مقالہ

قصبہ بیر اور اوس کے عمارات۔ و آثار قدیم و شاذ باغات

خانقاہ

سلطان احمد شاہ بہمنی بادشاہ دکن نے اپنی لڑکی کی شادی شاہ خلیل الدین
شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے بڑے بیٹے شاہ حبیب اللہ غازی کے ساتھ کردیا تھا
اور پرگنہ بیر اونکو جاگیر عطا کی تھی۔ شاہ حبیب اللہ نے اپنے آزاد اور مالکانہ اختیار
سے اس عمارت قدیمہ کو اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ کے مسند و سجادہ نشینی

کے واسطے خانقاہ مقرر کر دئے جسمین شاہ محب اللہ اور نیز اون کے طلبا و اہل خلوت
اور طریق یافعی کے مسافر اپنے تصفیہ باطن و ورد وظایف وخشوع جوارح وخضوع
قلب واذ دیاد فیضان مواکلات ومجالسات ومحاورات وروابط الفت ومحبت
باہمی کے لیے مصروف رہا کرتے۔ اور اس مساکنت و اجماع باہمی مین اون کے
قلوب ونفوس وارواح واشباح پر ایک نورانی اثر پیدا ہوا کرتا تھا۔ یہ خانقاہ
اون طالب مولی کے لئے اون کی زندگی مین گویا کفالت گاہ تھی اور نیز اوس زمانہ
سے تا اینددم سینکڑون ارادتمند اور برگزیدہ مسلمان فنا کی چادر اوڑھکر خانقاہ
سے سر لگاکے آرام کر رہے ہین اور اون کے بڑے بڑے قبور اور شاندار مقبرے
ابتک موجود ہین۔

خانقاہ کی عمارت بہت قدیم اور پرانی معلوم ہوتی ہے۔ اوسکے اطراف سنگین
حوض ہے جو (۶۴۰۰۹) فٹ مربع ہے جس کے (۷۱۱۲۶) مربع گز ہوتے ہین
اس حوض مین پانی ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ گل نیلوفر اکثر پیدا ہوتا ہے۔ مگر حیرت انگیز بات
یہ ہے کہ موسم بارش مین پانی کم ہوجاتا ہے اور گرما مین زیادہ یہ مقام عجیب دلچسپ
اور پر فزا ہے۔ اس خانقاہ کے اندر (۳) حجرے ہین ہر ایک حجرہ اور اوسکا مدور
سائبان سنگین ہے۔ سنگین ستون بھی بہت سے ہین۔ ہر ایک پتھر نقش ونگار
سے تراشا ہوا ہے۔

ابو القاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ فرشتہ کے جلد دوم مقالہ سوم سلطان احمد شاہ
بہمنی کے اخیر ذکر مین خانقاہ کا جو ذکر کیا ہے وہ یہی خانقاہ ہے جو قصبۂ بیر کے باہر
جانب شرق سیکڑون برس سے مسلمانون کا تبرک مقام سمجھا گیا ہے۔ اب ہم
اس موقع مین زیادہ صراحت کے لئے اوس کے حدود اربعہ بھی بتا دیتے ہین تا
اوس کے تیقن مین کسی طرحکا شبہہ باقی نہ رہے اوس کے حدود اربعہ یہ ہین

جانب شرق باغ۔ جانب غرب درگاہ سید شاہ منور قادری و نالہ پاپناس جانب جنوب سرا و مکانات خدام سرا و زمین زراعت سرا و چار باولی جانب شمال مقبرہ حمیدہ بانو و شارع عام و نالہ۔

سلتانجی نبالکر جاگیردار بیر نے اپنے زمانہ مین یہ چاہا تھا کہ خانقاہ مذکور کو مسلمانون کے قبضہ سے علیحدہ کردین لیکن اسلام کے ایک بڑے قوی اور دلاور سرپرست ایرج خان نے اوسکو اوس کے ارادے سے روکدیا تھا۔ یہ اوسی کی پرفخر حوصلہ مندی تھی کہ اوس نے اوس کے مستقل ولایت مین اوسکو اوس کے مذہبی تعلقات کے ارادہ سے باز رکھا تھا۔

سلتانجی نبالکر کے بعد پہر کسی ہندو نے اوسپر تعرض نہین کیا۔ مگر مولوی یوسف الدین صاحب اول تعلقدار ضلع بیڑ کے عہد حکومت یعنی ۱۲۰۹ھ سے براہمہ متفق ہوکر پیچیدہ اشکال کے ذریعہ سے تعرض پر آمادہ ہین بہرحال یہ مقام دو متضاد گروہ ہندو مسلمان کے مذہبی تعلقات کا مرکز بنا ہوا ہے مسلمان اعتقاد کی وجہ سے اور ہنود مذہبی جوش کے باعث اپنے اپنے زور قوت کا اندازہ کر رہے ہین۔

براہمہ کا یہ کہنا کہ خانقاہ نہین ہے کنکالیشور کا دیول ہے محض غلط اور گذشتہ براہمہ کے مسلم الثبوت اقبال سے بالکل مخالف پایا جاتا ہے۔ ہم اسوقت مورخ ہین ہمکو تعصب مذہب سے کچھ تعلق نہین ہمارا فرض منصب ہے کہ ہر ایک امر کے تحقیق مین اعلی مرتبہ کی روایت نقل کرین عام اس سے کہ وہ مفسر بھی مسلمان ہو یا بھی براہمہ ہم نے اس خانقاہ کے متعلق قدیم وثایق تلاش کئے مصداق من جد وجد ایک چک ہمارے نظر سے گذرا جو ۷ شعبان ۱۱۳۶ھ کا لکھا ہوا تھا اور اوس پر پرگنہ بیر کے نافذ الحکم قاضی اور سرکاری امین و فوجدار و دیسکھ و دیسپانڈیہ و مقدم و پٹواریون کی مہر اور دستخطین ثبت ہین اوس چک مین اوس قدیم عمارت

کو بلفظ (خانقاہ) لکھا ہے کنکا لیشور کا کہین پتہ و نشان تک نہین دیکھا گیا - اور جب پرگنہ بیر کے گذشتہ زمینداروں نے تحریری دستاویزون سے اس مقام کا خانقاہ ہونا تسلیم کرلیا ہے تو اون کے مذہبی قایم مقام کا یہ کہنا کہ کنکا لیشور اسکا نام ہے کیونکر صحیح تصور کیا جائے گا اونکا یہ قول تقریر مانع مخالف کے تعریف مین داخل ہے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین اس خانقاہ پر مسجد بنوائے گئی تھی سنہ ۱۳۰۹ھ مین کسی مخالف مذہب نے اوسکو شہید کردیا -

گنبد دندان سلطان محمد تغلق پادشاہ دہلی

سنہ ۷۴۲ھ مین سلطان محمد تغلق (ورنگل) سے بیمار ہو کر قصبۂ بیر مین آیا تھا لیکن اوس کے دانتون مین پہلے ہی سے درد ہو رہا تھا اتفاقاً اوسکا دانت گر پڑا اوس نے اپنے دانت کو موضع کرجنی[۱] کے پہاڑ پر بڑے کروفر سے دفن کیا - اوس مدفون پر ایک عالیشان نہایت مستحکم گنبد بنوایا جو اوس کے گذشتہ عظمت کی شان دکھا رہا ہے - اس گنبد کا چبوترہ تقریباً (۱۲۰) ہاتھ مربع - عرضاً (۷) ہاتھ اور عمقاً (۲) ہاتھ کا ہے - حصار اوس کی باہر کے جانب سے (۲۴) ہاتھ مربع - عرضاً (۳) اور عمقاً انتہائے گنبد (۲۰) ہاتھ اور خاص گنبد (۴۰) ہاتھ مدور ہے -

قلعہ بیر

یہ قلعہ نظام شاہیون کے زمانہ تک بہت ہی مستحکم اور مضبوط اور بڑا پایدار تھا کہتے ہین کہ اس قلعہ کو دیوگڑھ کے راجہ سنگلدیو نے بنوایا تھا - اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سنہ ۷۴۳ھ مین سلطان محمد تغلق کے معمار ظہیر الدین نے قصبہ بیر کے قدیم آبادی

[۱] موضع کرجنی قصبہ بیر سے (۸) میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اور قدرتی پہاڑون مین آباد ہے ۱۲

ظہیر الدین معمار سے کچھ دور ہٹکر رود بنیرا کے اوس پار مغرب کے جانب رود بنیرا کے کنارے ایک وسیع میدان کے سطح پر قلعہ بنوایا۔ اس قلعہ کے اندر جب باؤلیان کہودوائی گئین اون باؤلیون مین میٹھے پانی کی نہرین نکلین علوم ریاضی کے جاننے والے سلطانی رقیبون نے اس قلعہ کی پوری تعمیر ہونے کے بعد سلطان کو اطلاع دی **قلعہ بیڑ کی وجہ تسمیہ** قلعہ بیر کا وجہ تسمیہ اور نیز انتخاب نام کے لئے گذارش کی گئی سلطان نے کثرت باؤلیون کے لحاظ سے اوسکا نام (قلعہ بیر) رکھا اگر یہ روایت معتبر ہے تو باؤلیون کے لحاظ اسکے لئے یہی نام نہایت موزون تھا۔ واقعی یہان پر کثرت سے باؤلیان اور ہر ایک باؤلی مین میٹھے پانی کی جھیلین موجود ہین۔

قلعہ بیر کے (۴) دروازے (۱) کھڑکی (۳۷) برج اور ہر ایک برج پر توپین اور جراثقے رکھے ہوئے تھے۔ اوس زمانہ مین ان آلات حرب کی سخت ضرورت بھی تھی۔ عادل شاہیون نے اس قلعہ کے تسخیر کے لئے مرتبہ عظیم الشان فوج روانہ کی تھی اون کا یہ مقصد تھا کہ اس نظام شاہی قلعہ کو جو دو سلطنتون کے درمیانی سرحد پر واقع ہے مسمار کرکے دوسرے نظام شاہی پرگنات پر قابض ہوجائین۔ جب عادل شاہی فوج قلعہ کے محاصرہ پر صف آرا ہوتی اوسوقت قلعہ کے گولہ انداز فن آتشبازی کے وہ کمالات ظاہر کرتے تھے کہ محاصرین کی صفین الٹ جاتی تھین اور فوج کو میدان جنگ مین ثابت قدم رہنا مشکل ہوجاتا تھا۔ آمنین قلعہ باوجود اس قیامت خیز صدمون کے قلعہ کے اندر اطمینان کی نیند پڑے سوتے تھے کہ اون کے کان پر جون نہین رینگیتی تھی۔ اس استحکام کی وجہ سے قلعہ فتح نہوسکا اور عادل شاہیون کی پرجوش تمنا دل کی دل ہی مین رہ گئی۔ مگر نیرنگی سپہر کے سامنے کس کا رنگ پائدار رہا ہے اوسکے قدرتی صدمون نے قلعہ کے کیل پرزے ڈھیلے کردئے۔

اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے پیش بین رائے سے یہ حکم دیا تہا کہ قلعۂ بیر کا نام بوجہ

انہدام کے صفحہ روزگار سے مٹا جارہا ہے اس نام کے بقائے یادگار مین جدید قلعہ تعمیر کیا جائے۔ حاجی صدر شاہ نے فوراً اوس حکم کی تعمیل کی اور جدید قلعہ بنوایا۔ یہ قلعہ قدیم قلعہ کے ایک نشیبی حصہ مین بطور قلعہ ارک کے بنایا گیا تھا مگر وہ بھی تباہ کر دیا گیا قلعہ جدید پر کتبہ اس طرح کا نصب ہے۔

قلعہ جدید

بعہد شہنشاہ اورنگ زیب	کہ عالم پر از نور اسلام دین شد
کہ در صوبۂ خان فیروز جنگ	ز حاجی صدر شاہ خیر متین شد
یکے قلعہ و خندق و عیدگاہ	دیگر پورہ آباد غازی دین شد
ز کمتر غلامان حاجی حرمین	محمد شہ است آن کز و نظم این شد
ہمہ مصرع آخرین سال تعمیر	بدان قلعہ بیر حصن الحصین شد

قلعہ جدید کے اندر جس قدر قدیم مکانات حوض نہرین عشرت محل بنے ہوئے تھے وہ سب تباہ ہوے اب جدید مکانات عہدہ داران ضلع نے بنوائی ہین انہین مکانون مین سرکاری کچہریان اور حکام ضلع رہا کرتے ہین قدیم عمارتون مین سے اس جدید قلعہ مین جان سپار خان کی مسجد۔ مسجد کہنہ۔ باروت کا کوٹہ یادگار رہا تی ہے اور اوسکا مشرقی دروازہ سنہ ۱۱۹۴ھ مین نواب شرف الدولہ بہادر نے بنوایا ہے۔ اور مسجد کہنہ کے متصل جو باؤلی ہے اوسکو بھی نواب ممدوح نے بنوائی تھی (بہرے خدا کردم سبیل) ۱۱۸۸ھ اوس کے بنائے تعمیر کی مادۂ تاریخ ہے۔

قلعہ بیر۔ اوس کے (۴) دروازے (۱) کھڑکی (۲۷) برج۔ ہر دروازے کا کتبہ

باب الظفر

باب الظفر۔ قلعہ بیر کا پہلا دروازہ ہے۔ عموماً اوسکو توالی دروازہ بھی کہتے ہین یہ دروازہ جانب شرق واقع ہے اسکو توالی دروازہ اسلئے کہتے ہین کہ

اوس کے متصل ایمن کوتوالی کی کچہری ہے - اسکے ملحق ایک بڑا مستحکم ظفر برج ہے جسپر حسب ذیل کتبہ ہے -

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی بعد فتح ملک مارواڑ ورانا[1] بتعاقب الباغی در ۲۵ سنہ بست وپنج بہ دکن نزول اجلال فرمودہ ملک بیجاپور وحیدرآباد وادونی وقلعہ راہیری وستارہ ویرنالہ وجنجی وغیرہ مفتوح ساختہ در ۴۶ سنہ چہل وشش کہ پس از فتح قلعہ کہیلنا کہ از محکم ترین قلاع دکن است متوجہ بودند صوبداری از بیجاپور تا خجستہ بنیاد بنام نامی نواب فلک جناب عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ متعلق داشت باہتمام احقر العباد حاجی صدر شاہ دنیابت عمدۃ الملک بہ بندوبست بیری پرداخت متصل برج شملہ درماہ رمضان سنہ مذکور از جلوس میمنت مانوس مطابق ایک ہزار ویک صد وسیزدہ ہجری تعمیر یافت -

یہ شملہ جس کے لئے یہ کتبہ نصب کرایا گیا تھا ۱۲۵۱ھ مین رود بنیسرا کی طغیانی سے ٹوٹ گیا اور نیز جنوبی ومشرقی شہر پناہ کی قدیم سنگ بست حصار جابجا شکستہ ہوگئی تھی جسکو امیر نواز جنگ بہادر نے از سر نو تعمیر وترمیم کرکے حصار کے مشرقی رخ پر حسب ذیل کتبہ نصب کرایا ہے -

بتاریخ دوازدہم جمادی الاول ۱۲۵۱ھ رود بار قصبہ بیر طغیانی نمودہ ہمہ حصار از پائے بر دہمدرین سنہ مذکور نواب فلک جنگ امیر نواز جنگ بہادر خلف الصدق دولہ خان مرحوم دام اقبالہ از سر نو حصار مرتب فرمودند مادۂ تاریخش اینست (سدے شدہ چون سد سکندر رایت)
۱۲۵۱ھ

[1] رانا ہندی زبان مین اوسکو کہتے ہین جو راجہ کم ملک اور عاجز ہو ۱۲ تاریخ فرشتہ

باب النصر | باب النصر قلعہ بیر کا دوسرا دروازہ ہے۔ عموماً اسکو احمد نگر دروازہ یا راجوری دروازہ بھی کہتے ہین۔ یہ دروازہ جانب غرب واقع ہے۔ اسکو احمد نگر و راجوری دروازہ اسلیئے کہتے ہین کہ احمد نگر اور موضع راجوری کا راستہ اسی دروازہ سے ہے اور اوپر حسب ذیل کتبہ ہے۔

در عہد خلافت خاقان خواقین زمین و زمان محمد شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ شہامت وعوالیم تبت را وسلتانجی بنالکر جاگیردار پرگنہ بیر تعمیر این احمد نگر دروازہ فرمود ستہ ۱۲ مطابق ۱۱۴۳ھ

اس دروازے کے محاذی زمانہ سابق کا سنگین پرکوٹ بنا ہوا تھا اور اوسمین ثنگیان بنی ہوئین تھین ۱۳۰۱ھ کو ضلع بیر کے اول تعلقدار یوسف الدین کے عہد حکومت مین وہ پرکوٹ توڑ دیا گیا۔ جو قلعہ بیر کے گذشتہ عظمت کا منہ تھا۔

باب الفرح | باب الفرح۔ قلعہ بیر کا تیسرا دروازہ ہے عموماً اوسکو کاغذی دروازہ بھی کہتے ہین یہ دروازہ جانب جنوب واقع ہے۔ اسکو کاغذی دروازہ اسلیئے کہتے ہین کہ اس کے اطراف کاغذیون کے مکانات اور اون کے بڑے بڑے کارخانجات تھے۔ اس دروازہ کے اندر اور ایک دروازہ تھا اور باہر کے جانب پرکوٹ بنا ہوا تھا۔ قلعہ جات کے دروازے اور اون کے راستے موڑ توڑ مین جیسے ہوا کرتے ہین اس قسم سے اس دروازے کی حالت تھی اور دیکھنے والون کو اوس سے قلعہ بیر کا پورا تیقن ہوتا تھا وہ بھی تباہ ہوگیا۔

باب الفتح | باب الفتح۔ قلعہ بیر کا چوتھا دروازہ ہے۔ عموماً اوسکو مالی دروازہ اور دہلی دروازہ بھی کہتے ہین۔ یہ دروازہ جانب شمال واقع ہے۔ اسکو مالی دروازہ اور دہلی دروازہ اس لئے کہتے ہین کہ اس کے اطراف مزارعین کے مکانات اور دہلی کا راستہ اسی دروازے سے ہے۔ اور اوپر حسب ذیل کتبہ ہے۔

در عہد شاہ عالم بادشاہ غازی در زمان صوبہ داری نواب نظام الدولہ
میر نظام علیخان بہادر مطابق حکم عمدہ امراے نواب شرف الدولہ بہادر
باہتمام خان ذیشان علی محمد خان تعمیر دروازہ در ۱۱۸۷ھ یافتہ شدہ

کھڑکی - قلعہ بیر کے قدیم علامات سے رود بینسرا کے پہلو سے غرب مین بجانب شرق باقی ہے - اس کے ایجاد مین دو اصول ثابت کئے گئے ہین - اول یہ کہ زمانہ سابق مین عام دستور تھا کہ موقع مناسب پر جملہ شہر پناہ کے دروازے بند کئے جاتے تھے - اس غرض سے کہ مفسدین و سارقین و ڈاکوؤن کے قابو سے اہلیان شہر کو امن ملے - دوسرا یہ کہ بضرورت خاص وہی لوگ جو ساکنین شہر ہون اور جن کو اس کھڑکی سے آشنائی ہو ایاب و ذہاب سے اپنی ضرورتین سطے کرین -

بروج قلعہ - قلعہ بیر کے (۳۷) برج تھے اور اونکا مختلف نام تھا - اور ہر برج پر کتبے لگے ہوے تھے تقادم زمانہ اور گذشتہ زمانے کے لڑائیون اور اتواپ ضرب زن کے صدمون اور رود بینسرا کے دوامی ٹکرون سے اکثر برج منہدم ہوگئے اور تو بین ندی کی طغیانی سے بہگئین - اس لئے ہر ایک برج کا نام ہم بتا نہین سکتے منجملہ اون کے حال مین ایک فتح برج تباہ ہوگیا ہے - یہ برج قلعہ بیر کے مغربی رخ کے قریب جانب جنوب بڑا مستحکم اور پائیدار بنا ہوا تھا - زمانہ سابق

فتح برج - فتح میدان توپ اوسپر رکھی ہوئی تھی اسوقت اوسکا پورا نقش مٹا دیا گیا ہے کچھ کچھ علامات باقی ہین اور عام زبانون پر اوسکا نام رہگیا ہے -

دروازہ دہونڈا پورہ - یہ دروازہ رود بینسرا کے کنارے جانب مشرق بنا ہوا ہے - اس دروازے کا بانی قصبہ بیر کا دیسپانڈیہ ڈہونڈاجی کشن تہا - اسنے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین قصبہ بیر کے اندر جانب شمال اپنے نام سے ایک پورہ بسایا اور اوسکا

ڈہونڈاجی دیسپانڈیہ - نام ڈہونڈاجی پورہ رکھا دہونڈاجی نے دروازہ مذکور کی تعمیر ۱۱۰۲ھ مطابق

ہین کی اور نیز اوس کے پہلو مین ایک برج بنوا کرا وسپر حسب ذیل کتبہ نصب کرایا تھا۔

در زمان پادشاہ جہان پناہ ماحی فتن دنیوی محی سنن مصطفوی ابو المظفر
محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کہ خدمت صوبہ داری ملک دکن
بہ عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نیابت سرکار بیر
بہ حاجی الحرمین الشریفین حاجی صدر شاہ بیگ بودہ بمعرفت دہونڈاجی
ڈیسپانڈ یہ عمارت برج ڈہونڈا پورہ در سنہ ۱۱۱۶ھ مطابق سنہ ۴۹ جلوس والا
صورت انجام یافت۔

پیمانہ رود بینسرا

یہ پیمانہ رود بینسرا کے اندر مچھلی کھڑک کے قریب ڈہونڈا پورے کے دروازے کے محاذی واقع ہے۔ عمق اوسکا ۸ فٹ اور عرض مدور ۲۲ فٹ گچ اور پتھر سے بنا ہوا ہے۔ اس کی قدامت قلعہ بیر کی تعمیر کے وقت کی پائی جاتی ہے۔ ریاضی کے جاننے والے دانشمندون نے رود بینسرا کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہو کر باشندگان قلعہ بیر کی نجات کا ایک مستقیم راہنما بنا دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ رود بینسرا کی طغیانی اوسپر سے گذر جائے تو شہر پناہ کے اندر پانی کی آمد اور مکانات کا انہدام مال و اسباب کا اتلاف اور بہت سے باشندگان بیر غرق آب ہو جائینگے ہر سال موسم طغیانی مین باشندگان قصبہ و پٹھہ کی عام نگاہین اس پیمانہ پر لگی رہتی ہین اور وہ نگہاندار طغیانی کے آثار و چڑہاؤ کا موازنہ اسی پیمانہ کے لحاظ سے اچھی طرح کر سکتے ہین اون ریاضی دان عالمون نے اس پیمانہ کو کچھ ایسے اصول ہندسہ سے تعمیر کیا ہے جس سے ہر نشیب و فراز کو پیمانہ کے ساتھ یکسان نسبت ہے اور جب طغیانی اپنے آنے والی موجون کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی پیمانہ کے اوپر کے کنارے تک پہونچتی ہے اور ہر شہر کے اندر پانی پہیلتا ہوا نظر آتا ہے۔ پیمانے ڈوب جاتے ہین

تمام شہر مین شور و غل اور لوگون کے دلون مین ہیبت اثر نے لگتی ہے بظاہر دیکھنے کے لئے یہ پیمانہ نظر مین نہین جچتا اور اوس سے یہ قیاس نہین ہوسکتا کہ اوسکے اوپر سے پانی جائے تو شہر تباہ ہولیگا مگر اوس کے بنانے والون نے تمام ندی کا موازنہ کر کے ایک ایسے مقام پر بتایا ہے جس کا انتخاب کرنا انہین کے لئے سزاوار تھا۔ بارہا دیکھا گیا کہ بڑی بڑی طغیانیاں آئین مگر اس پیمانہ کے دامن سے جا لپٹتی نکل گئین بہرحال اس پیمانہ کے بنانے والے ریاضی علم کا فطرتی جوہر رکھتے تھے۔

دار الضرب بہمنی

دار الضرب۔ ایک عربی لفظ ہے۔ لیکن ولایت مرہٹ مین اس فصیح بیان کا استعمال مرہٹواری کے عام محاورہ سے بالکل دشوار تھا اسلئے عموماً بجائے دار الضرب کے ٹکسال، کہتے ہین۔ یہ دار الضرب یعنے ٹکسال شاہزادہ حسن خان کے زمانہ مین بنوایا گیا تھا مگر سلطنت بیدر کے پر زور اور پیہم حملون سے شاہزادہ حسن خان کے تمام تمدنی کارخانجات بہت جلد تباہ ہوگئے اور اونکا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ اگر ولایت بیر کو سلطنت بیدر کے حریف مقابل کا ہمسایہ نہ ہوتا تو شاہزادہ ولایت بیر کی سلطنت کو وہ کر دکھاتا جو آج ہم بڑے بڑے شہرون اور اون کے کارخانون اور عمدہ عمارات قدیمہ کو دیکھ رہے ہین۔ اس زمانہ مین دار الضرب کے جائے پر ضلع بیر کا دار الشفا مقرر پایا ہے۔ اس دار الشفا کی

شفاخانہ ضلع بیڑ

تعمیر سنہ ۱۲۹۲ھ مین ہوئی اور سنہ ۱۲۹۶ھ مین وہان پر مطب سرکاری کھولا گیا۔ دار الشفا کے بناتے وقت یہان صرف ایک میدان تھا گولی لوگ رہا کرتے تھے۔ جب اوسکی تعمیر آغاز ہوئی وہان سے لوگ نکالے گئے اور وضع اس دار الشفا کی بالکل شفاخانجات انگریزی کے طور پر ہے۔ اس شفاخانہ کے بنانے سے پہلے ڈاکٹر خانہ مولف ہذا کے ایک پرانے مکان مین تھا مریضون کو اوسمین سخت تکلیف رہا کرتی تھی۔

اس شفاخانے سے مریضون کو بے انتہا آرام ہو گیا ہے ۔

مدفن افواج بہمنی

سنہ ۸۶۳ھ مین شاہزادہ حسن خان بہمنی والے ولایت بیر اور اوس کے بھائی ہمایون شاہ ظالم والی ولایت بیدر کے باہم خانقاہ مذکور الصدر کے میدان مین سخت لڑائی ہوئی تھی اس جنگ مین ہزارون ہی کے تخمین سے فوج تہ تیغ ہوئی اور بڑے بڑے افاسر و سلحدار مارے گئے میدان جنگ مین کہان کی تجہیز و تکفین جنگی قواعد کے موافق روضہ شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے شارع عام سے جانب جنوب متصل نالہ ایک عمیق گڑھا کھدوایا گیا اوسمین اس جنگ کے تمام مقتولون کی خاک و خون آلود نعشین ڈالدی گئین اور اوسپر ظاہرہ علامت کیلئے سنگین لحد بنوا دیے گئے ۔ اوس زمانہ سے آجتک یہ مدفن گنج شہیدان کے لقب سے عموماً مشہور و معروف ہے اس لحد کے اطراف صدہا سال کے پرانے قبور ابتک موجود ہین ۔ یہانکے قبرستان حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے راستے مین بہت بیڈھب حائل تھے لوگ بڑی تکلیف سے درگاہ کو جاتے تھے اندہیری راتون مین اس طرف کا جانا بڑا دشوار تھا قبرون کے سرانے کے پتھر ایسے معلوم ہوتے تھے گویا تختہ زمین پر سنگین مینخین گڑی ہوئین ہین ۔ ایام اعراس و اعیاد مین لوگون کو زیادہ تر اس راستے مین زحمت اٹھانا پڑتا تھا ۔ اسلئے ضلع بیر کے اول تعلقدار جیون جی رتن جی نے اوس راستے کی ترمیم و درستگی و کشادگی کی فکر کی مگر وہ بطور خود امور مذہبی مین کیا کر سکتے تھے ناگزیر انکو مسئلہ شرعی کی تلاش ہوئی آخر شرعی مسئلہ حاصل کر کے سنہ ۱۲۸۰ھ مین اوس پرانے قبرستان کے وسطی حصہ مین سے قبور توڑ کر سڑک قایم کردی جس سے مردمین آسایش حاصل ہو گئی ہے ۔ ہم نے بھی اوس مسئلہ شرعی کو بحر الرایق مین دیکھا ہے قبور توڑنیکا شرعی مسئلہ

اوسمین یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی میت خاک ہوگئی ہو تو بجائے اوس میت کے دوسری میت کو دفن کر سکتے ہین (فی التبیین لو بلی المیت وصار ترابًا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ انتہی کلام البحر الرائق) غالبًا تعلقدار صاحب نے اسی بنا پر مسلمانون کی پرانی قبرستان آسایش مسلمانون کے لئے تڑوا دیا ہے۔

مدفن افواج نظام شاہی

نظام شاہیون کے زمانہ مین کئی بار بیجاپوریون نے قصبہ بیر پر آکر حملہ کئے اور ان دونون سلطنت کے فوجیون مین شمشیر آزمائی ہوئی۔ قلعہ بیر ایک مدت سے نظام شاہیون کے قبضہ مین تھا اور اکثر نظام شاہی فوج کے افسر اس قلعہ مین رہا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اتفاقًا رومی خان اور اوسکا بھائی سردار خان یہ دونون قلعہ بیر مین آئے ہوئے تھے اور دفعتًا بیجاپوریون کی فوج اوس کے افسرون نے قلعہ بیر کا محاصرہ کیا رومی خان اور سردار خان دونون بھائی کئی بہادرون کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل آئے اور بیجاپوریون کا مقابلہ کیا اون کے جنگی محاربہ مین سینہ سپر ہوتے ہوے رود کر پرہ تک پہونچے۔ اس وسیع میدان مین شجاعت اور تہور اور ضرب شمشیر اور نیزہ بازی کے جوہر دکہلاتے ہوے مارے گئے۔ جو لوگ ان کے خون ریز تلوارون سے زخمی ہوے تھے اون کی پریشان اروا حین اپنے نازک اندام کو میدان جنگ کے خون آلود خاک پر مرغ بسمل کی طرح تڑپا کر نکل گئین۔ غریب بیجاپوریون کے مقتولون کا کون ہمدرد ہوسکتا تھا اونکی نعشین کتون کولون کے نذر ہوئین نظام شاہی فوج کی نعشین میدان جنگ سے چن چن کر ایک جا جمع کیگئین اور پھر گڑہا کھود وا کر اوسے میدان مین دفن کردی گئین۔ اون کے علامت مدفن کیلئے سرہانے پر پتھر کا ستون نصب کردیا گیا چنانچہ اب تک وہ ستون زنکھم کے لقب سے عمومًا مشہور و معروف ہے۔

رن کہم | یہ رنکھم ایک مستطیل پتھر ہے۔ اوسپر بخط عربی کچہ لکھا ہوا ہے۔ لیکن آمیزش الفاظ
سے صاف پڑہا نہین جاتا ورنہ ہم اس کتبہ سے اپنی تاریخ مین بڑی مدد لیتے۔ سلتا بجی
بنالکر جاگیردار پرگنہ بیر کو یہ خبط ہوگیا تھا کہ اس رن کہم کے نیچے دفینہ ہوگا اس مالیخولیہ
نے اسکو ایسا مضطر بنایا کہ اوس نے قدیم نصب کئے ہوئے رنکھم کو اکہڑ وادیا اور دفینہ
کی تلاش مین مقام مدفن کو پریشان نظرون سے دیکہہ رہا تھا اس بوسیدہ اور پرانے
مدفن مین سوائے گلے ہوے استخوانون کے اور کیا تھا۔ سلتابجی کو خجالت کے ساتھ
واپس ہونا پڑا۔ چند روز کے بعد وہ ستون اپنا آپ طول مین سے شق ہوگیا۔ چنانچہ اسوقت
اس ستون کے وہ دونون حصے اوس مدفن کے قریب شارع عام کے جنوبی وشمالی
پہلو مین نصب کئے ہوئے موجود ہین۔

رومی خان وسرور خان چونکہ بڑے معزز اور نامی افسر تھے اسلئے ان دونونکی

مرقد رومی خان وسرور خان | نعشین میدان جنگ سے اٹھا کر حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے
جوار رحمت مین دفنائے گئے سرور خان کا مرقد تو کسیقدر چھوٹا سا ہے
لیکن رومی خان کا مرقد بہت ہی مشین اور اوس کی گذشتہ عظمت کا قابل قدر یادگار ہے
مرقد کا چبوترہ مابین شرق وغرب طولاً (۶۷) ہاتھ اور عرضاً مابین جنوب وشمال ۴۴ ہاتھ
ہے۔ چبوترہ زمین سے ۴ ہاتھ اونچا اور کعبین کا ارتفاع ۱۲ ہاتھ ہے کم نہین ہے۔
رومی خان کے مرقد کے بڑے چبوترے پر اوس کے پائین سے ملحق (۶۰) زنانی

ساٹھہ سہیلونکی بہادری اور اونکا قتل | عورتون کے مسلسل قبور بنے ہوے ہین اور اون ہر ایک کی قبر مختلف
حربون کے علامات کندہ کئے ہوے تھے اس کے نسبت مشہور
روایت ہے کہ وہ تمام ترکنیان رومی خان وسرور خان کے علاقہ کی تھین ان دونون
بہائیون کے مارے جانے کے بعد بیجاپوری مقتولون کے ورثہ اپنے ہلاک شدہ مورثون
کے انتقامی جوش مین رومی خان وسرور خان کے حرم سرا مین گہس گئے اور اون کا یہ

وقصد تھا کہ اپنے بے رحم ہاتھون سے اون کے ناموس کو تباہ کرین - یہ دلاور عورتین پہلے ہی رومی خان وسرور خان کے غم مین خون جگر پیتے ہوے بیٹھی تھین مخالفون کو دیکھتے ہی ہتیار سنبھالین اور اون سے وہ مقابلہ کیا جو اچھے جوانمردون سے ہونا مشکل تھا آخر مخالفون کو اون پر دو لحاظ سے ایک مردیت دوسری زیادتی تعداد - غالب آجانا کون دشوار امر تھا - ان ظالمون نے ناکردہ گناہ عورتون کو مختلف ہتیارون سے مار ڈالا جو عورت جس ہتیار سے ماری گئی تھی اوسکی قبر پر اوسی ہتیار کا نمونہ کندہ کرایا گیا تھا آجتک عموماً یہ قبور - ۲ سہیلون کے ساتھ اشارہ کئے جاتے ہین - العلم عند اللہ -

خزانہ باؤلی تعمیر ۹۹۱ھ

یہ باؤلی قصبہ بیر سے ۳ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے - اس باؤلی کو قصبہ بیر کے جاگیردار اور احمد نگر کے وکیل السلطنت صلابت خان نے ۹۹۱ھ مین بنوایا ہے - یہ باؤلی پختہ اور سنگ بست مدور ہے - اس کے دو دائرے ہین - دائرہ اول بلند ہے اور دوسرا دائرہ ارتفاع مین بہت چھوٹا ہے لیکن اس دائرہ دوم مین تین دھنے ہین ایک دھنے مین سے پانی کی آمد ہے اور اوسمین جا بجا آمد آب کی جھیلین ہین - دھنہ شمالی سے قصبہ بیر کے طرف پختہ نہر لائی گئی ہے - لیکن منجملہ اون تین دھنون کے ایک دھنہ کا حال معلوم نہین ہوتا کہ وہ کس مصلحت سے بنایا گیا - اس باؤلی کی صنعت بھی عجائبات عالم سے ہے - بڑی سے بڑی صنعت اسمین یہ ہے کہ آج تقریباً ۳۲۰ سال ہوتے ہین کسی کو اس بات کی خبر نہ ملی کہ اسمین پانی کہان سے لایا گیا اور کس ترکیب سے لایا گیا - قیاس اس امر کا مقتضی ہوتا ہے کہ قبل تیاری خزانہ باؤلی یہ ایک بڑا زور چشمہ آب قدیم کا ہوگا یا خود اوس جاگیردار نے بنایا ہوگا جس سے پانی کی آمد نا قابل روک تھام ہوگئی تھی تو دولتمندی کے زور سے اوس نے اوسکو عجائبات دنیا سے

ایک عجیب وغریب قابل یادگار بنا کر چھوڑ گیا - جو آج ہمارے سامنے ایک حیرت انگیز
عجیب وغریب نمونۂ آثار سلف پیش نظر ہے - شمالی دہنہ قصبۂ بیر کے اراضی حصہ
جنوبی کو سرسبز اور شاداب کرتا ہے اوران اراضی حصہ جنوبی کا نام (برگ زار) ہے
اس دہنے کی تفصیلی حالت یہ ہے کہ خزانۂ باؤلی سے جانب شمال قصبہ بیر کے طرف
ایک پختہ سنگ بستہ نہر باندھکر پانی لے گیا ہے - اگر معمولی قیاس سے کام لیا جاے
تو ایک حیرت ہوتی ہے - کہ نشیب و فراز مین کو کیسے طے کیا ہوگا - اسلئے کہ خزانہ
باؤلی کی زمین اور اوسکی نہتی سطح نہ سطح عمقی اوس برگ زار (اراضی حصہ جنوبی قصبۂ بیر)
کی سطح اراضی کس طرح ہموار اور درجہ مساوات کو نہین پہونچتی - مگر از روے قواعد
انجنیری یہ امر اتنا عجوبہ روزگار سے نہین ہے جتنا کہ یہ امر عجائبات ترین سے ہے
کہ ردد بینسرا جیسی پر زور شور ندی کے تلے سے اس نھر کو اندر اندر لے گیا ہے
اور اوس ندی کے مشہور و خطرناک طغیانیون سے اوسپر کچہ صدمہ نہ پہونچا خزانہ باؤلی
سے برگ زار تک جو نہر پختہ سطح زمین سے ملی ہوئی چلی گئی ہے اوسمین جا بجا نھر کا
مونہہ اوپر سے کہولتا ہوا چلا گیا ہے جسکو خاص قصبۂ بیر کے باشندے (اساوی) کہتے
ہین اون اساویون سے دیکہا جاوے تو نہر کا پانی کہین (۱۰) ہاتھ کہین (۱۲) ہاتھ نیچے
بہتا ہوا نظر آتا ہے - غرض کہ فن انجنیری معلومات سے حیرت انگیز طریقہ پر اونچا کرتا ہوا بہا
لے گیا ہے اور سطح زمین کے برابر اس نہر کو لاکر ختم کردیا ہے - آگے معمولی زمین پر سے
ہوتا ہوا نشیب مین جانب بیر پانی بہتا چلا گیا ہے اور اس نہر سے زمانہ سابق مین قصبۂ
بیر کے اندر حوض کا ذیر مین پانی آتا تھا - اور اوس آمد آب کی پختہ نہر بند ہی ہوئی تھی
لوگ کہتے ہین کہ اس باؤلی کی نہر زمین مین سے احمدنگر کو گئی ہے مگر ہم اسکا یقین
نہین کر سکتے اگر یہ بیان درحقیقت صحیح ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ صلابت خان بڑا فراغ
حوصلہ تھا جس نے اپنے بادشاہ کی خدمت مین یہ عجیب وغریب تحفہ (قصبہ بیر کا پانی بذریعہ نہر)

پیش کیا ہے۔ امراے ذی دول ایسے ہوا کرتے ہین بطور نقل یہ روایت مشہور ہے کہ
ایک درویش سیاح پھرتے پھرتے اتفاقاً خزانہ باؤلی پر پہونچے پیاس کی ضرورت سے اندر
اترے اپنا عزیز ہمدم سونٹا بازو رکھے ہوے تھے اس باؤلی مین گرا اوس سونٹے سے
بالکل مایوس ہوکر باہر نکل آئے اور حسب عادت سفر کرتے ہوے کہین احمدنگر کے طرف
چل نکلے وہان پر کسی تالاب مین اونکا وہ سونٹا بہتا ہوا تیرتا نظر آیا اوسکو انہون نے لیلیا
اور کہا کہ یہ وہی سونٹا ہے جو بیر کے خزانہ باؤلی مین گرا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
اس باؤلی کے سنگین پتھرون مین ایک کتبہ تھا اور اوسپر یہ لکھا ہوا تھا کہ اس
باغ کی امرائی عام غربا پر وقف ہے۔ مگر ہم نے اوس کتبہ کی بہت تلاش کی لیکن ہمدست
نہ ہوسکا مولوی سید یوسف الدین صاحب تعلقدار ضلع بیر نے کمال نیک نیتی سے بزعم
خود اس نہر کے دوامی بقا اور افزونی آب کے خیال سے رود بینسرا کے شمالی کنارے
پر جو نہر کا موہنہ کہلاتا ہے اوس کھلے ہوے موہنہ کو توڑکر ندی کا پانی نہر مین لینے کی فکر
کی مگر افسوس کہ اون کے فکر کا نتیجہ بالکل برعکس ہوا ندی کی طغیانی سے کیچڑ پتھر نہر مین آکر
اسقدر بھر گئی کہ (۳۲۵) برس کی مدت مین اتبک کبھی ایسی خراب حالت نہین ہوئی تھی۔
اگر ندی کے پانی کو اس نہر مین ملادینا قرین مصلحت ہوتا تو صلابت خان ساعقیل و دولتمند
اور آزادراے بانی نہر کیون اس بدیہی فائدہ سے درگزر کرتا متقدمین کے بنائے ہوے
عمارات کو ہرگز اپنے اصول راے سے ترمیم یا تغیر نہ کرنا چاہیے اونکی شکست و ریخت
کی ترمیم اوسی اصول پر کرنا چاہئے جس طرح اوس کی حالت ہے ورنہ آثار قدیمہ کے تلف
ہوجانے کا اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور جو آثار قدیم تلف ہوجاتے ہین اون کے
نسبت لوگ غیر قرین قیاس قصے کہانیون کی طرح تذکرے کرنے لگتے ہین۔ خدا نے
اس باؤلی کو اتبک اپنی اصلی حالت پر محفوظ رکہا ہے آیندہ بھی خدا اوسکو محفوظ رکھے اور
آنے والے شائقین اس عجیب و غریب باؤلی کو دیکہین۔

کاریز۔ تعمیر ۹۹۱ھ

یہ کاریز قصبۂ بیر کے اندر جانب غرب احمدنگر دروازے کے قریب واقع ہے۔ خزانہ باؤلی کے ضمن مین جس کاریز کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہی کاریز ہے۔ اسکا بانی وہی صلابت خان تھا جس نے خزانہ باولی بنوایا ہے۔ زمانہ سابق مین خزانہ باؤلی کے نہر سے ہمیشہ لبریز رہا کرتا تھا۔ اسکو عموماً کارنجہ کہتے ہین۔ یہ ایک سنگین حوض ہے جو ہشت پہلو بنا ہوا ہے۔ اوسمین ایک گلدستہ بھی قایم اور موجود ہے۔ اگر اسکی ترمیم کیجاوے تو حیدرآباد کے گلزار حوض سے زیادہ خوشنما نظر آئے گا۔

پیر معاملہ

عموماً اس مقام کو (پیر معاملہ) کہتے ہین۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین جنیاوُتی کے عمال اسی سمت مین رہتے اور مالگزاری وجمعبندی کا انتظام کیا کرتی تھی۔ مگر درحقیقت قصہ اور ہے وہ یہ ہے کہ زمانہ سابق مین قادریہ طریق کے دو مسافر درویش ایک احمدشاہ دوسرے طبیب شاہ سیاحت کرتے ہوے یہان پر فروکش ہوے۔ شبانہ روز اونمین مراتب سلوک ومسائل طریقت کی بحثین ہوا کرتی تہین۔ ایک دوسرے کو نتیجہ بحث مین (پیر) معاملہ نازک ہے کہہ کر خاموش ہوجاتے تھے آخر اون دونون کا اسی اسرار پر خاتمہ ہوگیا اور وہ دونون حضرات اوسی مقام مین دفن کئے گئے اونکے بعد بھی کئی روز تک یہ مقام اسی لقب سے پکارا گیا۔ یہ مقام قصبۂ بیر کے باہر (برڑ) محلہ کے قریب ایک بلند محصور چبوترے پر واقع ہے۔

رواق صف شکن خان تعمیر ۱۰۳۹ھ

اس رواق کو عموماً کمانی دروازہ کہتے ہین۔ صف شکن مریدشاہجہان آبادوہلی نے ۱۰۳۹ھ مین بنوایا ہے یہ رواق بڑی مستحکم اور پائیدار اور اوسکے گذشتہ عظمت کا

یادگار ہے۔ اس رواق کے مشرقی رخ پر اس طرح کتبہ ہے۔ (بانی این رواق بچرخ نشان بد صف شکن خان مرید شاہجہان) ضلع بیر کے اول تعلقدار شاہ پورجی جیون جی صاحب نے اوسکی ترمیم کروائے اگر وہ اوسکی ترمیم نہ کراتے تو اتبک بہت بڑا حصہ تباہ ہوجاتا۔ تعلقدار صاحب نے اس رواق کے مغربی رخ پر اس طرح کندہ کروایا ہے (درسنہ ۱۲۹۱ھ ترمیم یافت) یہ رواق قصبہ بیر کے اندر وسط آبادی مین مولف ہذا کے مکان سے ملحق واقع ہے

سرا ۔ تعمیر ۱۰۸۵ھ

گو اسوقت سرا کی اصلی حالت باقی نہین رہی۔ تاہم اوسکے کچھ آثار باقی ہین۔ اس کو محمد ایرج خان نے ۱۰۸۵ھ مین بنوایا تھا۔ اور نیز اوس کے اطراف ایک باغ آراستہ کیا تھا۔ ۱۰۸۶ھ مین ایرج خان نے اپنے نواسے میر محمد ہمایون کو اس سرا کا متولی مقرر کرکے (۱۵۰) بیگہ زمین اس شرط پر عطا کیا کہ سرا کی شکست وریخت کی ترمیم کرتا رہے فرمان سلطانی کے ذریعہ سے (۲۷۰) بیگے زمین یہان کے متولی کو عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ اتبک (۲۰۴) بیگے زمین اس سرا کے لئے مقرر وجاری ہے۔ خانقاہ مذکور الصدر بھی اسی عطیہ زمین مین داخل ہے۔ ۱۲۳۰ھ تک یہ سرا آباد رہی۔ اکثر متردین ومسافرین اطراف ملک سے آکر یہان عارضی قیام کرتے تھے۔ اونکو یہان سے کچھ کھانا بھی ملجاتا تھا ۱۲۳۳ھ مین اسکی آبادی مین زوال آیا۔ متولیون کی غفلت سے زمین زراعت قابل کشت کار نہ رہی قدرتی کامون مین کون کیا کرسکتا ہے آخر اون متولیون نے اس عطیہ زمین کا بہت بڑا حصہ لوگون کے ہاتھ پر رہن کردیا اور شاہی اسانید بھی رہنداروں کے پاس منتقل ہوگئے۔ اب مردہ پڑی ہوئی سرا کا زندہ ہونا بہت دشوار ہے۔ کسی زمانہ مین یہ سرا منتخب آباد شہرون کے سراؤن کے مقابلہ مین یکتا شمار کیجاتی تھی دور دراز شہرون کے مسافرون کے لئے کفالت گاہ بنی ہوئی تھی۔ یہ سرا خانقاہ مذکور الصدر کے قریب واقع ہے۔

مرقد حمیدہ بانو

مساۃ حمیدہ بانو۔ ایرج خان کے علاقہ کی ایک نیک نہاد خوش اعتقاد عورت تھی اوس کے مرنیکے بعد اوس کے متمول ورثہ نے بڑے کر و فر کے ساتھ دفن کیا۔ اور اوسکا مرقد بہت ہی خوشنما اور مشین بنوایا (۳) بیگے زمین اس مرقد کے لئے مقرر ہے کسی زمانہ مین یہان کا عرس بڑا پُر تکلف اور اوس تین بیگے زمین مین چمن آرائی ہوا کرتی تھی اور اوس چمن کے اندر یہ مرقد اور اوسپر کا کاشانے غلاف بہت خوشنما نظر آتا تھا۔ ایام عرس مین یہان کی گل گشتگی اور حوض خانقاہ کی پر فزا اور دل آویز لبریزی عجب سمان دکھاتی تھی۔ یہ مرقد خانقاہ مذکور الصدر سے ملحق جانب شمال واقع ہے۔

غازی الدین نگر بنائے آبادی سنہ ۱۱۴۴ھ

اگرچہ یہ مقام بظاہر غازی پورے[۱] سے مشہور ہے لیکن در اصل حاجی صدشارہ نے اپنے آقا ولی نعمت اور ہمارے اعلیٰ حضرت میر محبوب علیخان بادشاہ دکن کے جد اعلیٰ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے نام سے سنہ ۱۱۴۴ھ مین آباد کیا تھا۔ یہ پورہ گویا ایک نئی لبستی تھی کہ جسمین صدہا انسان اور ہر قسم کے اہل حرفہ رہا کرتے تھے۔ آبادی کے اطراف شہر پناہ گھری ہوئی تھی اور اوسمین بڑے بڑے شاندار دروازے لگے ہوے تھے۔ چنانچہ اتبک وہان کے قدیم عمارتون مکانات کے آثار موجود ہین۔ جنوبی و شمالی کمانین اس پورے کے گذشتہ عظمت کی گواہی دیرہے ہین ان کمانون پر حسب ذیل کتبہ ہے۔ لیکن یہ پورہ سنہ ۱۳۱۱ھ کے قحط مین اجڑ گیا۔ یہ پورہ قصبۂ بیر کے باہر عیدگاہ کے قریب آباد تھا۔

---

[۱] غازی پورے مین ایک مٹھ بنا ہوا ہے جو نہایت مستحکم اور اوسپر اس طرح کتبہ ہے۔ (گردھورتی گردلنگ آیا سطے سولہ سو اونسا ٹھہ پنگل سونت سری مٹھ غازی نگر۔ موتی کانتہ گی)

در عہد خلافت پادشاہ دین پناہ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی وصوبہ داری وفوجداری نواب عالیجناب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ازدار الظفر بیجاپور تا خجستہ بنیاد باہتمام حاجی الحرمین الشریفین حاجی صدر شاہ بیگ نائب فوجداری واتفاق سدہوجی دیسکھہ و ڈھونڈاجی دیسپانڈیہ وسنبھو سیٹھہ ابن بال سیٹھہ این پورۂ مبارک غازی الدین نگر در قصبۂ بیر بنا نمودہ صورت اتمام داد سنہ ۴۷ جلوس۔

مقبرۂ خان عالیشان محمد مومن خان

محمد مومن خان پرگنہ بیر کا جاگیردار تھا اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین عالمگیر سے یہ معروضہ کیا تھا کہ قصبۂ بیر کے دہلی دروازہ و کاغذی دروازہ کے قریب افتادہ جائے ہے اگر حکم ہو تو آباد کراتا ہون۔ صلابت خان نے آباد کرنے کا حکم اپنی مہر سے مزین کر دیا مومن خان نے اون دونون دروازون کے قریب جائین محدود کر کے یہ قید لگا دی کہ قلعہ شہر کی حصار جہانتک ٹوٹ گئی ہے اپنے اپنے مکان کے حدود تک پختہ بنوا کر مکانات تعمیر کرین اس حکم سے قلعہ شہر مین بڑے بڑے مکانات بنوائے گئے یہانتک کہ برابر جاسے ملنا دشوار ہو گیا تھا اس کے بعد مومن خان نے اپنے لئے کاغذی دروازے کے قریب حصار قلعہ شہر سے ملحق سنہ ۱۱۰۰ فصلی یا ہجری مین ایک مقبرہ اور مسجد اور باغ بہت ہی عمدہ آراستہ کیا تھا منجملہ اون کے صرف مقبرہ قایم ہے جو مومن خان کے مقبرے سے مشہور ہے۔

بارہ دری۔ تعمیر ۱۱۴۲ھ

سلطانجی بنا لکر نہ صرف اقبال و دولت کا پتلا تھا بلکہ اوس کی طبیعت فطرتی نزاکتون سے بہت آراستہ تھی۔ ایسے نازک طبائع شدت گرمی کی برداشت کہان کر سکتے تھے انہین

ٹہنڈی ٹہنڈی سردابون سے کٹہے ہونی چاہئے۔ سلطانجی نے پہلے سلطان باغ آراستہ کیا اور اپنے خاص اور آرام اور فرحت کے لئے سنہ ۱۱۴۲ھ مین بارہ دری بنوایا۔ یہ بارہ دری قصبۂ بیر کے باہر جانب شمال بہت مستحکم اور دلچسپ اور فرحت افزا ہے اسوقت اس بارہ دری مین ناظم صاحب عدالت دیوانی ضلع بیر قیام پذیر ہین اور عدالت و اجلاس کی کرسی وہین رکھی ہوئی ہے۔

مقبرۂ مہر النسا بیگم تعمیر سنہ ۱۲۰۴ھ

یہ مقبرہ قصبۂ بیر کے اندر بندیل پورے کے متصل کنکر پورے مین واقع ہے اسکی تعمیر سنہ ۱۲۰۴ھ مین ہوئی تھی۔ اسکے بنانے کے واسطے دور دراز شہرون کے بڑے بڑے مشہور کاریگر اور صناع بلائے گئے تھے۔ مقبرہ گچ اور اینٹ سے بنایا گیا تھا اوسپر گل کاری کا نقش و نگار ایسے خوشنما کیا گیا تھا کہ آنکھون مین دیکھنے سے اوسکے نور آتا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ مقبرہ خسرو بیگ جمعدار کے علاقہ کا تھا۔ اب یہ مقبرہ نہایت ابتر حالت مین ہے۔ اس مقبرے کے قریب میر نظام الدین کے بیٹے میر ابراہیم ماثر ندرانی کا

مرقد میر ابراہیم ماثر ندرانی

مرقد ہے اور اونکا انتقال سنہ ۱۱۲۶ھ مین ہوا۔ لوگ کہتے ہین کہ شاہ عالم بہادر پادشاہ کے معزز امیرون مین سے تھے۔ اون کے اس مرقد کے قریب ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس قبرستان مین ایک بہت بڑی باولی تھی اوسپر کتبہ بھی تھا جب یہ باولی منہدم ہوئی اوسمین وہ کتبہ ہے بھی دبگیا۔ کاش ہمکو وہ کتبہ نظر آجاتا تو میر ماثر ندرانی کی حالت ہم اچھی طرح بیان کرتے۔

اس مرقد کے علاوہ قصبۂ بیر مین پرانے مقابر اور مرقد بے شمار تھے بہت سے تباہ ہوگئے اور روز بروز ہوے جا رہے ہین اور صدہا قدیم کتبے خاک مین مل گئے اب ہم اونکی کہان سے تلاش کرسکتے ہین تاہم جسقدر تلاش کی گئی اور جو کچھ بدست ہوا وہ ناظرین کے پیش نظر کیا گیا۔ محلہ پنجار گلی مین لبسالت جاہ کا مرقد ہے۔

مرقد لبسالت جاہ

یہ صاحب قصبہ رسولی ضلع لکھنو کے رہنے والے اور قصبہ بیر مین کئی گھوڑون کے جمعدار تھے ان کے مرقد پر بھی ایک کتبہ ہے جسکو ہم ذیل مین مجنسہ نقل کرتے ہین

شد بدار البقا ب الست جان	بود ہزار و دو صد نہ پنجاہ
چونکہ تعمیر یافت این مرقد	شصت و یک بود بر ہزار و دو صد
از خوی او بخود این تعمیر	شیخ بندہ علی امیر کبیر[1]

وفات ۱۲۵۹ھ
تعمیر ۱۲۶۱ھ

مقبرہ شیخ رمضان علی قدوائی

منو شاہ طبقاتی کے تکیہ مین بھی ایک بہت بڑا شاندار مقبرہ بنا ہوا ہے۔ اس مقبرے کے اندر شیخ رمضان علی قدوائی کی قبر ہے شیخ رمضان علی صاحب مرحوم قصبہ رسولی ضلع لکھنو کے رہنے والے شیخ قطب بن شیخ غلام محمد کے بیٹے تھے۔ ہمارے سرکار نظام سے اونکو منصب کی تنخواہ ملا کرتی تھی۔ اونکا انتقال سنہ ۱۲۸۲ھ مین ہوا اون کے حقیقی بھتیجے اور داماد شیخ عبد العلی صاحب منصبدار نے سنہ ۱۲۸۴ھ مین اونکا یہ مقبرہ بنوایا ہے جو قابل دید ہے۔

گنبد قدم رسول صلعم

یہ گنبد بابو شاہ طبقاتی کے جوڑوین گنبد کے قریب ایک پر فضا اور دلچسپ مقام پر بنا ہوا ہے اس کے بانی کا نام تو صحیح معلوم نہ ہوسکا البتہ اوسکی قدامت کا اندازہ دو سو سال کا ہوسکتا ہے۔ اس گنبد کے اندر ایک پتھر ہے جسپر (قدم) کی شکل کندہ کرائی گئی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ اور اس مقدس اور مطہر اضافت کی وجہ سے ہر سال ربیع الاول کے مہینے مین لوگ اعتقاداً اوسکی زیارت کرتے ہین اور اس پتھر کے غسل دیے ہوے پانی کو تبرک سمجھکر پیتے ہین۔ ہمکو اس قدم رسول صلعم کے صحت مین بیشک تامل ہی اسلئے کہ اسکی

[1] شیخ بندہ علی صاحب مرحوم کی وفات سنہ ۱۲۵۹ھ مین ہوئی (داخل بخلد) مادۂ تاریخ ہے ۱۲

تعظیم کے نسبت نہ انکار کرتے ہین نہ اقرار - زائرین آثار قدیمہ کو لازم ہے
آثار مقدسہ اور اوسکے اسمِ کہ جب کسی خاص آثار کے نسبت یہ دعوی کیا جاے کہ یہہ
تعظیم کا شرعی مسئلہ آنحضرت کے آثار ہین تو اول اس بات کو یقین حاصل کرنا
چاہیئے کہ یہ آثار فی الواقع حضرت کے آثار ہین یا دوسرے شخص کے اگر بروایت صحیح
اوس مقدس آثار کا وجود آنحضرت کے طرف ثابت ہوجائے تو بلاشبہ اوسکی تعظیم
صحابہ کرام کے طریقہ کے موجب کرنی چاہیئے جو راس الایمان اور یہی جان نثاری
اسلام کی علامت ہے - اگر کسی مخالف مذہب کو عار آتا ہو تو آیا کرے - البتہ وہ
آثار جو طمعاً بنا دئے گیے ہین اور ایسے بنا دئے جانیکا پورا یقین ہوجائے تو اس کی
تعظیم ہرگز درست نہین اگر اوسکی تعظیم کیجاوے گی تو گو یا رسول اللہ کی تعظیم کی اور یاد سے
اوسکو بمنزلہ آنحضرت کے سمجہا خدا اس جہالت سے بچائے - اور جب کسی آثار کے
صحت و عدم صحت کا یقین ہی نہ ہو تو قبل تحقیق اوسکا انکار نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس موقع پر
سکوت اختیار کرنا لازم ہے - ہم بھی اسی مسئلہ کو نہایت عمدہ احتیاط کا مقتضا سمجھتے ہین
ہمارے اس مسئلہ کی نسبت جسقدر احادیث گذرے اون سب کا مآل یہی تہا جو
ہم نے بیان کیا ہے -

امیر بنگلہ تعمیر ۱۲۵۵ھ

۱۲۵۵ھ مین نواب امیر نواز جنگ بہادر نے اس بنگلہ کو تفریح مزاج کے لئے
بنوائے تھے پندرہ پندرہ دن اس بنگلے مین جنگل کی سیر دیکھنے کے لئے ٹھیرتے
رہتے - لالٹین ہانڈی فانوس اس شبستان عیش مین راتون کو روشن ہوا کرتے اور
ہمیشہ نہایت تکلف فرش بچھا رہتا تھا - کوئی خاص معنی اس بنگلے کی زیب و زینت
تھی - خاص خاص جلسون مین اکثر گل اندام نازنین عورتون کا جہرمٹ رہتا تھا اور
نواب کے لیے تکلف اور رنگین طبع احباب جمع رہتے تھے - نواب نے اس بنگلہ

مین مسرفانہ فیاضی اور عیش کے سب حوصلے پورے کردئے تھے۔ یہ بنگلہ قصبۂ بیر کے باہر کہنکائی کے دیول کے متصل بلند ٹیکڑی پر واقع ہے مگر اسوقت بہت ہی خراب اور شکستہ حالت مین پڑا ہوا ہے۔

محبوب گنج - بنائے آبادی ۱۲۸۸ھ

معمور پورے کی آبادی بالکلیہ تباہ ہوگئی تھی۔ درختان زقوم کا تراکم وہان پر اسقدر بیڈہب تھا کہ انسان اوس طرف سے گذر نہین کرسکتا تھا۔ بیر کے تعلقدار شیخ داؤد مرحوم نے پہلے یہان کے درختان زقوم کو قیدون کے ہاتھ سے کٹوا کر میدان صاف کروائے اور یہ گنج کی نبیاد ڈالی گئی دکانین کی تعمیر شروع ہوئی

شیخ داؤد صاحب مرحوم تعلقدار بیڑ

ایک مدت مین یہ گنج بہت ہی عمدگی سے آباد ہوگیا۔ اس گنج کا نام اعلیحضرت میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ وسلطانہ کے نام گرامی سے بجاے معمور پورے کے محبوب گنج کے ساتھ بدلدیا گیا۔ اس گنج کی تعریف فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کی گئی ہے اس رسالہ کی عبارت فارسی ہے۔ اور اوسکے مصنف مومن آباد آنبہ جوگائی ضلع بیر کے کے خطیب عالی دستگاہ مولوی غلام جیلانی[1] صاحب المتخلص بہ صدیقی ہین۔ خطیب صاحب نے اس رسالہ مین اپنی فارسی

وقایع محبوب گنج - اور اوسکے مصنف غلام جیلانی صاحب خطیب آنبہ

[1] غلام جیلانی صاحب نے اس گنج کے متعلق جو رسالہ لکھے ہین اوسکی سیاق عبارت ناظرین کو معلوم ہونیکے لئے یہان پر چند سطور اوس کے تحریر کئے جاتے ہین وہ یہ ہین۔
زہے محبوب گنجیست گوہر سنج کہ از بناے بے نظیرش جوہریان لبساط خطہ دلپذیر قصبۂ بیر اسرا پا نشاط در بر۔ وسرخ رویان سبز منڈی وسپید بافان چوک را کلاہ ناز وتفاخر برسر۔ کارگذار قدر چون بترکیب قواے زمین وترتیب بناے دکاکین پرداخت۔ زقوم خاردار بنیش خواری پہلو بہ پہلو شگافت۔ ملہا تلہا لشکستگی چون پست پل ہموار۔ ودشتہا لپشتہا بریختگی ہمہ صرف سرمایۂ غبار سبقت بر بناے سبز منڈی از ان پسندیدہ کہ آن خود پسند خانگاہ است واین بر ساحل رود بارلسنگ نسبت محبوبی سراپا ارجمند و پختہ حصار رود بنیسرا از تا سراے در پایین گاہش گلو افشار بے سروپائی او بشارش از ننگ ناروائی درآغوش سنگہا سرشار بے نواے پاے

لیاقت کے جوہر دکھائے ہین۔ بیشک یہ رسالہ (ظہوری) کے ذی بلاغت پہلو مین چمک رہا ہے۔ اور نیز اس گنج کی قطعہ تاریخ ایک بڑے قابل متدین محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے فرزند حضرت محمد کریم الدین صاحب مرحوم المتخلص صابر قاضی زادہ پرگنہ بیر نے حسب ذیل کیا خوب لکھا ہے۔

رفتار لسیلاب سنگ از جا رفتہ چون ہا ہائے بنگی درہم پیچان وپیچ دستار بریش خندی از ہم گسستہ ہچو آفائے پیشگی در گلو آویزان۔ برق رفتاری اسپان اصطبل بالراس والعین از لکان خواری وغیرہ کاری چقماق نعل نعل در آتش بجگرداری۔ ہنگامیکہ بنائے دلپذیر حسرت فزائے کارگاہ کشمیر شیخ داود ناظم ضلع بیر بطراحی سبز منڈی فرمان دادند بیش از بیش بازاریان بیر چیدن لباط درین گنج دامن مرادکشادند۔ خاص وعام از صبح تا شام بکام بیع وشرئ مصروف درمز شناسان اعجاز دادوہی بخواندن این قصیدہ معروف۔

قصیدہ

زہے بشارت تازہ اشارت امید
زمانہ داد نوی را کنون نوائے نوید
رود ز قصبہ بیر آفت گران سالی
درخت خشک برآوردہ ثمرۂ امید
اگر ببارد وریش رہ نمید بطالع
خدا ربدار توا این سایہ کرم جاوید
ہمائے حشمت و اجلال آن امیر کبیر
بسان رابطہ اتحاد پیر و مرید
رسید مژدہ ناگہ کہ خود مدار المہام
بروئے گلشن سیک صبحگاہ رسید
نگار نامہ رنگین نشد ہنوز تمام
چگونہ گوہر ناسفتہ است بجان انزید
نوائے نہفت والا روان بلند شد
ہمائے اوج وزارت بپادشاہ رسید

گذشتہ نکبت دوران رسید نکہت عید
کہ عنقریب شود گنج نو بنا این جا
رسد ز چار جہت گندم و جوار سپید
نہال سبز نشان دست شیخ نامور
توان بسایہ الطاف درخت باید چید
خصوص سایہ اقبال شاہ دستورش
ہمیشہ باد بجاہ و جلال چون خورشید
درین ترانہ تر بود صحبت عالم
وزیر اعظم و مختار ملک چون جمشید
پس از روائے بر مہات مالی و ملکی
عروس حجلہ ز پیرایہ عاری ہمچو بید
بسان حیرت آئینہ چشم وا بودم
طناب خیمہ عالیش نیز رحمت کشید
لسمع کیفیتش نوک کلک چہل یتی

فلک نوشتہ لباط زمان بازینہ
بنام نامی سلطان وقت بالتمجید
ازین سحاب نوازش بمزرع دلہا
صباح بار بر و ثمرہ اش تواند دید
خوش ست سایہ شاخ درخت پریدہ
مدام باد بداد و سخا و رای سعید
منوط باد جہان را رباط ناز و نعم
بہ شکر خالق ارض و سما و عرش مجید
ز بارگاہ خلافت بسان باد صبا
نگار خانہ محبوب گنج خواہد دید
چسان بکرسی ناز و نیاز جلوہ دہد
کہ یک بیک ز نسیم سحر بگوشش رسید
سمند خاص ببارگاہ خاص شد شگام
بکار طرح عمارات نو روان گردید

خریدار ہر فن سرا سے سپنج	زر و مال آورده اوزان وسنج
چو بازار پر شد ز ہر میوہ ہا	ز انگور و انجیر گونہ ترنج
رسیدند تجار ہر کشورے	خریدند چون زعفران وسنج
بارشاد عالی مدار المہام	بنا گشت بازار بے تاب و رنج
چو تاریخ صابر نو ایجاد کرد	خوش آباد گردیده محبوب گنج

۱۲ ھ

بشیر گنج ۔ بنائے آبادی ۱۳۰۷ھ

یہ گنج احمد نگر دروازے کے باہر ایک وسیع میدان کے ہموار سطح پر آباد کیا گیا سڑکین اور دوکانین بڑے تہذیب کے ساتھ قایم کئے گئے ۔ اسکے بانی ضلع بیر کے اول تعلقدار ریاض الحسن صاحب مرحوم تھے ۔ اگر اونکی زندگی وفا کرتی تو وہ اس گنج کو آراستہ کردیتے کہا کرتے اور وہ یہ فرماتے تھے کہ نواب مدار المہام بشیر الدولہ[1] بہادر کے نام سے اس گنج کی بنیاد ڈالی گئی ہے اگر خدا چاہے تو چمن دہر کا گلدستہ بنا کر دکھاؤنگا ہنوز یہ گنج کامل طور سے معمور ہونے نہین پایا تہا کہ تعلقدار صاحب اپنے وطن ہندوستان رخصت لیکر روانہ ہوے اور دہان مرگ مفاجات سے انتقال کئے ۔ اس گنج کی ابتدا ۱۳۰۷ھ مین ہوئی تھی ۔ چنانچہ صابر مذکور نے اسکی تاریخ اس مصرع مین کیا خوب لکھی (کہ آباد شد گنج زرخیز گنج) ۱۳۰۷ھ

خزانہ باغ بنائے آراستگی ۱۱۹۹ھ

یہ باغ ۔ قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب (۳) میل کے فاصلہ پر سر سبز و شاداب ہے خزانہ باؤلی اس باغ مین بنی ہوئی ہے ۔ پرگنہ بیر کے جاگیردار صلابت خان نے اس باغ کو

[1] نواب بشیر الدولہ بہادر سر آسمانجاہ کی وفات ۲۶ صفر المظفر ۱۳۱۰ھ مین ہوئی (حیف شادمان سر آسمانجاہ) مادۂ تاریخ وفات ہے ۱۲ ۔

آراستہ کیا تہا اگرچہ اسوقت اس باغ کی وہ آراستگی نہین ہے جو زمانہ سابق مین تھی لیکن یہانکی امرائی کا تختہ بہت مشہور و معروف ہے دانے اون درختون کے لطافت و نفاست مین ایک دوسرے سے فایق اور عام کے لئے وقف تھے ہمارے زمانہ مین بھی سیکڑون آدمی یہان کے امرائی سے ذائقہ حاصل کرتے ہین مگر فرق اتنا پیدا ہوگیا ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگ مفت ذائقہ اٹھاتے تھے اب خریدی کی ضرورت ہے

خاص باغ

یہ باغ کاغذی دروازے کے باہر جانب جنوب تقریباً (۷۰۰) قدم کے فاصلہ پر سرسبز و شاداب ہے اس باغ کی تعریف چند الفاظون مین بیان کیجاتی ہے گو اگر کوئی مبالغہ سمجہتا ہے تو سمجھا کرے۔ یہ باغ اور اوسکی صفائی اور کیاریون کی آرایش و آراستگی نہایت نضارت بخش اور سرچمن اوسکا دلچسپ نہرین اوس کے فرحت افزا گل وریاحین و اشجار پربار و اثمار بے شمار اوس کے سیرگاہ عالم و نظرگاہ بنی آدم ہے یہان کی خوشبودار ٹھنڈی ہوا سے دل و دماغ کو قوت پیدا ہوتی ہے۔ غنچہ دار درختون کے نوخیز سبز پتون پر دیکھنے سے آنکھون مین روشنی آتی ہے۔ یہ باغ دوامًا عالان سرکاری کے خاص نگرانی کے زندہ چشمے سے پرورش پارہا ہے اسلئے خاص باغ کے لقب سے اوسکی عام شہرت ہوگئی ہے۔ اکثر سرکاری اعلیٰ عہدہ دار اسی باغ مین اترتے ہین۔ اس باغ کے انتظام کے لئے سرکاری ایک داروغہ اور کئی ملازم اوسکے ہاتھ کے نیچے مقرر ہین۔

قصبۂ بیر مین اس خاص باغ کے سوائے برہان باغ۔ و سلطان باغ۔ و ہنومت باغ فاضل باغ۔ و فرخندہ باغ۔ و فرح بخش باغ ان کے سوا اور بھی بہت سے باغات ہین اور اون ہر ایک کے گل و غنچون کی خوبی اور نوخیز درختون کی تر و تازگی عجیب بہار دکھاتی

ہے۔ اور ہر قسم کا میوہ اوس ہرایک سرسبز شاداب زمین سے پیدا ہوتا ہے۔

برہان باغ بالکل تباہ ہوگیا اسوقت وہان پر بنجار گلی کا محلہ آباد ہے اس محلہ کے بعض بعض مقام پر اس باغ کے قدیم حوضین اور پختہ نہرین ابتک موجود ہین مگر اونپر خس وخاشاک اسقدر ہوگیا ہے کہ وہ نیچے دبگئی ہین۔

سلطان باغ اس باغ کو پرگنہ بیر کے جاگیردار سلطانجی نبالکر نے آراستہ کیا تھا۔ اور اوسکو اپنے نام سے مشہور کرایا۔ یہ باغ قصبۂ بیر کے باہر جانب شمال واقع ہے۔ سلطانجی نبالکر کے بیٹے ہنونت راؤ نبالکر نے اپنے نام سے جو ہنونت باغ آراستہ کیا تھا وہ بھی اسی باغ کے متصل تھا۔

فاضل باغ اس باغ کو محمد فاضل کوتوال کے بیٹے مرزا سعید بیگ نے اپنے باپ کے نام سے آراستہ کیا تھا یہ باغ خانقاہ کے جانب شرق واقع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوس مرزا نے منجملہ زمین سرا سے چند بیگہ زمین خرید کر کے یا قدیم بنے بنائے باغ کا کچھ حصہ لیکر اوسکو اپنے باپ کے نام سے مشہور کرا دیا تھا۔ لیکن اسوقت یہ باغ جسکو باغ سرا کہنا نہایت صحیح ہے۔ قصبۂ بیر کے محتسب مولوی محمد قطب الدین صاحب کے قبضہ مین آگیا ہے۔

فرخندہ باغ یا امیر باغ یہ باغ قصبۂ بیر کے باہر روضۂ منصور شاہ صاحب کے اوس طرف شاداب ہے اسکو سنہ ۱۲۵۴ھ مین پرگنہ بیر کے حاکم امیر نواز جنگ بہادر نے نہایت لطافت وخوبی کے ساتھ آراستہ کئے تھے پہلے اسکا نام فرخندہ باغ رکھا گیا اور پھر (امیر باغ) اسلئے کہتے ہین کہ اوسمین اوسکی مادۂ تاریخ ہے (۱۲۵۴ھ)۔ مگر عموماً نواب کے باغ سے مشہور ہے۔ اس مادہ تاریخ کو فضیلت دستگاہ جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب محتسب قصبہ بیر کے حقیقی چچا محمد حسام الدین صاحب مرحوم نے ایک دل آویز نظم مین تحریر فرمایا تھا۔ اور اوسمین باغ کی لطافت وآراستگی کا سمان دکھایا تھا۔

چوتھا مقالہ

قصبۂ بیر اور یہان کے دائمی یادگار مقام اور چند مہلک حادثات

رود بینسرا

رود[1] بنیسرا۔ موضع بینسور بھال طرف بالاگھاٹ سے نکلکر رود[2] سینہنا مین ملتی ہے موضع بنیسو بھال قصبۂ بیر سے جانب جنوب (۲۰) میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ اور رود سینہنا قصبۂ بیر سے جانب شمال (۸) میل کے فاصلہ پر بہتی ہے۔ رود بنیسرا تقریباً (۲۸) میل کے اندر جنوبی باون درون سے نکلکر قصبۂ بیر کے دو آباد حصون کے بیچ مین سے جنوباً شمالاً بہتی ہوئی (موضع کرنہ) کے قریب سینہنا مین داخل ہوتی ہے طول اس ندی کا (۲۸) میل اور عرض اوسکا قریباً (۳۰۰) قدم ہے۔ موسم بارش مین اسکی طغیانی بڑی پر زور اور قابل دید ہے اور جب رعد کی ہوش ربا آواز بالاگھاٹ اور اوس کے باون درون سے گونجتی ہوئی ساکنان بیر کے کانون تک آتی ہے خدا کی پناہ اوسوقت کسکو یہ بھروسہ ہوتا ہے کہ آنے والے طوفان سے نجات پا سکین گے۔ ابھی لوگون کے دلون سے اوسکی ہیبت فرو نہین ہونے پاتی کہ اودھر سے بینسرا مہیب آواز کرتی اور شہر پناہ کو صدمہ پہونچاتی ہوئی فصیل کے برجون پر ٹکراتی ہے۔ اسکی طغیانی مین اس غضب کا زور ہے کہ اگر اوس کے دھار کے سامنے مست ہاتھی آجائے تو ہڈی پسلی ٹوٹکر اوس کے چیتھڑے نکل جائینگے۔ روانی اوسکی پیچدار اور ناگن کی طرح بل کھاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ پانی کے چڑھاؤ مین جسقدر تیزی ہے اوسکا اوتار بھی اوسیقدر جلد ہے۔ اور اس ندی مین جا بجا کھڑکین اور چھوٹے چھوٹے مدور پتھر کثرت سے ہین

[1] (ب ی ن س ر ا) [2] (س ی ن ہ ن ا)

یہی باعث ہے کہ اسکی معمولی طغیانی مین سے انسان اور جانور آسانی کے ساتھ پایاب نہین ہوسکتا۔ زوردار طغیانیون مین اسکا پانی کھڑکون پر سے تھپیڑے کہاتا ہوا نکلتا ہے اور یہ معلوم ہوتاہے کہ ایک عظیم الشان دریا پرجوش ہے اس ندی پر پل نہونے کی وجہ سے ہر سال طغیانی مین جانور اور آدمی بہ جاتے ہین۔

بادن درے بالاگھاٹ کے نشیب مین بڑے بڑے عظیم الشان اور بے انتہا مہیب اور دہشت ناک بادن درے ہین ان درون کا پانی ایک دوسرے مین ملتا ہوا بلندی سے بیر کے طرف پستی مین آتاہے اون ہر ایک درون کے مختلف نام ہین لیکن کپل درہ

کپل درہ ہندؤن کے نزدیک بڑی مقدس جگہ ہے۔ اس درے مین منوت سامی لنگایت قوم کا دیول ہے ہر سال کارتک مہینے مین یہان بڑی دہوم سے جاترا ہوتی ہے اور بہت سے جنگم و لنگایت قوم کے لوگ دور دراز سے آتے ہین۔ اس دیول کے محاذی آہنی سوا منڈپ بہت بہاری قیمت کا بنا ہوا ہے۔

چادر گھاٹ یہ گھاٹ رود بنیسرا مین سلطان باغ کے شرقی دروازے کے محاذی جانب جنوب بنا ہوا تھا کسی زمانہ مین ندی کا پانی اوس پر سے بڑی لطافت کے ساتھ گذرتا تھا۔ اور موسم گرما مین اسکے پہلو سے نہرین زراعتون مین لیجایا کرتے تھے۔ ندی کے وسط مین ہمیشہ مقدار معین کے ساتھ پانی بہرا رہتا تھا۔ چادر گھاٹ طغیانیون کے صدمہ سے ٹوٹ گیا اسوقت ظاہرہ دیکھنے کے لئے اوسکی کچھ علامت باقی رہگئی ہے

کوہ ہلال

یہ ایک پہاڑ ہے جو قصبہ بیر سے دا‌گنی ہکے طرف تقریباً (۴) میل کے فاصلہ پر قدرت کا نمونہ دکہلا رہا ہے۔ زمانہ سابق مین مسلمان ہلال کو اسی پہاڑ پر سے دیکھا کرتے تھے۔ اس مقام سے کسوف و خسوف کی بھی اچھی حالت نظر آتی ہے سرکار انگریزی کے بڑی بڑی

عہدہ دار بھی یہان آتے تھے چنانچہ ۲۸ رشعبان ۱۳۱۵ھ کو جو سورج گہن ہوا تھا احمدنگر
سے ایک انگریزی عہدہ دار یورپین اس پہاڑ پر آیا اور اوس نے آلۂ عکسی سے
سورج گہن کی تصویر کھینچی تھی۔ اس پہاڑ پر قدیم حصار کی علامت پائے جاتی ہے اور
ابتک پایہ کہودا ہوا موجود ہے لوگ کہتے ہین کہ وہان قلعہ طیار ہورہا تھا لیکن نا تکمیل
پڑا رہا۔ مگر ہم کو اسکا پتہ نہین ملا کہ اوس حصار کا کون بانی تھا۔ اور عموماً لوگ اس
پہاڑ کو کولا بائی کا پہاڑ کہتے ہین بہرحال یہ ایک ایسا مقام ہے جو اس تاریخ مین اوسکا
ذکر کرنا لازمی تھا افسوس کہ اوسکی صحیح کیفیت معلوم نہ ہوسکی۔

رود بنیسرا۔ اور اوسکی طغیانی ۱۲۵۱ھ

یکشنبہ۔ جمادی الاول کے ۲ اتاریخ ۱۲۵۱ھ مین رات کے (۸) نبجے بارش
کی آمد ہوئی اور اس شدت سے تمام رات پانی پڑتا رہا کہ رود بنیسرا کو پر زور طغیانی
شروع ہوگئی اور دفعتاً پیمانہ بھی ڈوب گیا اوسکا ڈوبنا ہی تھا کہ ہر طرف سے فرار
فرار کا شور وغل اٹھا۔ طغیانی کی ستم خیز موجین پیہم آنے لگین اکا (بیستاخس ون
ساعہ) کی صدا بلند ہوئی۔ اور اوس طغیانی کے ہر ایک موج سے بہاگنے والون کے
پیر بندہے جا رہے تھے (لن ینفعکم الفرار من الموت) کا مصداق صادق آتا تھا۔
طغیانی کیا تھی گویا طوفان نوح تھا یا یہ کہا جاسے (ان زلزلۃ الساعت شئی عظیم)
کی پوری مثال تھی۔ اور (فارسلنا علیہم الطوفان) کا کامل مضمون ادا ہورہا تھا
اس طغیانی مین عمارات قدیم وآثار متبرکہ حسب ذیل کو بہت بڑا صدمہ پہونچا۔
(۱) حضرت شاہ شمس الدین قدس سرہ کے روضہ منورہ کا برج اور تمام سنگین چھپا
ٹوٹ گئی۔
(۲) کوتوالی دروازہ کا سا گوانی کواڑ ٹوٹ کر موضع ایک درہ تعلقہ منجلہ گانون تک

بہتا چلا گیا تھا۔

(۳) کوتوالی چاوڑی کا پایہ سے اکھڑ گئی تھی اور وہان تین چار تاڑ برابر عمیق غار ہوگیا تھا

(۴) حضرت معمور شاہ متیضی القادری کے روضہ منورہ کا گنبد نقار خانہ مسجد جو نہایت مضبوط اور سنگین بنی ہوئی تھی پایہ سے اکھڑ گئی اونکا پتہ ونشان تک باقی نہ رہا۔ درختان پیپری و بڑ و نیب جو نہایت پایدار تھے وہ بھی جڑ سے بہ گئے۔ صرف باؤلی ظاہرہ دیکھنے کے لئے باقی رہ گئی تھی۔

(۵) شاہ منور قادری کے روضہ منورہ کے منیار اور شاہ سجن و شاہ سجن قدس سرہما کے قبور کی قدیم تعاونیہ تباہ ہوگئے۔

(۶) حضرت شیخ ابراہیم و بادشاہ صاحب و حجرۂ حضرت محبوب سبحانی و سید رضی الدین مکی و برہان الدین مجذوب و اسد اللہ سہاگی کے روضہ ہائے منورہ طغیانی کے تلاطم مین بالکل ڈوب گئے تھے۔

(۷) سلطان باغ کا مشرقی چبوترہ اور چادر گہاٹ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہوگیا۔

اس طغیانی کے حادثات کو شاہ اسمعیل قادری المتخلص (واقف) نے اپنے طعزاد خمسہ مین خوب بیان کیا ہے زبان اوس خمسہ کی غیر محاورہ اور پرانی اردو ہے لیکن پردد بینیرا کی طغیانی کا پورا سمان دکہایا ہے۔

لہکریہ کا دیول - اوس کا انہدام ۱۲۵۹ھ گائے کا ذبح ہونا - اسلام کے موبدافسر

لہکریہ - ایک بڑا اسمتول ہندو تھا - اس نے قصبہ بیر کے اندر جونہ بازار کے شارع عام سے جانب شمال کوچہ بہنڈار واڑی مین ایک دیول نہایت بالا و بلند بنوایا۔ جب اس دیول پر اوس کے مذہبی لوگ چڑہتے تھے تو اوس کے اطراف معزز مسلمانون کے گہر دن

مین مدنظر ہوا کرتی تھی ۔ مسلمانون نے اوسکو بارہا تاکید کی کہ لوگ اس دیول پر نہ چڑہا کرین لیکن دولت کی نشہ نے اوس کے دماغ کو خراب کر دیا تھا مسلمانون کا رو کنا سود مند نہ ہوا اور مخالف مذہب کے لوگ مذہبی پیرایہ سے دیول پر چڑہکر عمداً تعصب مذہب کو ظاہر کرتے تھے ناگزیر مسلمانون کے قلوب مذہبی تعلقات پر برانگیختہ ہوگئے جمعہ کے دن مذہبی دلاورون کا جوق جوق فراہم ہوگیا اون لوگون نے مذہبی جوش کے ساتھ سبز پھریرہ بلند کیا اور طبل جہاد پر چوب لگائی ۔ جانی میان نقارچی نے شہنائی سے یہ صدا گنجائی کہ (خدا تو مسلمانون کی شرم رکھ) اس آواز نے مسلمانون کے خون کو پرجوش کر دیا ہر طرف سے دیول پر حملہ شروع ہوگیا گو اوسوقت کٹر رے راجپوت محافظت دیول کے لئے باسلح تھے مگر انہین اپنی عزیز جان کو بچا کر بہاگنا پڑا ادہر مسلمانون کے زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور سید ہے دیول کے اندر جاگہسے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور اوسیدم گاے کو ذبح کر کے اوسکا خون تمام دیول مین چہڑکدی ہندوون کی حسرت بھری آنکھین تکتی رہگئین ۔

ہنود اسلامی سلطنتون مین ہمیشہ سے مطیعانہ رہے ہین اوسلطانون کی عام اطاعت سے اسلام نے انہین آزادانہ حقوق بخشے ہین کون مسلمان ہے کہ اوس نے اون کے مذہبی حقوق کی واجبی حفاظت نہین کی اگر ایسی حفاظت نہ ہوتی تو ہندوؤن کو ایک دن بھی مذہبی امن سے نہ گذرتا ناگزیر اون کو مسلمانون کا پڑوس تو کیا حدود اسلام سے مفارقت کرنا پڑتا غرضکہ یہ ہندوؤن کو نہ چاہئے کہ دریا مین نہنگون سے دعوی کرین اور خوابیدہ آگ مذہبی کو بیدار بنائین اسلام اپنے نفس ناطقہ سے خطاب کرتا ہے (ما آبگینہ ایم تشویم از شکستہ تیز و آزار یابد آنکہ بود در شکست ما) اگر لہکر یہ جی پنڈت اپنے مذہبی گروہ کو دیول پر چڑہنے سے روکدیتا تو تذلیل مذہب کا آزار کیون اٹھاتے

مولوی میر قربان علی صاحب قصبہ سانگانون تعلقہ آنبہ جوگائی ضلع بیر کے رہنے والے

میر قربان علی | اور امیر نواز جنگ بہادر کے مشہور شعرا مین سے تھے۔ انکی وفات ۵ ا ماہ رمضان سنہ ۱۲۸۳ھ مین ہوئی اور اپنے امیر بہادر کے مقبرے مین دفن کئے گئے۔ انھون نے اس دیول کے انہدام کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے۔

شکر للہ شد نصیر الدین حسین	باد یارب باش حافظ مصطفےٰ
یعنے در تبخانہ سر کار بیر	گاوکشتہ بت شکستہ بر ملا
سال عذرش از رہ فکر سلیم	یافت قربان علی د تبخانہ را

۱۲۵۹ھ

ان اشعار کے مصرعہ اول و دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہبی معاملہ مین مسلمانو کے موئد (۴) افسر تھے جن کے نام اور سنہ ولادت اور سند عطیہ عہدہ سرکاری اور ہر عہدہ کا فرض منصب و سنہ وفات و مقام مدفن ہم حسب ذیل بیان کرتے ہین۔

قاضی محمد شکر اللہ | یہ پہلے افسر ہین جو شکر اللہ سے انھین کی تعبیر لیجاتی ہے۔ آپ سنہ ۱۱۸۵ھ مین پیدا ہوئے ۱۵ رجب سنہ ۱۲۰۰ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے پرگنہ بیر کی منصب قضا آپ کو عطا فرمایا تھا جسکی رو سے آپ احکام شرعیہ کو بڑی عظمت و شان کے ساتھ نافذ کرتے تھے وفات اونکی ۱۴ رجب سنہ ۱۲۷۹ھ مین ہوئی قبر انکی اندرون حصار چہار دیواری روضہ شاہ کوچک ولی قدس سرہ جانب شمال متصل تالاب محاذی سرانہ روضہ منورہ واقع ہے

محمد نصیر الدین | یہ دوسرے افسر ہین جو نصیر الدین کے صاف لفظ سے محتسب مراد ہین ۵ محرم سنہ ۱۲۴۱ھ مین راجہ چندو لال بہادر نے قصبۂ بیر کا منصب احتساب آپ کو سرفراز فرمایا تھا جسکی رو سے آپ شرابیون کی تنبیہ اور تارک صوم و صلوٰۃ کا زجر اور اوزان و مکیال کی تعدیل اور ماہ صیام مین مرتکبین افعال کبائر کی سزادہی کے لئے بہت سے پیادے ہمراہ لیکر گشت کرتے تھے وفات آپکی ۱۱ ذیحجہ سنہ ۱۲۸۴ھ مین ہوئی قبر انکی شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے جوار رحمت مین ڈونگری مسجد کے روبرو ٹیکری پر واقع ہے۔

شاہ حسین نقشبندی | یہ تیسرے افسر ہین جو لفظ حسین سے خاص آپ ہی مقصود ہین۔ آپ نہایت

بڑے عالم اور اتقیائے روزگار مین سے تھے۔ زہد و تقوی کے علاوہ حسن وجمال بھی خداداد تھا۔ وفات آپکی ۱۲ محرم ۱۲۹۱ھ مین ہوئی مزار آپ کا موضع نیکنو طرف بالا گھاٹ مین زیارتگاہ خلایق ہے۔ اسوقت اون کے مسند خلافت پر اونکے خلف الصدق جناب شاہ ضیاء الحق صاحب ضیاء الدین نقشبندی جلوہ آرا ہین

حافظ غلام مصطفٰی خان یہ چوتھے افسر ہین جو حافظ مصطفٰی سے انہین کے طرف اشارہ ہے۔ آپ بریلی ضلع پیلی بھیت کے رہنے والے قوم کے خویشگی تھے۔ ۱۲۸۲ھ مین ضلع بیدر کے تعلقدار ہوے۔ اور ۲۱ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۳ھ مین انتقال کئے قبر انکی قلعہ بیدر کے روبرو واقع ہے۔ لیکن آپ کے فرزندان و متعلقان دنبالۂ ان ایک مدت سے قلعہ بیر مین متوطن ہین بلکہ آپ کے نام سے حافظ جی کی گلی قصبہ بیر مین مشہور و معروف ہے۔

سنی و شیعہ کا مذہبی فساد عشرۂ محرم ۱۳۰۶ھ

اس مذہبی فساد کا ملخص واقعہ یہ ہے کہ ۱۳۰۶ھ کے ماہ محرم مین محکمہ نظامت دیوانی ضلع بیر کے میر منشی امداد حسین خان نے مرثیہ خوانی کی مجلس قایم کی اور کامل عشرہ تک مرثیہ خوانی ہوتی رہی مگر ۱۱ محرم سنہ مذکور کے ۱۲ بجے رات کو بانی مجلس اور اون کے امامیہ گروہ نے حضرت (علی اصغر) کی فرضی نعش مکان سے باہر لاکر ماتم کرتے ہوے رود بنسرا مین ڈالدی چونکہ سنیون کی آنکھین اس نئی رسم سے ناآشنا تھین اپنے مذہب کے مخالف آئین کی وجہ سے پرجوش ہوکر اوس نعش کو ندی مین سے نکالکر سیدہے ضلع بیر کے اول تعلقدار ریاض الحسن صاحب مرحوم کے اجلاس پر لیگئے تعلقدار صاحب باوجودیکہ قصر حکومت مین آرام کر رہے تھے عموم بلوہ سے باہر نکل آئے سنیون نے باتفاق میر منشی صاحب کے پیر مین بیڑیان ڈلوانے کی

استدعا کی تعلقدار صاحب کو اس سخت اور تنگ حالت مین اس امر کا فوری تصفیہ کرنا مشکل ہو گیا اونکا تامل کرنا ہی تھا کہ گروہ شیعہ کو یقین ہو چکا کہ عنان حکومت ہمارے اختیار مین ہے اس مجرد بھروسہ پر اکبر علیخان امین کو توالی تعلقہ بیر کے بھائی مردان علی خان نے کمر سے تلوار کھینچکر محمد خان سوار پولس کو زخمی کر دئے اگر اوسکے طرفدار سینہ سپر نہوتے تو وہ تہ تیغ ہو چکا تھا۔ اور ساتھ ہی اون طرفداردن نے مردان علیخان کے طرف مڑکر ہتیار سنبھالا اور اونکو بھی زخمی کر دیا اگر وہ اس زخم سے بیہوش نہ ہوتے تو اور اونپر تلوار کے وار چلتے ان دو کا زخمی ہونا ہی تھا کہ مذہبی جوش مین قصر حکومت کے اطراف تمام قلعہ کا میدان لٹ اور تلوارون سے چمکتا نظر آنے لگا اس اثنا مین سکھون کی قطعی مخالف جمعیت انتظام کے لئے آپہونچی لیکن حضرات سینہ اون کے سلح پوشی اور مخالفانہ بات چیت سے چونک پڑے اور عام خلقت کی نگاہ بدل گئی شجیعان عروب کی ایک وسیع جماعت مذہبی تعلقات کی حفاظت پر آمادہ ہو گئی۔ دو مخالف مذہب یعنے سکہ و عروب کے مکھبھیڑ نے سب کے ہوش پراگندہ کر دیا تھا احتیاط کیلئے تعلقدار صاحب نے امداد حسین کے پاؤن مین بیڑیان ڈلوا دین اگر اوسوقت یہ انتظام نہ ہوتا تو مذہب اپنی مخالفت کا بہت بدنما اثر دکہاتا یہ انہین تعلقدار صاحب کا بلند حوصلہ تھا جنہون نے ایک مہلک فساد مذہبی کو فریقین کے باہم رضامندی پر مٹا دیا اگر فریقین مین مصالحت نہوتی تو کٹ مرنے کا یقین کسکو نہ تھا خدا نے بڑا فضل کیا۔

رود بینسرا۔ اوسکی طغیانی ۱۳۱۳ھ

یہ طغیانی ۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کی رات کے آٹھ بجے کے قریب عشا کے ابتدا اور مغرب کے اختتام پر بہت ہی زور سے ہوئی پہلے تو کنارون کے نیچے ہی

نیچے پانی تھا۔ مگر سیلاب جنمین غضب کی شورش تھی اور بلا کا زور یہ صاف بتا رہے تھے۔ کہ ہمارے پیچھے آنے والی موجین اور ہی سامان لا رہے ہین تماشائی گھر بھی نہ پلٹنے پائے تھے کنارے قریب لبریز ہو پہنچے (پیمانہ) کے نگہاندار پیمانہ ہی کا پتہ ڈہونڈ رہے تھے۔ قندیلون کی جھلملی روشنی نے دکہا دیا کہ ایک ہاتھ پیمانہ باقی ہے۔ مگر منٹون ہی مین یہ بھی غائب ہوگیا۔ راج گلی مین کھڑکی سے آیا ہوا بہا لو پانی کھڑا تھا۔ لوگون نے جو پہلی شام کے سبب جاگ رہے تھے ہوشیاری یہ کی کہ مکانون کو معہ سامان خیر باد کہہ کے نکل پڑے جس جگہ کو اپنے قیاس مین امن سمجھا ٹھیر گئے خام مکانون کی بری گت ہوئی کہ گر گر کیچڑ کی ڈھیر بن گئے۔ دہلی دروازے پہ اس بلدے بے ہنگام کا اس سبب سے وفور تھا کہ ایک جانب سے خود ندی کا پانی بڑہتا ہوا بارہ دری سے آگے بڑھ گیا تھا اور ادہر سے بشیر گنج کا پانی اور بھاون نالون نالیون سے ملکر دو دریاؤن کے سنگم کی طرح باہم بغلگیر تھا۔ بنجارگلی مین بھی کمر برابر پانی بھرا تھا خاص باغ کے قریب کا طویلہ بہ گیا اس محلہ کے لوگ تحفظ جان کی غرض سے قلعہ مین بھرے پڑے تھے مومن پورے مین بھی اس پانی کا خوب عمل تھا۔ جہانتک قریب ندی کے مکانات تھے ڈوب گئے۔ ادہر پیٹھ مین تو سیدہا دروازہ سے گذر کر محبوب گنج تک پہونچ گیا تہا موچیون کے گھر صاف ہوگئے نام کو مٹی کی ڈہیرین باقی رہگئین چونکہ سطح مشرقی پیٹھ کسیقدر بلند ہے لوگ ادہر بھاگ گئے اگرچہ جانون کی خیر رہی۔ مگر مالی نقصان ہزارون ہی کے تخمین سے ہوا بارہ بجے کے قریب مشیت ایزدی منعطف العنان ہوئی وہان سے درگذر کر مہر کے طرف رخ کیا پانی کو اُتار شروع ہوا اطمانیت وحشت کے عوض دلونمین اترنے لگی خانہ بدوش گھبرائی ہوئی خلقت اپنے اپنے اجڑے اور آباد گھرون مین واپس آئی۔ جن کے مکانات سلامت تھے وہ تو آدہی رات کے تہکے ماندے بسترون پر لیٹ گئے۔ جن کے مکانات زمین گیر ہوئے تھے انہین تو آسمان سایہ اور زمینی

فرش نصیب ہوا۔ اپنے لخت جگرون کے سرہانے پارہ ہاے گلی رکھکر سولا دیا مگر بے چینی سے پڑے رہے۔ غرض رات مخدوش حالت سے گذری معمر اشخاص اس طغیانی کو سنہ ۱۲۵۱ھ کی طغیانی سے زیادہ زور دار تبلاتے ہین۔

تند ہوا۔ اوسکا صدمہ سنہ ۱۳۱۳ھ

یہ ہوا ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۳ھ کی ۱۲ تاریخ پنجشنبہ کے دن ساڑھے چار بجے دفعتاً خاص قصبۂ بیر مین اس زور سے چلی کہ بڑے بڑے درخت تقریباً ڈھائی ہزار سے زاید گر پڑے۔ اور نفخ صور کی اندیشناک تصویر آنکھون مین جمگئی سقلوب اپنے مقام سے ہل گئے۔ گو اس تند ہوا کا صدمہ ۱۵ ہی منٹ رہا ہوگا مگر اس اثنا مین پانی کی کالی گھٹا کڑکتے بجلیون سے اسقدر پھیل گئی کہ زمین و آسمان مین پانی کا دریا نظر آرہا تھا۔ تاہم خلق مین تشویش اور دعاؤن کے ارادے مستقل ہوگئے تھے۔ جناب باری نے بہت جلد اپنا فضل فرمایا مگر صدمہ زیادہ ہونے کا کسے یقین نہ تھا۔ قدرت کے کامون پر کون مطلع ہوسکتا ہے۔ (حیف بران خاطر غفلت شعار۔ کہ غبرتے نگرفت ازین کارزار)

پانچوان مقالہ

قصبۂ بیر۔ اور یہان کے مقدس اولیا اونکے حالات سنیہ۔ و مقامات و انفاس قدسیہ

محققان دقایق بشائر و اخبار و مدققان حقایق بصائر و آثار و سالکان مناہج شرعیت و طریقت و مقتبسان لوامع نور معرفت و حقیقت کو روشن ہو کہ قصبۂ بیر کے مقدس زمین نے بڑے بڑے پاکبازان طریقت و ارباب حقیقت و اکابران معرفت کو اپنی نورانی آغوش مین چھپا رکھی ہے۔ لیکن اون کے متنازلات و مواصلات قلبی و قالبی و سری

وروحی و معرفت نفس و روح اور مدارج خلوت و وصال حقیقت کا رتبہ آفتاب سے زاید روشن اور بر ظاہر ہے - اگرچہ وہ ظاہرہ یہین کے قبرستانی آبادی مین آرام کر رہے ہین مگر اون کے برگزیدہ ملفوظات اور ستودہ اقوال اپنے صادق ارادتمندون کے طرف مخاطب کر کے اپنے ریاض احوال کی خوشبو دار ہوا سے اون سچے طالبون کے جان شام کو معطر کر رہے ہین خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے ان بزرگان دین کے مقامات و انفاس قدسیہ و حالات سنیہ کا ذکر کیا اور خود سنا اور دوسرون کو سنایا -

میرے اس مقالہ کی تحریر کی ہر ساعت سراپا خیر اور باعث نزول رحمت الٰہی ہے (عند ذکر الصلحا تنزل الرحمۃ) اور مین ان بزرگان دین کو اپنی فلاح اور نجات کا وسیلہ گردانتا ہون (نفعنا اللہ بمحبتھم و رزقنا الاقتداء بسیرھم) سچ ہے کہ اوس روز انہین پیشوا اون کے ذریعہ سے نجات ہوگی اور کوئی مال یا اولاد کام نہ آدینگے (یوم لا ینفع مال ولا بنون) آخرت کا معظم ذریعہ ہے تو انہین بزرگان دین کی معرفت ہے - اب مین اون بزرگان و صوفیان و پیران و واصلان کامل و مقربان حضرت جلال کا ذکر کرتا ہون جو قصبہ بیر مین سیکڑون برس سے لیٹے ہوے ہین - پہلے مجھے لازم ہے کہ اون حضرات کا مشربی جداگانہ لمعات قرار دون تا ہر ایک طریق کے بزرگون کی نورانی تصویر جداگانہ لمعات سے چمکتی نظر آئے اسلئے یہ پانچوان مقالہ حسب ذیل (۹) لمعات پر شامل کر دیا گیا ہے -

لمعات

تعداد لمعات (۹) ہر ایک کی تفصیل

پہلا لمعہ - حضرات قادریہ کے بیانمین
دوسرا لمعہ - حضرات چشتیہ کے بیانمین
تیسرا لمعہ - حضرات سہروردیہ کے بیانمین
چوتھا لمعہ - حضرات نقشبندیہ کے بیانمین

پانچوان لمعہ ۔ حضرات رفاعیہ کے بیانمین ساتوان لمعہ ۔ حضرات شطاریہ کے بیانمین
چھٹا لمعہ ۔ حضرات مداریہ کے بیانمین آٹھوان لمعہ ۔ حضرات مجاذیب کے بیانمین
نوان لمعہ ۔ اون بزرگان دین کے بیانمین جنکے طریق کا احوال معلوم نہین ہوا

پہلا لمعہ

قادریہ خاندان ۔ اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت سید رضی الدین مکی

حضرت سید رضی الدین مکی قدس سرہ العزیز مکہ معظمہ کے رہنے والے اور وہان کے عالی نسب سادات سے تھے آپ کو خاندان قادریہ سے بیعت وخلافت حاصل تھی ۔ علوم ظاہری وباطنی کو علمائے دین ومشایخین مکہ سے حاصل فرمایا تھا آپ کی صدق وصفائی ایک منہم بالشان عظمت رکھتی تھی ۔ آپ شاہ محمود صدیق مخدوم انصاری حضرموتی ثم الپاتری کے ملاقات جسمانی کے واسطے دائرعرب سے نکلکر دکن مین رونق افروز ہوئے ۔ قصبہ بیر مین پہونچنے کے بعد آپنے یہ سمجھلیا تہا کہ آپنے ہمراہ طلبا اور ارادتمندون کا بہت بڑا گروہ ہے شاہ محمود کو لوازم مہانداری مین بڑی دقت اٹھے گی اور سردست مہانداری کے مراسم طے نہو سکین گے اسلئے پیش ازپیش اطلاع کے لئے حاجی مکی کو آپنے مخدوم کی خدمت مین روانہ کئے ہنوز حاجی مکی پاترو تک نہین پہونچے تھے کہ مخدوم کا انتقال ہوگیا اور ادہر آپ کے جمال آرا چہرے پر بیقراری کے آثار نمایان ہونے لگے آپ آہستہ دھیمے کے ساتہہ نہایت اضطراب سے (انا للہ) پڑہتے جاتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ مخدوم کی جسمانی ملاقات کی تمنا دل ہی مین رہگئی ۔ ایک روز بالکل بر داشتہ خاطر ہوے اور دکن کے دائرہ وحشت سے باہر نکل جانے کی فکر کی لیکن باباکوچک قدس سرہ نے آپ کو

بہت تسکین دلایا اور یہ کہا کہ آپ اپنے قیام ابدی سے قصبۂ بیر کو رشک چمن فرمائی
بابا کو چپ کے پر اثر کلام نے آپ کو ایسا مطمئن کرایا کہ یہین کے پیوند خاک ہوگئے۔
وفات آپ کی ۲۷ ربیع الاول ۹۰۰ھ مین ہوئی روضہ[1] آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب
جنوب رود بینسرا مین بلند چبوترے پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔

حاجی مکی حاجی مکی آپ کے مریدون مین سے بڑے زبردست طالب علم اور مرشد کے
نہایت اطاعت گزار صاحب کشف وکرامات تھے۔ مرشد کے حسب الحکم قصبۂ بیر سے
جانب پاترڈ روانہ ہوے اور جب موضع لودل مین پہونچے وہان حاجی مکی کو معتبر خبر
موضع لودل کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا کہ شاہ مخدوم کا انتقال آج ہی کے روز ہوچکا
ہے۔ اس خبر نے حاجی مکی کو بالکل بے تاب کردے حاجی مکی بھی اپنی زندگی سے مایوس
ہوکر کہنے لگے غالبًا اب میرا وقت پورا ہوچکا اس واقعہ کے دو تین دن کے بعد انکا
انتقال ہوگیا اور موضع لودل مین مدفون کئے گئے۔ موضع لودل قصبۂ پاترڑ سے تقریبًا
(۱½) کوس کے فاصلہ پر جانب غرب آباد ہے۔

(۲) حضرت شیخ ابراہیم

حضرت شیخ ابراہیم قدس سرہ العزیز نواح ہندوستان سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے
اوقات آپکی عبادت الٰہی مین صرف ہوا کرتی تھی۔ قایم اللیل صایم الدہر رہا کرتے۔ قناعت
اور توکل کے بڑے پابند تھے۔ خلوت کو مرغوب اور اظہار کرامت کو بُرا سمجھتے تھے
وفات آپکی ۱۳ صفر ۹۰۶ھ مین ہوئی۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب متصل
مومن پورہ رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خاص وعام ہے مولف ریاض الابرار لکھتے

[1] روضہ بمعنی باغ ومرغذار اور یہان اوس سے مکان قبر شریف مراد ہے جسمین فیض ورحمت الٰہی کے پھول بھرے رہتے ہین
نظم۔ خاک تربت کہ باگلت آمیخت ٭ ابروے زمین روضہ بریخت ٭ ہر گیاہی کز ان زمین خیزد ٭ نافہ در جیب یاسمن ریزد

ہین کہ موضع نیکنور پٹہ بالاگہاٹ مین آپ کا (چلہ) مشہور ہے لوگون نے آپ کے تبرکات
وہان لیگئے تھے میران سید عبدالقادر حضرت میران سید عبدالقادر قدس سرہ العزیز
بغداد کے عالی نسب سادات حسینی الحسینی۔ اور حقایق علم لدنی و دقایق طریق قادریہ مین فائق
علی الاقران تھے بغداد سے مکہ معظمہ کو واسطے حج اور مدینہ منورہ کو زیارت کے لئی نہضت
فرماکر عراق عرب وعجم سے گذرتے ہوے قصبۂ بیر مین تشریف لائے اور آپ کے فضائل
نے شہرت پکڑی۔ ارادتمند خدمت مین حاضر ہوا کرتے اور فوائد کثیر کو آپ سے سنتے۔
انتقال آپ کا مرض الموت سے ہوا لوگون نے آپ کو قصبۂ بیر کے باہر پاپناس کے متصل
دفن کئے۔ آپ کے روضہ رضیہ کے قریب جو مسجد ہے اوس کے لئے معظم شاہ نے
۱۴ محرم ۱۰۳۶ھ مین سید اسمعیل ولد نور محمد موذن کو ۵۰ بگیہ زمین عطا کئے تھے اور اوسکے
پہلے اس مسجد کا موذن اور روضہ منورہ کا خادم ملا غازی تھا اور مجاوری کی خدمت کیلئے
ملا غازی کے نام پاپناس کے ۱۲ درخت آم مقرر تھے۔

(۳) حضرت سید شاہ منور

حضرت سید شاہ منور قدس سرہ العزیز شاہ دور علاقہ پنجاب کے رہنے والے
اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین قصبۂ بیر کو تشریف لائے۔ خاندان قادریہ مین اپنے
والد سید نور قادری پنجابی سے بعیت وخلافت حاصل کئے تھے۔ خلافت کا حرقہ پہنکے
بعد بھی بڑے بڑے صوفیان کرام سے استفادہ حاصل کئے تھے آپ کو دست غیب کا
عمل بھی یاد تھا۔ آپ کا باورچی خانہ شبانہ روز گرم رہتا سیکڑون مسافر اور بستی کے
باشندے آپ کے دسترخوان پر کھانا کہاتے تھے۔ خصوص ربیع الاول کے بارہ دن
اور ربیع الثانی کے گیارہ روز پلون سے بخت ہوا کرتا تھا اور اس عام دعوت مین
بیشمار آدمی خوب سیر ہو کر کہاتے تھے۔ دعوت اور اوسکے تمام سامان اور ضروری

چیزین بازار سے سب نئے مول لائے ہوتے تھے معتقدین کھانا طیار کرتے تھے باوجود اس اصراف کے آپنے کبھی کسی سے نذرانہ نہین لیا وفات آپ کی ۷ رجادی الثانی ۱۳۰۹ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق متصل سرار و دبنیلہ کے قریب زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

(۴) حضرت شاہ دیوان

حضرت شاہ دیوان تیزروان قدس سرہ العزیز کچھ سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے آپ کا دستور تھا کہ ہمیشہ فقرا کو جمع کرکے بہنڈارہ کرتے تھے۔ ایک دن موافق معمول کے بہنڈارہ کئے اور بہت سے فقرا حاضر تھے مالیدہ کے تقسیم کے وقت ایک درویش کا کشکول جو متھرا کا نہایت خوبصورت بنا ہوا تھا کسی مسرف فقیر کے دھکے سے اسکے ہاتھ مین سے گر پڑا اور ٹوٹ گیا درویش نے بڑے حسرت کے ساتھ دردناک آواز نکالا۔ آپنے اوس درویش کو اپنے نزدیک بلاے اور فرمایا افسوس مت کرمین ابھی تیرے کشکول کی طرح دوسرا کشکول متھرا سے لادیتا ہون اس بات نے تمام فقرا کو متحیر بنادیا اور آپ باوضو ہوکر مصلے پر دوگانہ ادا کئے لوگون کو اپنے واپس آنے کے انتظار مین ٹھیرایا اور متھرا کی طرف چل نکلے کچھ دور جاکر نظرون سے غائب ہوگئے کچھ دراز عرصہ نہین گذرا تھا کہ ایک کشکول اوسی کشکول کے شبیہ پیڑون سے بہرا ہوا لاکر درویش کو دیئے وہ تو حسرت سے بہولا جاتا تھا مگر تعجب اس بات کا رہا کہ یہ تیزروانی کیسی پہر تمام فقراؤن کو متحقق ہوگیا کہ طے الارض کی قوت اور اوسکی مقدس وصفت منجانب اللہ آپ مین موجود ہے۔ اوسی روز تمام فقرانے ملکر آپ کو (تیزروان) کا خطاب دیا۔ آپکے وفات کی تاریخ ہمکو دستیاب نہین ہوئی۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب متصل پیر معاملہ بر محلہ کے قریب بوسہ گاہ خلایق ہے۔

(۵) حضرت شیخ کریم اللہ

حضرت شیخ کریم اللہ قدس سرہ العزیز بنال[۱] کے رہنے والے اور اپنے والد شیخ اسمعیل قادری کے خاندان قادریہ مین مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے والد کے فیضان صحبت سے جمیع فضائل وکمالات معنوی مین سرآمد افاضل اعصار ہوگئے تھے۔ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے آصفجاہ بہادر کے لشکر کی طرف چلے گئے مگر مراجعت کے وقت بیمار ہوئے اور جالنہ مین پہونچکر ۴ ر رمضان ۱۱۶۵ھ کو انتقال کئے آپ کے ارادتمندون نے جالنہ سے آپ کا تابوت لاکر قصبۂ بیر کے باہر مومن پورے کے چوک مین ۷ ر رمضان سنہ مذکور کو دفن کیا۔

(۶) حضرت شیخ عبد القادر

حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ العزیز قصبۂ بہوم کے رہنے والے اور شیخ کریم اللہ بن شیخ اسمعیل قادری بنالی کے متبنے تھے۔ قصبۂ بہوم سے بنال کو جاکر حضرت شیخ عبد الرزاق بنالی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ایک مدت تک اون کی خدمت کی اور مراتب سلوک طے کرکے خاندان قادریہ مین خرقہ خلافت کا پہنا۔ بعد حصول خلافت بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ مومن پورے مین مکان مول لئے یہان مدت العمر شبانہ روز عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے اور عام قبولیت حاصل ہوگئی تھی۔ باوجود ہجوم خلایق کی اوقات مقررہ مین فرق نہ آیا۔ صرف سائلون کا جواب دینے بغیر درست بات نہین کرتے تھے۔ اور یہ فرماتے تھے کہ اگر مین سائلون کا جواب نہ دونگا تو آخرت مین پوچھا جاؤنگا اور نیز یہ بھی ارشاد کرتے تھے کہ نعمت بدون محنت ومشقت کے حاصل

---

[۱] (ن ب ا ل) لیکن ب مشدد ہے لوگ یہ کہتے ہین کہ یہ ایک قصبہ ہے گلبرگہ کے نواح مین ہڈگی کے جنکشن کے قریب دودنی سے (۲) میل کے فاصلہ پر ۱۲۔

نہین ہوتی مگر اوس محنت کے ساتھ مرشد بھی شفیق ہو۔ آپ بابا کو چک کے ایماء سے
جو انہین عالم رویا مین ہوا تھا قصبۂ بیر مین ابدی قیام فرمایا ورنہ وہ یہان پر بہت برداشتہ
خاطر تھے عمر آپ کی ۸۰ سال کی تھی انتقال آپ کا ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۶۳ھ مین ہوا۔
روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب مومن پورے مین زیارتگاہ خاص و عام ہے
آپ کو عموماً قادر بادشاہ اور آپ کے جانشین فرزند بادشاہ ولی مرحوم کو بادشاہ صاحب
کہتے ہین۔

(۷) حضرت صوفی شاہ

حضرت صوفی شاہ قدس سرہ العزیز صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے رہنے والے
اور حضرت شاہ سراج قادری اورنگ آبادی کے مرید خلیفہ تھے۔ آپ کو علوم تصوف
منطق۔ معانی۔ تفسیر۔ حدیث۔ ادب مین بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ آپکی علمی ترقی
کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا آپ کو بڑے بڑے اہل علم کی صحبت میسر آئی تھی۔
قصبۂ بیر مین آنیکے بعد یہان کے اکثر لوگ اون کے معتقد ہو گئے تھے ۱۱۹۵ھ
مین حافظ قرآن ہوے۔ دیوان کاظم زبان اردو مین آپنے بہت عمدہ تصنیف کیا ہے
تخلص آپ کا (کاظم) تھا۔ تصنیف وتالیف کے طرف بہت مایل تھے۔ طلبا کو
درس تدریس بھی دیا کرتے اور اثنار درس مین افادتاً بہت سے مفید باتین سنایا
کرتے تھے۔

اب ہم اونکے چند ارشادات بیان کرتے ہین جو انہون نے اپنے طلبا کو فرمایا تھا۔
(۱) علم و درہم کی فضیلت مین (۲) باپ و استاد کے تفوق مین (۳) انسانکی ذاتی
لیاقت کیا ہے (۴) افراد انسانی کے اقسام کتنے ہین ان ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے
(الف) علم و درہم۔ اسکے نسبت فرماتے تھے کہ (شرف الانسان بالعلم والادب
لا بالمال والنسب) علم کو کبھی نقصان نہین آتا۔ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ علم حاصل

کا محافظ ہے - مال صاحب مال کا نگہبان - علم ابد لا آباد کا رفیق ہے - مال صرف حیات تک رفاقت دیتا ہے - علم محتاج نہین - مال علم کا محتاج ہے - علم پیغمبرون کا میراث ہے مال فرعون وہامان کا متروکہ ہے -

(ب) باپ و استاذ - اسکے متعلق کہتے تھے - کہ باپ اپنے بچون کو صرف طعام سے پرورش کرتا ہے اور زمانہ کے ظاہری حوادث سے حتی الامکان محفوظ رکھتا ہے - استاذ اسلام کا راہنما ہوتا ہے اور شاگرد کے باطن کو عذاب الٰہی سے بچاتا ہے - باپ جان کا حافظ - اوستاذ ایمان کا ضامن ہوا کرتا ہے (من تعلم حرفاً فہو مولاہ) شاگرد کی ناقدردانی اور اوس کے اون حرکات پر جس سے اوستاذ کو رنج پہونچتا ہے بہت تعجب کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسے شاگرد ہمیشہ محروم اور بدنصیب رہین گے - شریف اپنے اعمال و افعال صالحہ سے نیک نام رہے گا - رذیل اپنے مذموم صفت سے ہمیشہ بدنام اور اوس سے سوا ے برائی کے نیکی ہرگز سرزد نہ ہوگی -

(ج) انسان کی ذاتی لیاقت - اسکے نسبت فرماتے تھے - کہ انسان بڑا قابل ہے جبکہ اپنی قدر آپ جانے - سخن درحقیقت ایک آبدار موتی ہے جبکہ اپنے جاے پر وقار سے رہے - انسان کی وہی قابلیت ہے کہ منہی عنہ سے نیچے اور امر بالمعروف مین ساعی رہے - اور اپنے کو بجمیع وجوہ خدا پر سونپے - اور حرص و ہوا سے درگذرے سخن کی آبداری وہی ہے جبتک کوئی نہ پوچھے لب کشائی نہ کرے یہی اسباب ہین جو خلایق مین قبولیت عامہ حاصل کراتے ہین -

(د) افراد انسان کے اقسام - اسکے متعلق کہتے تھے - کہ انسان چار قسم پر منقسم ہے (۱) مومن و مسلمان یعنے جو اللہ کے وحدانیت کا دل سے اقرار کرے اور زبان سے بھی کہے (۲) منافق و بے ایمانی یعنے جو اللہ کو دل سے نہ ماننے صرف زبان سے اقرار کرلے یہ لوگ عنداللہ مقہور ہین مگر بظاہر واجب التعظیم ہین (۳) بظاہر کافر بباطن مومن یعنے

اللہ جلشانہ کا دل سے اقرار کرتے ہین مگر زبان سے انکار یہ لوگ عنداللہ مقبول ہین مگر بظاہر کافر اور مستوجب حد ہین (۴) مشرک یعنے جو اللہ جل شانہ کا دل وزبان سے انکار کرتا ہے یہ لکھکر آپنے یہ دعا مانگی تھی (اعوذ باللہ من النار و من شر الکفار و من غضب الجبار العزت للہ والرسول) آپ کا مرقد اندرون حصار چہار دیواری روضہ شاہ کوچک ولی متصل تالاب ایسان کے طرف برج مدور کے قریب واقع ہے۔

(۸) حضرت معصوم شاہ

حضرت معصوم شاہ قدس سرہ العزیز شادورا علاقہ پنجاب کے رہنے والے اور ابی الحیات گیلانی کے بیٹے شاہ قمیص قادری کے اولاد مین سے تھے۔ نسب آپ کا حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتھی ہوتا ہے۔ خاندان قادریہ مین جدی سلسلہ کے روسے لوگون کو مرید کرتے تھے۔ اپنے عمر کے آخر زمانہ مین قصبہ بیر کو اپنے قدوم رشک چمن فرمایا تھا۔ کوتوالی دروازے کے قریب مکان محل لیکر اپنے لیئے گنبد نقارخانہ مسجد بہت نشین طیار کر لے تھے۔ متبرک ذات آپکی انسانی کدورتون اور ذاتی خواہشون سے بالکل منزہ تھی۔ لوگون کو عاجزانہ اور پیارے لہجہ سے ہدایت کرتے اور فرماتے کہ دنیا محض امتحان کی جگہ ہے اپنے نفس کو معطل نرکھے وقت کو ایک لحظہ ضایع نہ ہونے دے حتی الامکان ساعی رہے یہی سعی حقیقت کے دروازے تک پہونچانے والی ہے۔ جو چیز نظر مین آئے فوراً اوسکو دل مین جالے اور اوسکے کنہہ ماہیت پر غور کرے۔ وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔ آجکا کام کل پر نہ ٹلے۔ جو کچھہ ملجاے مغتنمات سے سمجھے۔ صحبت کو نعمت غظمیٰ خیال کرے۔ ابن الوقت ہونا چاہئے۔ (الوقت سیف قاطع) (ہمین است یک سخن در باب دریاب ؛ کہ دایم در صدف گوہر نباشد) اور نیز یہ بیت بھی آپ کے ورد زبان تھی (ربز جنگ باد پاے سبکرو سوار کیست ؛ عمر عزیز ما است کہ برباد میرود)

آپ اپنی وفات کے بعد اوسی بنائے ہوئی گنبد مین مدفون کئے گئے لیکن ۱۳۱۵ھ کی طغیانی
مین یہ تمام عمارات تباہ ہوگئے اب ظاہرہ دیکھنے کے لئے آپ کا صرف تعویذ موجود ہے

(۹) حضرت سید شاہ محمدؒ

حضرت سید شاہ محمدؒ قدس سرہ العزیز مرج تاج گانون کے رہنے والے اور سیدہ شاہ حسن
عبدالقادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے مرشد کی خدمت مین رہے چند سال کی محنت دریاضت
وعبادت مین تکمیل کو پہونچکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ موضع سیندری تعلقہ بر بیڈہ
مین آپ کے فرزند سید شاہ برہان الدین اور موضع نیکنور بالاگھاٹ مین آپ کے پوتے
سید شاہ حسین قدس سرہا بہت مشہور و معروف ہین اور اون کی نورانی مزار دن پر
انوار الٰہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق عیدگاہ کے
قریب ایک بڑے سنگین چبوترے پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔

(۱۰) حضرت مکرم علیشاہؒ

حضرت مکرم علیشاہ قدس سرہ العزیز بڑے عارف کامل ذاکر شاغل درویش تھے
خاندان قادریہ مین بیعت و خلافت حاصل تھی۔ ابوالمظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی نے
۸ روپیہ اور سو بیگہ زمین اس تفصیل کے ساتھ بارگانون مین (۹۰) بیگہ باقی (۱۰) بیگہ اونکے
مرقد کے اطراف عطا کیا تھا۔ اس دس بیگہ مین بہت عمدہ انار پیدا ہوتا تھا جو دور دراز تک
اوسکی عام شہرت تھی۔ آپ کا مرقد قصبۂ بیر کے باہر جمعہ پیٹھ کے جانب شرق تکیہ مکرم علیشاہؒ
سے مشہور و معروف ہے۔

(۱۱) حضرت شاہ بہاء الدین

حضرت سید شاہ بہاء الدین قدس سرہ العزیز چکلا امر متعلقہ گیورائی ضلع بیر کے رہنے والے

اور اپنے بھائی سید شاہ حسین قادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے نسب اور نیز جدی خلافت کا سلسلہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ بزرگان آپ کے خاص بغداد شریف کے رہنے والے اور بڑے زبردست سالک اور مجاہد اور مرتاض تھے۔ نیز بدستور آپ بھی بڑے زاہد عابد عاقل قانع متوکل رہا کرتے تھے۔ امیر ٹرسی قصبہ مین ۱۲۱۸ھ کو تشریف لائے اور تمام عمر انزوا پذیر رہ کر ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ مین انتقال فرمائے۔ روضہ آپ کا قصبہ بیر کے باہر بہالدار پورے کے چوک مین اندرون حصار چہار دیواری زیارتگاہ خلایق ہے۔

(۱۲) حضرت مسکین شاہ

حضرت مسکین شاہ قدس سرہ العزیز کی بیعت و خلافت کا سلسلہ شاہ عبدالرزاق نانے والے قادری کو پہونچتا ہے۔ آپ کو دست غیب کا عمل یاد تھا۔ مسافر نوازی اور غربا پروری مین یکتائے زمانہ تھے ہر ایک شخص آپ کے یہان آجاوے تو اوسکو تین شبانہ روز روٹی سالن ملتا تھا۔ آپنے موسن پورے کے چوک مین اپنے ہاتھ سے برج بنایا تھا اور کئی برس اوسمین خلوت گزین رہے۔ اوس کے بعد اپنے مرقد کے قریب ایک باؤلی اور حضرات پنجتن پاک کے نام کا گنبد بنوایا اگرچہ یہ گنبد زیادہ بالا و بلند اور مستحکم نہین ہے لیکن مقدس نام کی وجہ سے آوابگاہ بنگیا ہے۔ اس گنبد کے قریب ایک مسافر خانہ اور بالا حصار انہین کے بنائے ہوئے یادگار باقی ہین آپ کی وفات ۲۳ ماہ صفر ۱۲۶۹ھ مین ہوئی آپ کا مرقد قصبہ بیر کے باہر کوتوالی دروازہ کے محاذی جانب شرق رود بینسرا کے اوس کنارے تکیہ مسکین شاہ سے معروف ہے

گنبد پنجتن پاک۔ باولی۔ بالا حصار۔

(۱۳) حضرت شاہ خیر الدین

حضرت سید شاہ خیر الدین قدس سرہ العزیز کے والد قبلہ مرحوم سید حفیظ الدین قادری
اپنے بال بچون کے ساتھ جبکہ امر بیڑ مذکور الصدر سے ۱۲۱۸ھ قصبۂ بیر کو تشریف لائے
اوسوقت آپ اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ تھے - ولادت آپکی ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ
مین ہوئی - آپ بڑے متین حلیم صادق صابر شاکر متقی عابد زاہد مرجع خلایق تھی سیکڑون
مسلمانون نے آپ کے ہاتھ بیعت کیا تھا - کسر نفسی مین اونکی کوئی نظیر نہین تھی - آپ جمیع
صفات حمیدہ سے موصوف اور افعال و اعمال پسندیدہ سے ممتاز تھے وفات آپکی
۱۴ شوال سنہ ۱۲۷۳ھ مین جمعہ کے دن ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے اندر جونہ بازار
کے شارع عام سے جانب شمال زیارتگاہ خلایق ہے - آپ کے بعد آپ کے منجلے فرزند

سید شاہ بہاء الدین عرف پیارے صاحب

سید شاہ بہاء الدین المعروف پیارے صاحب مسند خلافت پر
جلوہ آرا ہوے اور ارادتمندون کی تلقین کرتے رہے وفات اونکی
۸ محرم ۱۳۱۵ھ مین ہوئی اور اپنے والد کے قریب بجانب شرق مدفون ہوے -

دوسرا لمعہ

چشتیہ خاندان - اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت شاہ کوچک ولی

حضرت خواجہ ابو الفیض المخاطب شاہ کوچک ولی المشہور شہنشاہ ولی قدس سرہ العزیز
نواح پنجاب سے دکن مین تشریف لائے - آپ کی بیعت مین تین روایتین منقول ہین
جنکو مین حسب ذیل گذارش کرتا ہون -

(روایت اول) حقایق الاولیا ملفوظ قاضی مہذب الدین مین لکھاہے کہ آپ قاضی الاولیا
قاضی مہذب الدین قاضی قصبۂ کیج ضلع بیر کے مرید تھے - انہین کی خدمت مین ایک مدت

تک رہے اور ریاضتین کین اور حصول نعمت کے بعد حسب الارشاد قاضی صاحب کے
۸۳۱ھ مین رونق افروز قصبۂ بیر ہوے ۔ اثناء راہ مین منگیج کی جانب اور پشت بیر
کے طرف گئے ہوئے راستہ طے فرماتے تھے انتہی کلامہ ۔
(روایت دوم) برہان الدین اولیا کے شجرہ طیبہ اور خواجہ زین الدین قدس سرہما
کے ملفوظ مین لکھا ہے کہ آپ سید زین الدین بن خواجہ حسین بن سید محمود شیرازی ثم الدولت
آبادی کے مرید تھے ۔ اور موضع مرج کے حضرت شمنا میران اور ہونگی پٹن کے حضرت
سید السادات اور خلد آباد کے حضرت زین الدین یوسف[۱] قدس سرہم آپ کے
پیر بھائی ہین ۔
(روایت سوم) خواجہ موسی اورنگ آبادی اپنے ملفوظ مین سیر محمدی[۵۲] سے نقل کرتے
ہین کہ آپ حضرت مولانا شیخ برہان الدین محمد بن ناصر الملقب بالغریب الہانسوی ثم الدولت
آبادی قدس سرہ کے مرید ہین اور حضرت شیخ برہان الدین حضرت شیخ نظام الدین اولیا
رحمتہ اللہ علیہ کے دیکھنے والے تھے ۔
ہمنے جب اپنے پرانے ذخیرہ کی اس اختلاف کے نسبت الٹ پھیر کی اور نہایت
جستجو کے ساتھ اوسمین ڈھونڈ مارا تب ہم کو پوری صحت اور یقین سے یہ متحقق ہوگیا
کہ آپ حضرت برہان الدین غریب کے خاص مرید ہین اور حضرات قاضی الاولیا وخواجہ
زین الحق قدس سرہما سے صرف استفادہ حاصل کیا تھا اگر کوئی ریزہ چینی کے ذریعہ
سے اس بات کو باور کرلے کہ آپ برہان الدین غریب کے مرید نہین ہین خواجہ
زین الحق یا قاضی الاولیا کے مرید تھے اوس کے اس یقین کا مذاق اور اوسکا سچا
اندازہ ہرگز صحیح نہ ہوگا اور اوس باور کرنے والے کو ہم ایک ادنی نقیب کی طرح سمجھینگے
کہ وہ ایک ہی بات پر اکتفا کرتا ہے تاریخ کے قرائن سے جو لوگ واقف ہین وہ اوس

[۱] زین الدین یوسف کی تربت حضرت سید زین الدین زین الحق کے روضہ مین واقع ہر گروہ زین الحق کے نیم مرید تھے

[۵۲] سید محمدی کے مصنف حضرت سید محمد بندہ نواز حسینی کے خلفا مین سے تھے ۱۲

بات کی نزاکت خوب جانتے ہین کہ ہمعصر زمانہ اون معاصرین کے لئے ایسا مستند ہوتا ہے
جو ایک نقیب کی مجرد صدا اوسکو پریشان نہین کر سکتی ہم بیر کے اون معتبر روایتون سے
کافی تصدیق اور پورا اطمینان کرتے ہین کہ قاضی مہذب الدین اور برہان الدین غریب
اور خواجہ زین الدین قدس سرہم ہمعصر تھے۔ کیا عجب کہ آپنے برہان الدین غریب سے
بیعت کرنیکے بعد ان دونون حضرات کے فیضان صحبت سے بھی استفادہ حاصل کیا ہو
مگر آپ کا خاندان چشت مین قطب الاقطاب اور جلیل القدر عظیم الشان ہونا حضرت
برہان الدین غریب کی خاص توجہ کے باعث تہا۔ برہان الدین غریب نے چند روز کی خلوت
مین ان کے تمام مراتب سلوک طے کر کے اونکو مظہر تجلیات ربانی بنا دئے تھے۔

آپ کو دولت آباد سے قصبہ بیر مین آکر تقریبًا (۴) سال ہوے تھے کہ سلطان محمد
تغلق بھی یہان آیا اور آپ کا نام سنکر ملازمت مین حاضر ہوا اوس نے آپ سے پوچھا
کہ چار دن مذہب برحق ہین مگر بالیقین فرمائے کہ کونسا مذہب فاضل تر ہے آپنے
فرمایا کہ امام اعظم رح کا مذہب زیادہ افضل ہے اور دوسرے مذہب انکے پس رو ہین
اور امام ابو حنیفہ افضل المتقدمین ہین الحمد للہ کہ مین اسی مذہب کا پابند ہون اور نیز
میرے پیر روشن ضمیر زبدۃ العارفین برہان الدین اور اون کے مرشد سلطان المشائخ
نظام الدین اور اون کے مقدس پیشوا سید العابدین خواجہ فرید الدین شکر گنج اوسہی کے
مذہب مین تھے۔ سلطان چونکہ خود محقق اور فاضل اجل تھا جواب سنکر خاموش ہو رہا اور
اپنے خیمہ گاہ کے طرف واپس چلا آیا۔

قصبہ بیر کے مشرقی گہاٹیون مین آپ نے ایک مختصر سا حجرہ بنوایا تہا۔ اوس حجرے کے
اندر قریبًا (۳۶) برس سر بمراقبہ بیٹھے رہے۔ اگرچہ آپ ہجوم خلق اللہ سے بہت متنفر تھے
مگر راسخ الاعتقاد لوگ آپ کو کہان آرام لینے دیتے تھے ناگزیر اونکا قفا و جفا سہنا پڑتا تہا
بڑے بڑے سلاطین آپ کے آستانہ مبارک سے شرف اور سعادت دارین حاصل

کرتے تھے علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کا بھتیجا خان محمدؐ بن علیشاہ سال مین ایک دو مرتبہ حاضر خدمت ہوتا تھا۔ بہرام خان ماژندرانی حاکم دولت آباد نے اگرچہ آپ کی آستانہ بوسی کی مگر ہمیشہ معتوب رہا۔ سلطان محمد شاہ بہمنی بن سلطان علاؤ الدین حسن کانگوی بہمنی کو بڑی تمنا تھی کہ آستانۂ مبارک سے سعادت دارین حاصل کرے مگر شرابی ہونے کی وجہ سے آستانہ جانیکا خود اوس کے دل پر ہیبت مستولی ہوتی جاتی تھی حجرۂ مبارک کے اطراف سے پلٹ جاتا تھا۔

سنہ ہجری مین حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ العزیز گجرات کے راستے سے ہوتے ہوے خاص آپ کے سلب ولایت کی نیت سے قصبۂ بیدر مین تشریف لائے ہمراہ اونکے بہت سے طلبا، ارادتمند، شیوخ۔ فقرا تھے۔ ہر ایک اپنی اپنی جداگانہ شان وعظمت رکھتا تھا۔ ان سب کی چشم انتظار اون حضرات کے باہم معاملت پر لگی ہوئی تھی۔ اور یہ خیال کر رہے تھے کہ اب باباکوچک کے بقاے ولایت یا سلب ولایت کے نسبت کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اگرچہ اون گروہ فقرا کے دلون مین حضرت سید محمد گیسو دراز کی مہتم بالشان عظمت پہلے ہی سے جمی ہوئی تھی مگر اندیشہ تھا تو باباکوچک کا کہ وہ اون کے پرجلال نظر کے سامنے کیسے ٹھیر سکین گے۔ جب حضرت سید محمد گیسو دراز حجرے کے قریب آگئے اور چاہتے تھے کہ اوس حجرے مین سیدھا چلا جاؤن مگر دروازہ اوسکا بہت چھوٹا تھا سر جھکائے بغیر جا نہین سکتے تھے اور ایسا اندر جانا اون کی شان عظمت کے بالکل خلاف تھا اسلئے دروازے کو جلال کی نظر سے دیکھے وہ فوراً کشادہ ہوگیا اوسکے کشادہ ہوتے ہی اندر سے آپنے اوسپر توجہ کی وہ ایک چشم زدن مین اصلی حالت پر آگیا اور اندر سے آپنے فرمایا (نھورے آوے نھورے جاوے لالے کون تیرے بارے) اسکے ساتھ ہی گیسو دراز حجرے مین داخل ہوگئے مگر کس طرح اندر پھونچے اوسکی حقیقت کسی پر ظاہر نہ ہوسکی جب گیسو دراز کے استقبال کے لئے آپنے قیام فرمایا

اوسوقت آپ کا وہ پیوستہ پوست جو ایک مدت کے مراقبہ مین ران پنڈلی سے اور
پہلو ہاتھ سے اور ہاتھ پہلو سے چسپیدہ ہو گیا تھا صدمہ قیام سے پھٹ گیا اور خون کے
شرارے جاری ہو گئے تھے۔ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے معانقہ جسمانی کے بعد فرمایا
ابوالفیض تم نے اپنا مرتبہ کہانتک پہونچایا ہے آپنے کہا غالبًا جناب کو اس دریچہ پر
امتحان ہو گیا ہوگا اور اسی دن کے امتحان کے لئے مین نے اوسکو بنار کہا تھا اسپر بھی
آپ کو توقف نہ ہوا۔ خاصتًا آپ کے سلب ولایت کی فکر کی اور غضبناک چہرے سے
آپ پر توجہ فرمائے قریب تھا کہ اوسوقت آپ مسلوب الولایت ہو جاتے لیکن آپ کی
باطنی قوت کے پر زور حدت نے سپر کا کام کی اونکی پوری قوت آزمائی کے بعد آپنے
فرمایا (سید محمد اوس نہ پتیائی) آخر سید محمد اپنے رفقاء طریقت کے طرف مخاطب
ہو کر فرمانے لگے کہ باباکوچک کے مشیخت کا پہرہ اعلی مدارج پر لگا ہوا ہے اتنی بات کہنی
سے آپ کی ذیشان عظمت ہمعصر اولیا کے دلون مین باوقار جمگئی۔ آپنے ان تمام مراتب
کے بعد اون کی مہانداری کے پورے لوازم ادا کر کے سید محمد گیسو دراز کو رخصت
فرمایا۔ کہتے ہین کہ اوس دن بندہ نواز حسینی نے بہت سے اولیا کی ولایت جو سلب
کر لئے تھے واپس دیدئے۔

حضرت باباکوچک کا انتقال ۳ ربیع الاول ۸۰۵ھ مین ہوا۔ (مقبول خدائے بود)
تاریخ وفات ہے روضہ آپ کا قصبہ بیدر کے باہر جانب شرق (۱/۲) میل کے فاصلہ پر
بوسہ گاہ خلایق ہے۔ آپ کے پر تکلف سالانہ عرس کے علاوہ ہر پنجشنبہ کے دن اور نیز
ہندو مسلمانون کے خاص خاص اعیاد و تیوہار دن مین آپ کے روضہ منورہ پر خلق اللہ کا
ہجوم رہتا ہے پنجشنبہ کی صبح کو بلاناغہ اہل طوایف حاضر ہو کر گاتے ہین۔ باوجود اس مجمع کے
کوئی عورت آپ کے چبوترے پر جہان آپ کا مزار پر انوار ہے جا نہین سکتی۔

اباجی خوش باش	اباجی مذکور قاضی مہذب الدین قاضی الاولیا کا پرورش یافتہ تھا جسوقت

قاضی الاولیا نے بابا کوچک کو رخصت فرمایا اوسوقت اباجی آپ کے ہمراہ کردیا گیا تھا اور اوسکو قاضی الاولیا نے وقت رخصت یہ کہا تھا کہ (بابا کوچک خوش باش) اوس روز سے اباجی کا لقب اباجی خوش باش کے ساتھ مشہور ہوا اور بااختلاف سماعت یہ بھی معلوم ہوا کہ بابا کوچک کی صحبت فیض برکت سے اوس کے دہن و بدن مین خوشبو پیدا ہوگئی تھی۔ جو لوگ اباجی سے ملتے تھے اونکا مشام اوسکی خوشبو سے معطر ہوجاتا تھا اباجی کی قبر روضہ منورہ کے پائین مین واقع ہے۔

(۲) حضرت سید سلیمان

حضرت سید سلیمان قدس سرہ العزیز بڑے عظیم الشان بزرگوار تھے۔ آپنے ابتدائے سلوک کو انتہائے اصول تک پہونچا دیا تھا حضرت بندہ نواز حسینی سید محمد گیسودراز قدس سرہ کے ساتھ آپکے منزلی ارتباط بہت بڑے ہوئے تھے۔ اور نیز سید محمدؐ کے والد سید یوسف (ابن سید علی بن سید محمدؐ حسینی) المشہور راجو قتال سے اتحاد نسبی کا آپ کو بہت بڑا فخر حاصل تہا۔ آپ اپنے بال بچون کو ہمراہ لیکر ہندوستان سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے اور مدام الحیات عبادت الٰہی مین مصروف رہے ذیحجہ کی تیسری تاریخ ۸۱۶ھ مین انتقال فرمائے روضہ آپکا قصبۂ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے متصل زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ آپکی بیوی آپ کے مشرقی پہلو مین اور آپکے فرزند سید محمدؐ اپنے والدہ کے پائین مین مدفون ہین۔ امیر نواز جنگ بہادر نے آپ کا گنبد بہت ہی شین بنوایا ہے (قبت الانوار پرانوار باد) تاریخ تعمیر گنبد ہے
۸ ۵ ۱۲ ھ

(۳) حضرت شاہ پیر بالا

حضرت شاہ پیر بالا قدس سرہ العزیز ہندوستان کے رہنے والے۔ اور حضرت

نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ ہندوستان سی موضع تلنے گانون جو قصبۂ بیر سے جانب غرب (۴) میل کے فاصلہ پر آباد ہے رونق افروز ہوے ہمراہ آپکے حقیقی بھائی شاہ راجو اور نیز والدۂ ماجدہ بھی تھین۔ مزدوری کے ذریعہ سے اپنے بھائی اور والدہ کی پرورش کرتے تھے باوجود اس محنت ومشقت کے ماموربکار دل بیار رہا کرتے ایکسال ایام خشک سالی مین ذات سے دعاء استسقا کے لئے صحرا مین نکل آے جناب باری سے دعا کیا دعا آپ کی مقبول ہوئی پانی خوب برسا ندی نالے بھرپور ہوگئے آپ ایک درخت کاری کے نیچے بارش کے پانی مین بھیگے جارہے تھے شدت کی سردی سے نازک اور لطیف جسم کانپ رہا تھا سر کا عمامہ اور کاندھے پر کی بوسیدہ چادر بھی تر ہوگئی تھی۔ مارے ضعف وبرودت کے زمین پر گر پڑی اوسیوقت روح مطہر قالب بدن سے خدا کے سایۂ رحمت مین چلی گئی۔ آپ کی وفات ۱۶ رجب ۸۱۲ھ مین ہوئی اور اوسی درخت کاری کے پہلو مین مدفون کئے گئے۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر ۲ میل کے فاصلہ پر جانب غرب رود کربرہ کے اوس کنارے زیارتگاہ خاص وعام ہے جس صحرا مین آپنے نزول باران رحمت کے لئے دعا فرمائے تھے اوس صحرا کو مسلمان مستجاب دعا کا متبرک مقام سمجھتے ہین اور خصوص خشک سالی مین قصبۂ بیر کے جملہ سادات صلحا علما اتقیا ضعفا شیوخ اس صحرا مین جاکر استسقا کی دعا اور نماز پڑھتے ہین اور نہایت عجز ونیاز وفروتنی کے ساتھ اللہ سبحانہ تعالی سے پانی مانگتے ہین اور تمام مسلمان اسی ماثور سلف کے پابند ہین۔

گنبد بیضاوی یہ گنبد حضرت شاہ بیر بالا قدس سرہ کے سید ہے پہلو کے جانب جنوب واقع ہے اس گنبد کے اندر حضرت شاہ بیر بالا کے والدہ ماجدہ اور حقیقی بھائی شاہ راجو مدفون ہین۔ یہان کے قدیم موروثی مجاورون کے زبانی معلوم ہوا کہ شاہ بیر بالا (سید حسینی) ہین۔

۱۳۰۸ھ مین شاہ پیر بالا کی قبر شریف شق ہوگئی تھی شق ہونیکا سبب یہ تھا کہ آپکی قبر سے ملحق نیب کا درخت بہت بڑا اور پرانہ تھا جسکا تنہ تقریبًا (۲۰) ہاتھ لانبا اور عرض تخمینًا (۱۱) ہاتھ مدور تھا رمضان المبارک کی تیسری تاریخ دوشنبہ کے دن سنہ مذکور مین طلوع صبح صادق کے پہلے دفعتًا گر پڑا اوس کے صدمہ سے شق ہوگئی اور نیز حضرت کے زمانہ کا درختکاری بھی ٹوٹ گیا۔ ۱۳۰۹ھ مین جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب محتسب قصبۂ بیر نے از سر نو قبر اور اوسکا سنگین چبوترہ تعمیر کروائے جزاک اللہ خیر الجزا۔

(۴) حضرت سید منجن

حضرت سید منجن قدس سرہ العزیز ہندوستان سے اسد الاولیا برہان الدین غریب کے زمانہ مین رونق افروز قصبۂ بیر ہوے۔ یہان مادام الحیات زاویہ خموشی مین ذاکر شاغل رہے آپ درحقیقت سالک مجذوب تھے وفات آپکی ۷ محرم ۸۴۰ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق (اردو بازار) مین رود بنیرا کے کنارے بوسہ گاہ خلایق ہے۔ آپکے روضہ منورہ کے سنگین عمارات و مسجد پر شاہی کتبے لگے ہوئے تھے لیکن رود بنیرا کے طغیانی مین تباہ ہوگئے۔ مسجد کا شکستہ کتبہ پڑا ہوا ابتک موجود ہے مگر شکستگی کی وجہ سے پڑھا نہین جاتا۔

حضرت خواجہ شمس الدین شہید

حضرت خواجہ شمس الدین شہید قدس سرہ العزیز نے الہام غیبی کی بنا پر ظاہری سلطنت چھوڑکر باطنی سلطنت کا تاج سر پر رکھ لئے تھے اور بزرگان چشت سے فیضان حاصل کرتے ہوے بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے آپ نہایت سیاح۔ شجیع۔ دلیر۔ قوی بازو۔ فن جنگ سے بھی واقف تھے ایک روز

مصاف جنگ مین شیر و پلنگ کی طرح تڑ پکر لڑے اور کئی سرون کو اپنے آبدار اور
خون ریز شمشیر سے مثل گیند کے گراتے ہوے خود بھی اسی میدان جنگ مین نہایت
بہادری سے لڑکر شہید ہوگئے شہادت آپکی ۱۴ رجب ۸۲۷ھ مین ہوئی۔ روضہ
آپ کا قصبۂ بیر کے اندر جانب جنوب فصیل کے قریب متصل برج زیارتگاہ خلایق ہے
آپ کی وفات کے بعد آپ کے اہل وعیال قصبۂ آشٹی کے طرف چلے گئے۔

(۶) حضرت محمد سالار

حضرت محمد سالار قدس سرہ العزیز قلعہ پڑینڈہ علاقہ صرفخاص ضلع نلدرگ کے
رہنے والے اور حضرت شاہ نظام الدین ثانی اورنگ آبادی[۱] کے مرید وخلیفہ تھے
خلافت کا خرقہ ملنے کے بعد بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ آپ
ہمیشہ تلاوت قرآن۔ ذکر الٰہی اور صوم وصلوۃ مین مصروف رہا کرتے تھے قوت
بسری کسب حلال سے فرماتے اور مسلمانون کو نماز کی تحریص وترغیب دیا کرتے
تھے۔ جو مسلمان پابند صلوۃ ہوتا اوسکو بہت محبت سے دیکھتے اور یہ فرماتے کہ فیوضات
الٰہی کسبی خاص کے لئے مقرر نہین ہین (من جد وجد) آپ کی وفات ۸ ربیع الاول
۱۱۶۵ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے قریب
شارع عام سے جانب شمال برج قلعہ کے نیچے زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

(۷) حضرت سید محمد خطیب

حضرت سید محمد خطیب قدس سرہ العزیز عیدگاہ وجامع مسجد بیر کے خطیب اور

---

[۱] حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز بتاریخ ۱۲ ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ مین انتقال
فرمائے روضہ آپ کا اورنگ آباد مین زیارتگاہ عالم ہے ۱۲۔

سید بہاء الدین صاحب مرحوم کے فرزند اور حضرت شاہ نظام الدین ثانی اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شریعت کے بڑے پابند لیکن تمسک حدیث نبوی (السماع مباح لاہلہ) کی رو سے گانا سنتے تھے۔ اکثر چلہ کشی کیا کرتے۔ کہانیکے طرف بہت کم میلان تھا۔ اور یہ اکثر فرماتے تھے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے نفس پروری کے لئے نہین پیدا کیا گیا گو طعام سے بدن کی قوت اور تن کی تازگی ہوتی ہے مگر اوس غذا سے اوتنا ہی کام لینا چاہیئے جسقدر حاجت ہے نہ اسقدر کہ حد سے گذر جاوے اور بہایم کا حکم پیدا کرے۔ ذاکران خدا کو خدا کے ذکر کی غذا اور بیماران خدا کو خدا کے فکر کی دوا کافی ہے۔

ایک روز آپ فرح بخش باغ مین تشریف فرما تھے۔ ہمراہ آپ کے قوال ارادتمندون کا بہت بڑا حلقہ تھا۔ آپنے قوال سے فرمایا کہ وقت (ملہار) کا ہے۔ قوال نے حکم کی تعمیل کی رباب کے تار ملہار کے پردون پر کھینچا۔ اور گانا شروع کیا باوصف اس کے کہ گرمی کا موسم اور خاص زوال کا وقت تھا راگ شروع ہوتے ہی ابر آیا اور اسقدر پانی برسا کہ اوس مجلس سماع سے ارباب مجالس کے ساتھ اٹھنا مشکل ہو گیا تھا۔ وفات آپکی غرہ شعبان ۱۱۸۰؁ھ مین ہوئی۔ عمر آپ کی تقریبًا (۸۰) سال کی تھی روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر متصل چوک قدیم شارع عام سے جانب شمال گنبد مین زیارتگاہ خلایق ہے محمد امین خوش نویس نے آپ کی وفات کے مادہ تاریخ کیا خوب کہا (خطیب مرشد بود) ۱۱۸۰ھ

(۸) حضرت شاہ فتح

حضرت شاہ فتح قدس سرہ العزیز نے معمور خان جاگیردار قصبہ بیر کے زمانہ مین گوئند گوسائین سے وحدۃ الوجود کے نازک مسئلہ مین بہت بڑی بحث کی تھی اگرچہ گوئند بظاہر ناخواندہ معلوم ہوتا تھا مگر مسائل تصوف سے پوری آگاہی رکھتا تھا۔ آپنے

اپنے دعوی کو اوسکے خلاف مین عمدہ دلایل سے ثابت کر دیئے تھے آخر اوسکو اپنا
پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا آپ کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گیا۔ آپنے اوسی جگہ جہان وہ
رہتا تھا اپنا دائمی مصلے بچھادیئے اور انتقال کے بعد وہین مدفون ہوے۔ سید لشکری
اور اون کے فرزند سید احمد اور اون کے فرزند سید معاد آپ ہی کے جوار رحمت
مین مدفون ہین اور ان تمام حضرات کا طریق چشتیہ تھا۔ حضرت شاہ فتح کا مرقد سید
رضی الدین مکی کے روضہ کے قریب رود بینسرا کے کنارے عموماً تاڑ کے تکیہ سے
مشہور ہے چند سال کے پہلے یہان کی مسجد اور بنگلہ بہت آراستہ تھا۔ رود بینسرا کی
لطافت اوس بنگلہ مین بیٹھکر دیکھا کرتے تھے اسوقت یہ تکیہ ویران پڑا ہوا ہے۔ قدیم
عمارات جو ندی مین بنے ہوئے تھے منہدم ہو گئے ہین۔

(۹) حضرت شاہ قایم و شاہ دایم

حضرت شاہ قایم و شاہ دایم قدس سرہما العزیز نے بڑے بڑے حضرات چشتیہ کی صحبت
سے فیضان حاصل کئے تھے۔ شریعت و طریقت کے اسرار سے خوب واقف تھے۔ زہد ورع
و ریاضت مین یکتا اور امر معروف و نہی منکر مین اون کے سامنے خویش و بیگانہ یکسان تھا
ان دونون کے قبور کرار پورے مین عموماً تکیہ کے لقب سے مشہور ہین۔

(۱۰) حضرت شاہ غلام حسین

حضرت حاجی سید شاہ غلام حسین قدس سرہ العزیز بخارے کے عالی نسب سادات
اور صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے رہنے والے اور حاجی حرمین الشریفین تھے۔
اپنے والد سید شاہ کمال اللہ سے بیعت کرکے خاندان چشتیہ مین بڑا رجحان پیدا
کیا تھا۔ عامل بڑے زبردست تھے۔ قصبہ بیر مین نواب بشیر نواز جنگ بہادر صوبہ دار

اورنگ آباد کی پائگاہ کے تھے آپ اس پائگاہ کے صدر وغیرہ تھے۔ انتقال کے ایک روز پہلے قبر کی جاے پسند کیئے اور اوس کے دوسرے روز ۲۴ شعبان ۱۳۱۰ھ مین رحلت فرمائے روضہ آپ کا حضرت شاہ کوچک ولی کے جوار رحمت مین بہنڈار یغنا حسین کے تکیہ کے اندر جانب شمال لب سڑک زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

تیسرا لمعہ

سہروردیہ خاندان۔ اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت گوشہ نشین

حضرت ابوالفتح گوشہ نشین بن شیخ بدرالدین بن شیخ نورالدین قدس سرہ العزیز حضرت شاہ منجن کنج نشین کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کے طریق کا سلسلہ حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت سے ہوتا ہوا حضرت غوث الزمانی بہاء الدین[۱] زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ آپ بڑے متوکل تھے نزدیک آپ کے سواے ایک ابریق وعصا کے دوسری کوئی چیز نہ تھی۔ مگر حاجتمندون کی غیب سے حاجت روائی فرماتے تھے۔ ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور چند برتن تانبے کے آپ سے طلب کیا۔ آپ اوس کے دلی منشا سے واقف ہو کر تبسم فرمائے اور تالاب کے طرف اشارہ کرکے کہے تجھکو برتنون کی جسقدر ضرورت ہو وہان سے لیجا جب وہ

[۱] حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے نسب آبائی کو شیر علی قانع نے اپنی تاریخ تحفۃ الکرام کے جلد سوم مین اس طرح لکھا ہے بہاء الدین زکریا بن شیخ ابو محمد بن شیخ ابراہیم بن شیخ عبداللہ بن شیخ شہاب الدین بن شیخ زکریا بن شیخ نورالدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ وجیہ الدین بن شیخ مسعود بن شیخ رضی الدین بن القاسم بن الجعفر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ اور مجموعہ خلاصۃ العارفین جو قدیم قلمی رسالہ ہمارے سامنے موجود ہے اسمین حضرت بہاء الدین زکریا کا مادری نسب اسطرح لکھا ہی بہاء الدین زکریا از بطن حضرت بی بی فاطمہ بنت عیسی بن عبداللطیف بن عبداللہ بن عبیداللہ بن احمد بن جعفر بن محمد بن شیخ الاسلام غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی بود وکان عیسی فی سجادۃ جدہ الاعلی شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی ۱۲

تالاب کے طرف گیا برتنون کا انبار دیکھا اوسکو حیرت ہوئی کہ بظاہر سوائے ایک ابریق اور عصا کے نزدیک کچہ نہین ہے یہ انبار کہان سے پیدا ہو گیا ہے اوسکو تو امتحان کرنا منظور تھا لیکن امتحان آزمانے کے بعد بجائے خود بڑا شرمندہ ہوا - ایک روز آپ کی خدمت مین بہت سے طلبا اور فقرا جمع تھے - طریقت کے ایک پیچیدہ مسئلہ مین سب ملکر بحث کر رہے تھے ہنوز اوس بحث کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ موذن نے مغرب کی اذان کہی نماز مغرب پڑہنے کے بعد پھر اوسی طرح مباحثہ کا حلقہ قایم ہو گیا لیکن شمع مین تیل نہ تھا آپنے خادم سے فرمایا اگر تیل نہ ہو تو پانی اوسمین ڈالکر روشن کردے خادم نے بجائے تیل کے پانی ڈالدیا اور بتی روشن کردی وہ چراغ تمام رات تیل سے زاید روشنائی دیرہا تھا - آپکے اس تصرف سے تمام مجلس متحیر تھی پھر آپنے اوس پیچیدہ مسئلہ کو اس توضیح کے ساتھ سمجھایا کہ وہ مسئلہ ہر ایک کے سمجہ مین فوراً آگیا - جسکو آپ اس طریق مین اہل سمجھتے تھے اوسکو مرید کرکے خلافت کا خرقہ پہناتے تھے - ایک روز قوال نے اون ابیات کو جو سید نجم الدین ہروی کے بیٹے امیر حسین نے مخدوم بہاء الدین زکریا کے مدح مین لکہا ہے آپ کے روبرو گایا آپ اوسکی سماعت سے ایسے بیہوش ہو گئے تھے کہ تین دن تک بیخود پڑے رہے چوتھے روز مستانہ حالت کے ساتھ آنکھ کہولے مگر جسپر نظر پڑتی تھی وہ دیوانہ کی طرح ہُو ہُو کی آواز لگاتا ہوا پہاڑ ون کے طرف چلا جاتا تھا -

رسالہ اوراد - جو ایک مطلاء و مذہب ۱۱۴۵ھ کا لکہا ہوا ہے اسکے حاشیہ پر جلی قلم سے مرقوم ہے کہ آپ سے حضرت شیخ علیشاہ[۱] المعروف بہ سانگڑے سلطان مشکل آسان بن شیخ

[۱] حضرت شیخ علیشاہ قدس سرہ کا تذکرہ رسالۂ انوار القندہار مصنفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز مین مصرح ہے - مولانا اوس رسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شیخ علیشاہ کا مولد اور مدفن قندہار ہے - اور عین الجمال آپ ہی کی تصنیف تھی جو قصبۂ قندہار کے تاراجی و ویرانے مین گم ہو گئے - نسباً آپ شیخ ہین لیکن کون سے شیخ تھے اسکی تحقیق نہ ہو سکی بعض حضرات کا بیان ہے کہ غالباً آپ حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد مین سے ہین اور اصل طریقہ آپکا سہروردیہ ہی طریقہ رفاعیہ مین طالب ہوئے ہین اور اسی وجہ سے مشہور بزکریای الرفاعی ہین وفات آپ کی ۹ صفر ۹۶۵ھ مین ہوئی (مشکل کشای دین ودنیا) مادۂ تاریخ وفات ہے انتہی کلامہ اب ہم کہتے ہین کہ مولانا کے تحریر اور رسالہ اوراد کے مضمون پر غور سے دیکہا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شیخ علیشاہ سہروردی مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کے صحیح النسب اولاد مین سے تھے ۱۲-

بن شیخ احمد بن شیخ محمد زکریا الرفاعی کو بے انتہا محبت تھی۔ نہ صرف اتحاد بلکہ ان دونون مین
سلطان سانگڑے اصلی طریق سہروردیہ و یک جدی ہونے کا خلوص بڑہا ہوا تھا۔ اور باہم
خط و کتابت سے بھی مقاصد طے ہوا کرتے تھے۔ حضرت شیخ علیشاہ قدس سرہ کا جسوقت
انتقال ہوا آپ نے اوسی وقت فرمایا کہ قندہار کا چراغ گل ہوگیا ہے اور وہ بیر سے دینی اور
برادرنسبی خاندان کا شمع تھا۔ اس واقعہ کے چوتھے سال ۸ ماہ شعبان المعظم ۸۶۰ھ مین
آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔ جسوقت آپ کا جنازہ تالاب کے اوپر وسیع میدان مین جانب
غرب رکھا گیا مصلیان جنازے کی تعداد غیر معین تھی اور اوس جماعت مین حضرت
سلطان سانگڑے کو طلبا ء طریقت نے شریک ہوتا ہوا دیکھا مگر سلام کے بعد ہی شرقی
گہاٹیون کے طرف تیز رفتار نظر آئے اور کچہہ دور جاکر غائب ہوگئے۔ اور طلبا نے
اوسی حیرت مین حضرت شیخ ابو الفتح کو دفن کیا۔ مزار پرانوار آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب
شرق تقریبًا (½) میل کے فاصلہ پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔

(۲) حضرت سید شاہ سمجھہ کہیل

حضرت سید شاہ سمجھہ کہیل قدس سرہ العزیز ترکستان کے رہنے والے اور شاہ عبد الواحد
نوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی بیعت کا سلسلہ حضرت ابو الفتح گوشہ نشین سہروردی
کو منتہی ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے دنیا کے کامون کو عقبیٰ پر مقدم رکہا
اوسکی دنیا اور دین دونون خاک مین ملجائین گے نہ اوسکو دنیا مین فائدہ ہوگا نہ آخرت
مین سرسبز رہے گا اور ایسے شخص کی شان مین (خسر الدنیا والآخرہ) وارد ہے
آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے باہر حضرت گوشہ نشین کے روضہ کے قریب بلند ٹیکڑی پر زیارتگاہ
خلایق ہے۔

(۳) حضرت شاہ منصور

حضرت شاہ منصور قدس سرہ العزیز قصبۂ بارہہ کے عالی نسب سادات اور سید شاہ سجھہ کہیل کے مرید و خلیفہ اور سید شاہ بودل کے فرزند تھے۔ جس وقت آپکے والد قصبۂ بیر مین تشریف لائے آپ نہایت کم سن۔ مگر کم سنی مین بھی آپ کی پیشانی سے آثار ولایت و مراتب نمایان تھے۔ باپ کے فیضان صحبت سے دل آپ کا انوار الٰہی سے معمور اور طلعت اسرار سے مسرور رہتا تھا سن تمیز مین سید شاہ سجھہ کہیل سے بیعت کی اور خاندان سہروردیہ کے خلافت کا خرقہ پہنکر بقتضائے شریعت نبوی متاہل ہوے۔ خدا نے فرزند عطا کیا۔ مہدجی سندیہہ عالیجاہ والی گوالیار آپ کا بڑا معتقد اور سچا ارادتمند تھا آپ کی تعظیم و بزرگی کا سکہ ریاست گوالیار مین باوقار جما ہوا ہے وفات آپ کی ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر ایک میل کے فاصلہ پر مابین شرق و شمال زیارتگاہ خاص و عام ہے آپ کے بعد آپ کے خلف الصدق سید حبیب شاہ صاحب مسند خلافت پر جلوہ آرا تھے۔ حضرت منصور شاہ کا روضہ سنگ مرمر سے بہت ہی خوشنما اور دلچسپ و دل آویز طیار کیا گیا ہے۔ دربار گوالیار سے آپ کے جانشینون کے نام ہزارہا روپیون کے فتوح اور ہمارے سرکار سے روضہ منورہ کے عود و گل کیلئے صدہا روپیون کے جاگیرات مقرر ہین۔

(۴) حضرت شاہ اسد اللہ

حضرت شاہ اسد اللہ سہاگی قدس سرہ العزیز ہاتون مین چوڑیان سر پر سرخ اوڑھنی دانتون مین مسی آنکھون مین کاجل سر مین بالون کا جوڑا اور زنانی لباس پہنا کرتے تھے عبدالرحیم صاحب مرحوم کے فرزند غلام محمد صاحب نائب واقع نگار قصبۂ بیر ناقل ہین

کہ رائے جھوٹم لعل کے ایام حکومت مین ایکبار خشک سالی ہوئی تھی رائے صاحب نے آپ کو دعاء استسقا کے لئے مجبور کیا آپ نے	غلام محمد صاحب نائب واقع نگار

یہ سمجھلیا کہ لوگ میرا پیچھا نہ چھوڑینگے جوش مین آکر ہاتھ مین سونٹا لئے ہوے بستر سے اُٹھے
غضبناک اور بہر جلال نظر کے ساتھ آسمان کو دیکھتے ہوے فرما رہے تھے کیون بے
سہاگن کی بات نہین سنتا پانی برسا نہین تو یہ سہاگن سہاگ تیرا پھینکدے گی
اتنا کہنا ہی تھا کہ ابر آگیا اور خوب پانی برسا۔ آپ نے چھوٹم لعل کو چشم نمائی کی
اور فرمایا بار دیگر زاویہ نشینون کو تکلیف نہ دینا اوس نے یہ کلام سنکر قدمبوس
ہوتا ہوا اور پانی مین بھیگتا ہوا اور ندی نالون سے بدقت عبور کرتا ہوا اپنے
گھر پہونچا۔ وفات آپکی ۱۲۷۰ھ مین ہوئی (سہاگن داخل جنت ہوئی) تاریخ وفات
ہے۔ روضہ آپ کا قصبہ بیر کے باہر سلطان باغ کے جانب شمال ایک پرانی شکستہ
دیول کے قریب رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ زندگی مین بھی
آپ اسی دیول کے اندر رہا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس دیول مین سلطانجی بنا لکر
نے بنوایا ہے۔

(۵) حضرت رفیق شاہ

حضرت رفیق شاہ قدس سرہ العزیز بانوا فقیرون کے سرگروہ اور طریق سہروردیہ
کے باخبر درویش تھے آپ کی مریدی کا سلسلہ حضرت ابوالفتح گوشہ نشین قدس سرہ
کو منتہی ہوتا ہے مرقد آپ کا مابین درگاہ گوشہ نشین وعیدگاہ کے ایک بلند ٹیلے
پر عموماً تکیہ کے لقب سے مشہور ہے۔

(۶) حضرت کالے شاہ

حضرت کالے شاہ قدس سرہ العزیز متوکل درویش تھے طریق آپکا سہروردیہ تھا
بیعت کا سلسلہ حضرت ابوالفتح گوشہ نشین قدس سرہ کو پہونچتا ہے۔ مرقد آپکا خاص باغ
کے قریب عموماً تکیہ کے لقب سے مشہور ہے۔ اس تکیہ کی نہر مین نہایت شاداب ہے

یہان کا کونلہ سنترا کیلہ بہت ہی بالیدہ ہوا کرتا ہے۔

(۷) حضرت احمد شاہ

حضرت احمد شاہ قدس سرہ العزیز با مروت درویش تھے۔ طریق آپ کا سہروردیہ تھا اور بیعت کا سلسلہ حضرت گوشہ نشین کو منتہی ہوتا ہے۔ مرقد آپ کا رومی و سردرخان کے مرقد کے وسیع میدان مین عموماً تکیہ بہنڈاری کے لقب سے مشہور ہے۔ اس تکیہ مین ایک باؤلی اور مسجد سنگین رومی خان کے زمانہ کی قابل قدر یادگار باقی ہے اور سلطنت نظام شاہیہ کے بڑے بڑے امرا اس تکیہ مین مدفون ہین۔

چوتھا لمعہ

نقشبندیہ خاندان

حضرت شاہ غلام احمد

حضرت شاہ غلام احمد قدس سرہ العزیز کا اصل نام غلام محمد المعروف قاضی محمد رکن الدین احمد تھا۔ آپ کو شاہ زین العابدین قدس سرہ العزیز قندہاری نے عطائے خلافت کے وقت (شاہ غلام احمد) کا خطاب سرفراز فرمایا تھا اسلئے اس متبرک نام سے آپ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آپ رجب کے ۹ تاریخ سنہ ۱۲۳۹ھ مین پیدا ہوئے اوائل عمر مین علوم ظاہری کے طرف توجہ کی صرف نحو فقہ حدیث تفسیر مین دستگاہ حاصل کرنیکے بعد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز قندہاری النا ندیری کے بڑے فرزند

---

[1] مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز کا مولد و مدفن قندہار ہی۔ آپ ۹ جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۲ھ روز یکشنبہ بعد نماز صبح پیدا ہوئے سنہ ۱۱۹۹ھ مین حرمین الشریفین سے بعد فراغت علوم ظاہری و باطنی قندہار کو تشریف لائے سنہ ۱۲۱۳ھ مین (انوار القندہار) تصنیف فرمائے اس رسالہ مین قندہار کے بزرگان دین کا اجمالاً تذکرہ ہے

حضرت شاہ زین العابدین صاحب مرحوم کی لڑکی سے شادی کرکے اپنے حقیقی خسر سے خاندان قادریہ مین بیعت و خلافت کا فخر حاصل کئے اور پھر وہان سے حضرت مولانا حافظ محمد علیصاحب خیر آبادی چشتی کی خدمت مین حاضر ہوکر یہان سے خاندان چشت کا فیضان حاصل فرمایا اور نیز بیعت کرکے تکمیل سلوک کے بعد حضرت شاہ سعداللہ قدس سرہ کی خدمت بابرکت مین پھونچے اور خاندان نقشبندیہ مین ارادت حاصل کئے اور ایک مدت تک شاہ صاحب قدس سرہ کے حلقہ ریاضت و مجاہدہ مین رہ کر میدان معرفت مین راسخ القدم بنگئے اور آپ کو اسی مشرب مین زیادہ غلو تھا اسلئے ہمنے آپ کا احوال خاندان نقشبندیہ کے لمعہ مین ذکر کیا ہے قصبہ بیر مین سوائے آپ کے نقشبندیہ طریق کا کوئی راہنما موجود نہ تھا ۔

حیدر آباد کے وزیر السلطنت راجہ چندولعل بہادر نے ربیع الاول کی ۲۶ تاریخ ۱۲۴۷ھ مین پرگنہ بیر کی منصب قضا آپ کو عطا کیا ۔ آپنے اس جلیل القدر منصب کو مادام الحیات نہایت دیانت و راستی کے ساتھ انجام دئے ۔ شرعی معاملات کے نفاذ امر معروف اور حق بات کہنے مین کسی کی آزردگی کا خوف نہین رکھتے تھے اور بلحاظ شریعت طریق نقشبندیہ کے بڑے پابند تھے ۔ باوصف کثرت اشغال و مراقبہ و پابندی صوم و صلوٰۃ و تہجد و تدریس و افتاد و انتظام امور معاش گم کردگان راہ ہدایت کو رہنمائی فرماتے تھے ۔ خصوصاً ربیع الاول کے ۱۲ دن اور ربیع الثانی کے ۱۱ روز اپنی دار القضا مین مدت العمر وعظ کرتے رہے ۔ اور جب کسی آیت کی معانی کرتے وہ مضامین عالی بیان فرماتے کہ سامعین ششدر ہوجاتے تھے ۔ آپ کا فکر علم ۔ مباحثہ وعظ مین مثل روشنی برق کے چمکتا تھا ۔ اور نہ کوئی آپ کے قول و فعل پر نکتہ چینی کرسکتا تھا ۔ آپ ہمیشہ خانہ نشین رہا کرتے صرف جمعہ کے روز جامع مسجد اور سال مین دو مرتبہ عیدگاہ کو میانہ مین سوار ہوکر جاتے تھے ۔ جمعہ کے روز پیدل جاتے مگر راستے سے نہایت

فروتنی کے ساتھ چلتے نظر نیچے رہتی تھی گویا نظر بر قدم کی مصداق ہے نماز جمعہ کے
بعد وعظ فرماتے۔ اور جو کوئی مباحثہ پیش آتا تو اوسکا ثبوت کافی دیتے تھے۔ آپکو
دو خصلت کے آدمی سے بہت تنفر تھا ایک بدعتی دوسرا حقہ کشون سے اور آپ
تادم زیست اونکی صحبت سے پرہیز کرتے رہے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ آپ کے
سامنے حقہ پیئے یا گائے یا مزامیر بجائے۔

۱۲۹۴ھ مین خشک سالی سے خلق اللہ تباہ ہوئے جارہے تھے۔ پانی کا ایک
قطرہ نہین برسا آسمان پر ابر کا ہتیلی برابر ٹکڑہ نظر نہین آتا تھا۔ ندیان خشک ہوگئین
تھین لوگ مارے بھوک کے تڑپ رہے تھے جانین نکل رہین تھین عام لوگون نے
اپنے تنگی سال قلت مال ضعف حال کی سرگذشت دردناک لہجہ مین آپ سے
بیان کی آپ نے یہ سنکر مسلمانون کی جماعت کے ساتھ حضرت شاہ بیربالا قدس سرہ
کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ طریقہ اسلاف کے بموجب صحرا مین جاکر دعا و نماز
استسقا ادا کئے مگر وہان پر تقریباً (۱½) مہینے کا قیام رہا روزانہ کر پر ندی مین
کمر برابر پانی کے اندر کھڑے رہکر عمل کو پورا کرتے تھے۔ اور شام کو مسجد مین آکر
آرام فرماتے ایک شب مین آپنے خواب دیکھا کہ نیشکر کا استعمال کر رہا ہون جب
صبح ہوئی آپنے اس خواب کی آپ تعبیر فرمائی کہ میری مستعار زندگی کا بہروسہ نہین ہے
اس سرائے فانی مین چند روز کا مہمان ہون اور ملک بقا کے سفر کا عنقریب سامنا ہے
اس تعبیر کے بعد تمام دن نہین گذرا تھا کہ عصر کے قریب دفعتاً لرزہ پیدا ہوا اوس کے
تخفیف ہوتے ہی شدت کا بخار آگیا حالت بالکل متغیر ہوتی جاتی تھی ضلع بیر کے
اول تعلقدار شاہ پورجی جیونجی صاحب کو اوسکی کیفیت پہونچی تعلقدار صاحب نے
کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف گوارا نہ کیجئے معالجہ او صحت مزاج کے لئے مکان کو واپس
تشریف لائے آپنے فرمایا تا وقتیکہ پانی نہین برسے گا مین جناب باری کے دربار سے

مایوس ہرگز نہ اٹھونگا اگر میری روح اس صحرا مین قالب بدن سے نکل جائے تو پروا نہین خدا اپنے خاص بندون کو اپنے دروازے سے نامراد نہین پہیرتا اوس روز آسمان پر پانی کی کالی گہٹا جگئی رعد تسبیح کرتا ہوا اپنے پرزور آوازون کو سنار ہا تہا اور تند ہوا چل رہی تھی اور پانی اس زور سے برس رہا تھا کہ آئیندہ دعاؤن کے ارادے پست ہوگئے تھے خلق اللہ مین آپ کی مستجاب الدعا ہونے کی عام شہرت پھیل گئی تھی اور تمام عمال ضلع کو تعجب ہورہا تھا۔ یہ پانی کا برسنا اور ناصبور خلق کی تشویش کا دور ہونا آپ کے اثبات تقدس کے لئے کیا مبین دلیل نہین ہے یہ اونکا ذاتی وصف تھا کہ جسکو ہم برجستہ بیان کررہے ہین اس سے ہمارا یہ منشا نہین ہے کہ اپنے بزرگون کی ستائیش کرین یا اون کے ستودہ صفات پر اپنے مشیخت کی باتین بگارین یہ تو بالکل استخوان جد فروشی ہے۔ مگر آپ کے حسن اخلاق۔ تواضع۔ حلم۔ وفا۔ کرم۔ رعب۔ شفقت۔ حیا۔ وجاہت کی سچی تصویر کہینچنے مین ناظرین کو ذرا بھی خوش اعتقادی اور مبالغہ کا رنگ نظر نہین آئے گا کیونکہ ان تمام واقعات کا ثبوت سمعی نہین ہے بلکہ عیانی ہے سیکڑون لوگون نے اون کو ستودہ اوصاف کے ساتھ بچشم خود دیکھا ہے اب ہمکو اونکی شان یکتائی دکہانے کی ضرورت نہین کون سی ایسی مجلس تھی جہان فخر و شرف کے ساتھ اونکا استقبال نہین کیا گیا موافق و مخالف شخص کے نزدیک اون کے جامعیت اور فضل و کمال کا صحیح اندازہ ہوچکا ہے۔ الغرض آپ اوسی حالت بیماری مین شاہ پیر بالا قدس سرہ کی درگاہ سے مکان کو تشریف لائے یہان اگرچہ صحت مزاج کے لئے بہت کچھ معالجہ کیا گیا مگر شفا حاصل نہ ہوئی آخر ۲۶ ماہ شعبان روز چہارشنبہ ۱۲۹۴ھ مین ظہر کی نماز کے وقت روبقبلہ ہوکر کلمہ شہادت پڑہتے ہوے اپنی امانت حیات کو رب کائنات کے سپرد فرمائے۔ غسل آپ کو حضرت حافظ غلام محمد بیگ صاحب اورنگ آبادی

خسر نواب افسر الدولہ افسر جنگ بہادر نے دئے۔ اور نماز جنازہ حضرت سید خیر الدین صاحب قادری بن سید حفیظ الدین صاحب مرحوم نے پڑہا۔ جنازے کی نماز مین سیکڑون مسلمان شریک تھے۔ جنازے کے اطراف ہند و مسلمانون کا ہجوم تھا۔ دفن کے روز تمام رات پانی برس رہا تھا اسلئے پنجشنبہ کے صبح کو دفن کئے گئے قبر شریف آپ کی روضہ شاہ کوچک ولی کے اندرون حصار چہار دیواری جانب شمال تالاب کے متصل اپنے والد کے غربی پہلو مین واقع ہے۔ غلام سرور صاحب مرحوم کے فرزند احمد غلام حسین صاحب المتخلص جذبی ساکن قصبہ پریلی تعلقہ مومن آباد عرف آنبہ جوگائی ضلع بیر نے آپ کی وفات کی قطعہ تاریخ حسب ذیل کیا خوب لکھی ہے۔

بود رکن الدین کہ مرشد نیک نام	تابع خیر البشر بودہ مدام
گفت جذبی وصل آن قاضی نکو	پاک بازے رفت در دار السلام
	۹۴ ۱۲ھ

آپ کا نسب اولاد ذکور

آپ ملتان کے معزز خاندان سہروردیہ سے حضرت سلطان الاولیا حقیقت الاصفیا غوث الزمانی شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد مین سے ہین۔ آپ کا آبائی نسب اس طرح پر ثابت اور متحقق ہے۔ قاضی محمد رکن الدین احمد بن قاضی محمد شکر اللہ بن قاضی محمد افضل الدین خان بن قاضی محمد فضل اللہ بن قاضی محمد فصیح الدین بن قاضی محمد عبد القادر بن قاضی محمد نظام الدین بن قاضی برہان بن قاضی اسحاق بن قاضی محمد بن قاضی اسمعیل عرف قاضی تاج بن قاضی حسین بن قاضی محمد نظام الدین بن شیخ ابو الفتح بن شیخ رفیع الدین بن شیخ بدر الدین بن شیخ ابو القاسم بن شیخ سکہا بن شیخ عبید اللہ عرف دکھنی کہ از اولاد ایشان در دکن آمدہ بن شیخ موسی بن میان خیر شاہ بن مولانا ابو الخیر بن مولانا جلال الدین بن مولانا علاء الدین بن حضرت خواجہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی

آپ کے حسب ذیل تین فرزند ہین

فرزند اول - ابو البرکات محمد قطب اللہ المعروف قاضی احمد محی الدین - یہ ناچیز قاضی احمد محی الدین ربیع الاول کی تیسری تاریخ ۱۲۷۹ھ مین شنبہ کے دن پیدا ہوا - مولف تاریخ ہذا (خادم الشرع ہوا پیدا آج) تاریخ ولادت ہے ۱۳۰۱ھ مین مولف ہذا کو حیدرآباد دکن کے صدر الصدور نواب محی الدولہ بہادر رسول یار خان مغفور نے پرگنہ بیر کے منصب قضا سرفراز فرمایا اور ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ مین اپنی خاص دستخط اور مہر سے ارثاً و انتقالاً (سند) عطا کی - ہمارے والد قبلہ مرحوم کی وفات کے بعد کلانیت کی وجہ سے خاندانی جھگڑے اور مخالف اعمام و بنے اعمام کے مختلف نزاعی مہمات کا بار انتظام ہمارے سر تھا اور اب تک اوسکا سلسلہ باقی ہے جسکی وجہ سے روزانہ اوقات اور دل و دماغ کا اثر انہین نامہربانون کے نذر ہوا باوصف اس کے ہمنے چار رسالہ تالیف کئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے -

(الف) ہدایۃ القضاۃ - اس رسالہ کو ہمنے ۱۳۰۲ھ مین تالیف کیا تہا - ۱۳۰۹ھ مین اوسپر نظر ثانی کیگئی اور باضافہ بعض مسائل طبع ہوکر شائقین کے منظور نظر ہوا - اس رسالہ مین شرعی معاملات مثل نکاح و طلاق وغیرہ جو عدالت دار القضا سے متعلق اور جن مسائل کی قاضیون کو فصل خصومات کے لئے ضرورت تھی لکھے گئے ہین -

(ب) بدر المکارم فی مطلع اولاد ابو القاسم - اس رسالہ کو ہمنے ۱۳۱۱ھ مین لکھا ہے اسمین ہمارے گذشتہ اجداد اور اونکی اولاد کے سوانحات اور عام معمولی واقعات اور سلسلہ قرابت اور انساب بطور کرسی نامہ کے لکھے گئے ہین - ہمارے قدیم اور پرانے سرمایہ نے اور نیز موجودہ معمر اشخاص کے زبانی خاندانی واقعات کے بسیط مطالب کی راہنمائی کی اور یہی سبب تھا کہ ہمنے اطمینان کے ساتھ اون کے

برگزیدہ احوال اور مفاخر وستودہ کام کو تاریخی یادگار کے طور پر قلمبند کیا۔

(ج) سیر نظامی۔ یہ رسالہ بھی مرتب کیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ (تذکرۃ النظامی) کا تکملہ ہے مگر تذکرۃ النظامی کے بعض طرفداریا بس اقوال پر جرح وتعدیل کرکے صحت واقعات کی زیادہ کوشش کیجارہی ہے اس رسالے مین ہمارے جداعلی قاضی نظام الدین فرزند چہارم قاضی برہان قاضی پرگنہ بیراور اون کی اولاد کا ذکر ہے جو اپنے طبقہ مین عظمت حکومت قضا کے اعتبار سے اپنا ہمسر نہین رکھتے تھے۔ تذکرۃ النظامی کے مصنف قاضی محمد فضل اللہ بن قاضی فصیح الدین کے تیسرے فرزند قاضی حمید الدین مرحوم تھے۔ انہون نے اوسکو ۱۲۲۹ھ مین لکھا تھا جو اسوقت وہ ہمارے پاس موجود ہے۔

(د) تاریخ بیر۔ اس تاریخ کے لکھنے کا ہمکو مطلق خیال نہ تھا اتفاقاً ہم موضع ہیکنور علاقہ بالاگہاٹ کے طرف تبقریب عرس چلے گئے تھے وہان (ریاض الابرار) کا نسخہ ملگیا اوس کے دیکھنے کے بعد اور ہماری تالیف وتصنیفی آگ پر اوس نے روغن کا کام دیا اور بے اختیار تاریخ بیر کی تالیف پر طبیعت مائل ہوئی گو مجھہ کو کثرت عوارض سے بہت کم فرصت تھی مگر خدا نے میری اس تمنا کو بھی پوری کردیا

فرزند دوم۔ محمد عبدالقادر صاحب ہین انکی کنیت ابوالخیر ہے ولادت انکی ۱۹ محرم سہ شنبہ کے دن ۱۲۸۳ھ مین ہوئی۔ حلیم المزاج سلیم العقل ہین۔ انکو کتب تواریخ وسیر کے دیکھنے کا بہت شوق ہے تاریخی مطالب زبانی بہت یاد ہین۔ علم فارسی مین استعداد رکھتے ہین۔

محمد عبدالقادر

فرزند سوم۔ محمود صمدانی صاحب ہین انکی کنیت ابوالحسنات اور نام محمود عبدالحق ہے محمود صمدانی مگر اصل نام انکا محمود صمدانی ہے۔ ۱۵ ذیقعدہ روز شنبہ ۱۲۸۵ھ مین پیدا ہوئے۔ انہون نے علماء حیدرآباد دکن وپنجاب وکوہاٹ ومرادآباد وغازیپور وغیرہ

علماسے درسیہ کتب کی پوری تحصیل کی معقول منقول حکمت مین بلیغ البیان ہین سلیقہ مباحثہ دانشا و تحقیقات نفایس علوم و تذاکرہ ومناظرہ خصوم مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین - اور علم مناظرہ مین ہدایت النظار اور اصول حدیث مین معیار الحدیث اور اصول فقہ مین (معیار الاصول) اور علم طب مین رسالہ ممنوعات وکتاب العلاج ورسالہ قارورہ ورسالہ نبض اون کے تصنیفات یادگار زمانہ ہین -

حکماسے حاذق اور اطبا ر فایق نے اونکا علمی او رعملی امتحان لیکر درجہ اول کا لیاقت نامہ اپنے خاص دستخطون اور مہر نیابت دیوانی سے تزئین فرماکر ۲۴ محرم ۱۳۱۵ھ مین عطا کیا اور بذریعہ جریدہ اعلامیہ سرکار آصفیہ مورخہ ۱۹ رجب ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۱ بہمن ۱۳۰۷ف جز اول صفحہ (۳۲۸) کی رو سے اشاعت طبابت کی اجازت دیگئی - حصنوم مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین -

ہم تینون بھائی کلبہ نوری ضلع پربھنی کے قاضی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم کے حقیقی نواسے ہین ہمارے ننیال کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو منتہی ہوتا ہے - قاضی محمد سعد اللہ بن قاضی محمد عزیز اللہ بن قاضی محمد عبد القادر بن قاضی مراد بن قاضی علی بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود بن قاضی احمد بن شیخ محمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن زین الدین بن نور الدین بن محمد شمس الدین بن شریف جہان بن صدر جہان بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن بدر الدین بن محمد سلیمان بن قاضی شعیب بن شیخ احمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شہاب الدین فرخ شاہ کابل بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن عبد اللہ اصغر بن عبد اللہ اکبر بن ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن عبد اللہ بن امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ -

پانچوان لمعہ

رفاعیہ خاندان

(۱) حضرت شاہ رکن الدین

حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ العزیز بلدۂ بیجاپور کے رہنے والے اور اپنے والد سید حمید قطب الدین رفاعی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ بیجاپور سے اپنے بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ آپ عابد زاہد متوکل اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خدا نے (ولقد کرمنا بنی آدم) کی بشارت دی ہے باوجود اس جوہر ذاتی کے کمینون کے پاس روٹیان مانگتے پھرتے ہین اور اون رزیلون سے حاجت روائی چاہتے ہین خدا پر توکل اور بھروسہ نہین کرتے اور جانتے ہین کہ وقت سے پہلے اور قسمت سے زاید کچھہ نہین ملتا۔ آپ سائلون اور دنیوی ابن الغرض کے چہرون کو تعجب اور بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ وفات آپکی ۴ صفر ۱۰۶۹ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق اتوارے کی پہاڑ کے قریب زیارت گاہ خلایق ہے آپ کے بعد آپکے خلف الصدق سید مظفر مسند خلافت پر جلوہ آرا تھے۔

میرانجان غوری اس روضہ کے قریب ایک پرانہ گنبد بنا ہوا ہے جسکی نسبت بنائے گنبد دو روایتین منقول ہین۔ (۱) روایت یہ ہے کہ میران خان غوری سید شاہ رکن الدین رفاعی کا مرید تھا اوس نے یہ گنبد اپنے لئے بنوایا ہے (۲) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گنبد مین کسی عالی نسب سادات کی پرانی قبر تھی۔ گو یہ گنبد قدیم ہے مگر اوسمین کسی کی قبر پائی نہین جاتی۔

چھٹا لمعہ

مداریہ خاندان - اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت شاہ توکل

حضرت محمد حسین المشہور شاہ توکل قدس سرہ العزیز یتیم دیسیر تھے - والد اون کے
اوس زمانہ مین انتقال کیئے جو اونکی رضاعت کی مدت پوری نہین ہوئی تھی - ایک اہیر
نے پرورش کیا - جس کے والدین کم سنی مین مرجاتے ہین اوس یتیم کو کون ادب
سکھا سکتا ہے - اہیر کے آغوش تربیت مین سواے ورزش اور بانکھ پٹے کے اور
کیا تعلیم ہوسکتی تھی گو آپ کی اوائل عمر کا حصہ ورزش اور ڈنڈ موگڈر سے پھلانے
اور کشتیون کے بند سیکھنے مین گذرا لیکن ازلی معرفت کی شمع دل مین روشن تھی اور
اوسکی ریزور وحدت نے آپ کو بے چین کر دیا تھا دفعتاً ایک روز ظلمت کے
دائرے سے باہر نکل آئے اور اپنے منور شمع کی چمکتی ہوئی روشنائی سے سیدھے
شاہ صادق مداری کے حلقہ ارادت مین پہونچے یہان سے مداریہ طریق کا فیضان
حاصل کرتے ہوے (نندربار) علاقہ خاندیس کو چلے گئے اور وہان سید غلام محی الدین
شیر سوار کے فرزند سالار دین سید یسین قادری کے مرید ہوے
حضرت سید یسین قادری کے طریق کا سلسلہ حضرت مخدوم
جہانیان سید جلال بخاری سے ہوتا ہوا حضرت ابو سعید ابو الفتح بغدادی سے خاص
سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے -

سید یسین قادری قدس سرہ العزیز

شاہ توکل نے ایک مدت تک سید یسین قادری کی خدمت کی اور حصول نعمت کے
بعد نندرباد سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے اور اپنے مرشد سابق شاہ صادق سے

طریق مداریہ کا خرقہ پہنا - جہان آپ کا مدفن ہے اسی مقام پر مدت العمر خدا پر قانع اور متوکل بیٹھے رہے - لوگ آپ کو دعوتون مین تمنا سے بلاتے مگر آپ کبھی کسی کی دعوت مین تشریف نہین لیگئے اور فرماتے کہ (من لبستہ ام خناے قناعت بہ پاے خویش گر دنیا دہند نہ جنبم ز جاے خویش) اس بیت کے مضمون کے علاوہ ہمیشہ (ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ) کا کلمہ ورد زبان تھا اور خاتمہ بھی اسی آیت پر ہوا توکل شاہ کے نام سے مشہور ہونے کی بھی یہی وجہ تھی - آپ کی وفات ۷ شوال ۱۲۸۰ھ مین ہوئی روضہ آپکا قصبہ بیر کے باہر (دہلی) دروازے کے روبرو زیارتگاہ خلایق ہے -

حضرت شاہ صادق

حضرت شاہ صادق قدس سرہ العزیز شاہ سداری مداری کے مرید و خلیفہ اور نیک سیرت اور پاک صورت زاہد عابد متوکل مراتب سلوک سے واقف عقاید خدا کیشی مین باخبر اخلاق و اشفاق مین مشہور اذکار و اوراد مین معمور تھے - قادریہ شیوخ سے بھی استفادہ حاصل کیا تھا - کبھی کبھی حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے شان مین اردو زبان سے مدح لکھا کرتے مگر دواگا عادت نہ تھی -

آپ اوس شخص کو خدا کا بہت بڑا دشمن سمجھتے تھے جس نے پیری و ضعیفی مین بدکاری کی یا دولتمندی کے زمانہ مین بخالت کیا یا علم پڑھکر متکبر بن گیا - آپ اوس شخص کو نہایت عزیز اور خدا کا دوست سمجھتے تھے جس نے جوانی مین پارسائی کی یا اپنے فقر مین جوانمرد رہا یا بزرگی حاصل ہونیکے بعد تواضع کو اختیار کیا -

آپ فرمایا کرتے تھے کہ نزاع کا وقت بہت نازک ہے اوس حالت مین انسان کو گویائی کی قدرت اور قیام کی یاری بہت کم نصیب ہوتی ہے مگر انشاء اللہ مین اپنے نزاع کے وقت بولتا چالتا اور قیام کے ساتھ اپنے طریق کے مراسم بجالاتا ہوا خدا

سایہ رحمت مین چلا جاؤنگا جب نزاع کا وقت عنقریب پہونچا صحت ہوش و حواس
کے ساتھہ اٹھ بیٹھے خادم کو نزدیک بلوایا اور کہا کہ نقارہ بجا نقارے کی آواز سے
ارادتمند جمع ہو گئی اون سب کے روبرو نقارے کی آواز کے ساتھ باواز بلند
حق حق کہتے ہوے اپنے نفس کو حق حقیقی کے سپرد کر دئے - وفات آپ کی ۲۷
ماہ رمضان شب قدر ۱۰۱۱ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر کارنجے
متصل زیارتگاہ خلایق ہے - آپ کے روضہ کا دوازدہ دری گنبد مشہور ہے
صندوق آثار شریف - آپ کے روضہ منورہ مین ایک صندوق ہے جسمین قدم رسول و موے
مبارک و نیز دوسرے تبرکات مقفل رہتے ہین چند سال کے پہلے ہر
پنجشنبہ کو وہ صندوق کھولا جاتا تھا خاص و عام اوسکی زیارت سے مشرف ہوا کرتے
تھے - اب بھی وہ آثار نبوی و معجزات مصطفوی محفوظ ہین - ہر سال ربیع الاول
کے مہینے مین لوگ اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہین -

(۳) حضرت بابو شاہ

حضرت بابو شاہ قدس سرہ العزیز ذاکر شاغل باخبر درویش تھے انکا زمانہ شاہ
توکل مداری سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے انہون نے اپنے مرشد کے لئی جوڑوان
گنبد بنوایا ہے اور نیز اونکی بنوائی ہوئی سنگین مسجد ابتک موجود ہے - آپ کا
مرقد قصبہ بیر کے باہر داؤ دپورے کے متصل تکیہ کے لقب سے مشہور ہے

(۴) حضرت احمد شاہ

حضرت احمد شاہ قدس سرہ العزیز عابد زاہد درویش تھے آپ کا مرقد قصبہ بیر کے
باہر جانب جنوب رود بنبسرا کے کنارے تکیہ کے لقب سے مشہور ہے - اس تکیہ

مین پرانی قبرستان پائی جاتی ہے - شریفہ کے درخت اس تکیہ مین کثرت سے ہین -

(۵) حضرت شاہ جمال الدین

حضرت شاہ جمال الدین قدس سرہ العزیز خوش تقریر اور عابد وزاہد تھے - آپکا مرقد قصبۂ بیر کے باہر بی بی حمیدہ کے مرقد کے قریب زہین سرا کے حدود کے اندر تکیہ کے لقب سے مشہور ہے - شاہ جمال الدین طبقاتی فقرا کے بہنڈاری تھے -

(۶) حضرت شاہ مطاہر

حضرت شاہ مطاہر قدس سرہ العزیز ایک معمولی فقیر تھے مگر اوقات اونکی معمور تھی مرقد آپ کا قصبۂ بیر کے باہر شیخ ابراہیم قدس سرہ کے روضہ کے قریب رود بنبیرا کے کنارے تکیہ کے لقب سے مشہور ہے - اس تکیہ مین ایک باؤلی ہے ہر پنجشنبہ کے صبح کو بعض بعض جاہلہ عورتین اوس باؤلی پر آکر اوسمین پہول چہوڑتے ہین اور مراد مانگتے ہین خدا جانے اس باؤلی مین کیا کرامت رکھی ہے - وہ عورتین یہہ اعتقاد کرتی ہونگی کہ اس باؤلی مین حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہین ہمنے مانا کہ حضرت کو بر و بحر سے زبردست تعلق ہے مگر اس باؤلی سے حضرت کو کیون خصوصیت ہو سکتی تھی اور تسپر لطف یہ کہ باؤلی کے رواق مین سبز چوڑیون کے جہلے لٹک رہے ہین - ائمہ اربعہ کے سوائے عورات کا کوئی پنجم امام ہوگا جس نے نافہم اور جاہل عقیدتمند عورتون کو اپنے خرافات اجتہاد سے مقلد بنالیا اور اپنی تقلید کا اونکو ایسا مضبوط پابند کردیا کہ ازن اپنے دیندار شوہرون کے عمدہ پند ونصیحت کی پوٹلی مسجدون کے منبرون پر رکھوادی ہے خدا ایسے باطلہ عقاید سے اون کے ایمان کو بچائے اور وہ راہ راست پر آوین -

ساتوان لمعہ
شطاریہ خاندان
(۱) حضرت شاہ پیران

حضرت شاہ پیران قدس سرہ العزیز طریق شطاریہ کے بڑے تیز رو اور اوس کے باطنی اشغال و کسب مین فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا رتبہ رکھتے تھے۔ آپ کے طریق کا سلسلہ حضرت شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ کو منتہی ہوتا ہے۔ آپ اورنگزیب عالمگیر کے ہمعصر تھے۔ سنہ وفات کا پتہ نہین چلا لیکن ۲۴ ہر شعبان کو آپ کا عرس ہوا کرتا تھا۔ روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے جانب غرب فصیل سے ملحق زیارتگاہ خلایق ہے۔

شاہ جان اللہ — اس روضہ کے پائین مین شاہ جان اللہ قدس سرہ کا مزار ہے جو اسی خاندان شطاریہ کے مرید تھے آپ اپنی زندگی مین اکثر مریضون کو گنڈا باندھا کرتے تھے مگر فی گنڈہ ایک روپیہ اونکی نذر مقرر تھی اور آپ روپیے کو خرمہرے کی جائے پر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک روپیے کی وقعت ایک سفید کوڑی کے برابر ہے آپ کی وفات کے بعد آپ کا مسکن اور مرقد عموماً تکیۂ کوڑی شاہ کے لقب سے زبان زد خلایق ہوگیا ہے۔

آٹھوان لمعہ
حضرات مجاذیب اور اونکی جذبی حالات
(۱) حضرت بوبکر شامی

حضرت بوبکر شامی قدس سرہ العزیز قوم کے شیخ اور قلعہ بک[۵] کے رہنے والے بڑے مستغنی المزاج تھے راستون کوچون مین مستانہ حالت سے پہرا کرتے۔ تمام رات بیدار رہتے۔ جس نے جو کچھ دیا کہا لیتے تھے مگر کسی کے گھر نہ جاتے۔ اور نہ اپنا مستقر چھوڑکر کہین بیٹھ جاتے اگرچہ تمام شہر مین گشت کرتے تھے لیکن قیام بستر ہی پر ہوا کرتا تھا۔ آپنے مستقر کو اپنا ابدی قیام گاہ سمجھلیا تھا۔ جس روز آپکا انتقال ہوا لوگون نے غسل دیا اور کفن پہنایا اور یہ مشورہ ہوئی کہ آپ کے جنازے کی نماز رود بینیرا کے کنارے ادا کیجائے اور کسی دلچسپ میدان مین دفنائے جائین ہنوز مشیرون کی مشورت کسی پہلو پر قایم نہین ہوئی تھی کہ آسمان سے باران رحمت الٰہی کا نزول شروع ہوگیا لوگ اسکا انتظار کررہے تھے کہ بارش موقوف ہوتے ہی جنازہ کو باہر لیجائین گے مگر وہ لوگ مشیت کے خلاف کیا کرسکتے تھے اور اونکی مصلحت صاحب میت کی روحانی وصف کے سامنے کیا کام آسکتی تھی آپ کی خواہش تو مستقر پر دفن ہونے کی تھی مشیرون کی مصلحت بجائے خود رہگئی ندی کو بے انتہا طغیانی ہوئی یہ طغیانی اور سر پر بارش کی آمد ان دونون قدرتی موانعات نے وہ کردیکھایا جو خاص آپ کا منشا تھا ناگزیر آپ کو مستقر ہی پر دفن کرنا پڑا اولیاء اللہ مرنیکے بعد بھی ہی وصف رکھتے ہین جو زندگی مین رکھا کرتے تھے سچ ہے کہ اولیاء اللہ کو حقیقتاً موت نہین وہ زندہ ہین کیا آپ کا جنازہ بدست زندہ ہوسکتا تھا اور خلاف مرضی آپ کے شہر کے باہر لوگ اونکو دفن کرسکتے تھے یہ امر ہرگز ممکن نہ تھا بہرحال آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے اندر کوتوالی دروازے کے قریب شارع عام سے جانب جنوب بوسہ گاہ خلایق ہے۔

---

[۵] قلعہ بک ایک شہر ملک شام مین واقع ہے اس شہر کا اصل نام بعلبک مشہور ہے اور بعلبک مین دو لفظ ہین ایک بعل دوسرا بک بعل بت کا نام تھا اور بک اوس شخص کا نام تھا جس نے اس شہر کو اپنے بت اور اپنے نام سے آباد کرکے اوسکا نام بعلبک رکھا ہے ۱۲

۱۲۵۱ھ کی طغیانی رود بینیرا کے پہلے آپ کے مزار شریف کا تعویذ وسط چوکھنڈی
مین بنا ہوا تھا لیکن ۱۰ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۵۱ھ مین وسط چوکھنڈی سے بطور خود شمال کے جانب
بڑہتا ہوا ایکا یک رک گیا جس سے عموماً لوگ متحیر اور تشویش مین تھے کہ اوسکا غیبی اسرار
کیا ہے آخرا وسکا ظہور ۲ ماہ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ مین یہ ہوا کہ رود بینیرا کو بے انتہا
طغیانی ہوئی مگر اوسکی زور رو جو مزار سے ٹکرا کر کم قوت ہو جاتی تہین طغیانی کے آثار
کے بعد یہ ثابت ہو گیا تھا کہ آپ پیش از پیش آنے والے طوفان کے سد راہ ہو گئے تھے
ورنہ اس طغیانی سے شہر تباہ ہونے پر کسیکو یقین نہ تھا۔ عرس آپ کا شعبان کی ۴ تاریخ
ہوا کرتا ہے ۱۲۔

حضرت حاجی الہداد قدس سرہ العزیز	حضرت حاجی الہداد قدس سرہ العزیز بہت قدیم اور پرانے زمانہ کے اولیاء اللہ ہین شاہ بوبکر مجذوب کے زمانہ سے آپ کا زمانہ پیشتر کا

ہی معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ سید رضی الدین مکی کے طلبا اور ارادتمندون سے
تھے۔ آپ کے صاحب تصرف ہونے مین کون انکار کر سکتا ہے اگر کوئی بشرط صدق
اعتقاد آپ سے امداد چاہی ضرور آپ اوسکی دستگیری فرمائین گے اگر کسی غیر مقلد کو
ہمارے اس بیان سے عار آتا ہو تو آیا کرے ہمنے بہت سے تپ دلرزے کے
بیمارون کو دیکھا ہے کہ انہون نے آپ کے چبوترے کا سنگریزہ یعنے مدور حصاۃ
لیکر گلے مین بطور تعویذ کے باندہا اور خدا نے اونکو اوس مرض سے شفا عطا فرمایا۔ آپکا
مزار پر انوار شاہ بوبکر قدس سرہ کے پہلو سے غرب مین چند ہاتھ کے فاصلہ پر واقع ہی

(۲) حضرت شاہ بلند

حضرت شاہ بلند قدس سرہ العزیز قوم کے افغان اور شجاعت و سخاوت مین یکتا
تھے نام اونکا دراصل بلند خان تھا۔ آپ کو مجاذیب سے بہت انست تھی۔ ہر ایک

مجذوب سے ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھکو اون کی صحبت مین عجیب لطف حاصل ہوتا ہے۔ گو اونکو لوگ مجذوبون کے پاس جانے سے منع کرتے تھے مگر تقدیری بات کہان رک سکتی ہے ایک روز کسی مجذوب سے ملاقات ہوئی مجذوب صاحب اپنی آنکھین پر جلال بنائے ہوے اسی انتظار مین بیٹھے ہوے تھے کہ آنیوالے پر جذبی رنگ چڑہا دون اتفاقًا آپ اونکے سامنے آگئے انہون نے نظر کی تاثیر سے ایسا رنگدیا کہ ہمہ تن مجذوب الحال ہوگئے اور وہان سے بڑ ہانکتے ہوے نکلے۔ کہان کی تمیز کسکی قرابت کسکا لباس کہانکی شرم کون ادب ان سب معاملات ماسوی اللہ کو آتش جذب نے ایک آن واحد مین جلا بہنا کر خاکستر بنادیا اور خود ہی خود باقی رکر ماضی اور مستقبل کی باتین۔ اور ایک چہوٹے سی حصیر پر بیٹھے ہوے قدرت کے وسیع میدان کی سیر کرنے لگے ظاہری حال بدلگیا آنکھون کی رنگت سرخ اور زبان دنیوی عام محاورے کے الفاظ سے ناآشنا اور بول وبراز اور ستر کا لحاظ جاتا رہا۔ اور نفس ناطقہ متغیر ہوگیا مخاطبت انسانی کے اسباب بدلگئے ہمارے ظاہرہ دیکہنے کے لئے یہ سب دماغی مخدرات معلوم ہوتے تھے مگر درباطن اونکی طبیعت مین معرفت کی نورانی شمع ایسی روشن تھی کہ وہ آنے والی راحت ومصیبت کا سچا پتہ دیتے تھے اور یہی سبب تھا کہ لوگ آپ کے اطراف نفولًا شبانہ روز اڑے رہا کرتے۔ اور ہر شخص اپنی لی ہوئی فال مین تجربہ اٹھاتا تھا آپ کا روضہ احمدنگر دروازے کے جنوبی برج پر واقع ہے۔

(۳) حضرت شاہ سجن سرمست

حضرت شاہ سجن سرمست قدس سرہ العزیز خلق اللہ سے مطلق بے پروا تھے ہجوم خلایق سے کنارہ کش رہا کرتے مگر اونکا ذاتی وصف ایسا نہ تھا کہ لوگ اون کے تعاقب سے باز آتے ہر دم ہر ساعت لوگون کا آپ کی خدمت مین ہجوم رہتا تھا۔ صدق دل سے وہان کے آستانہ پر بوسہ دینے اور جبین نیاز ملنے کو سعادت دارین سمجھتے تھے۔

آپ اکثر پرانے ٹھیکریان جمع کرتے اور اپنے اطراف اوسکا ڈھیر لگایا کرتے تھے۔ خوش نصیب وہ شخص ہوتا تھا جسکو آپ اپنے ڈھیر مین سے ایک ٹھیکری دیدیا کرتے خدا کے فضل سے وہ تمام مقاصد و مرادات مین کامیاب ہوجاتا تھا روضہ آپکا متصل جمعہ پیٹھ رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خلایق ہے۔

(۴) حضرت شیخ عبدالقادر

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز قلعہ بیدر کے رہنےوالے۔ اور شاہ جمال کے مرید و خلیفہ تھے لیکن مجذوب سالک تھے۔ حضرت شاہ جمال نے آپ کو تارک الدنیا اور اونکی طبیعت کو آتش عشق سے بھڑکا دیا تھا۔ آپ کی متوالی مستی لوگون کے نظر مین بہت نظر آتی تھی قلعہ بیدر سے سیدھے قصبۂ بیر مین رونق افروز ہوے ایک مدت ایسے بیخود رہے کہ راستون اور دوکانون کی امتیاز باقی نہ تھی۔ جہان پڑگا وہین بیٹھے رہے بول و براز کردے مگر کبھی آپ کے بول و براز مین بدبو نہ آئی کچھ دیر کے بعد بول و براز بے پتہ ہوجاتا تھا اور جائے بھی پاک و صاف نظر آتی تھی شراب کا بہت استعمال کرتے تھے۔ اگرچہ کہ وہ ام الخبائث ہے لیکن ہمکو بزرگون کے غیر مشروع حرکات پر حجت کرنے کا حق نہین ہے وہ جانے اور اونکا معاملہ خدا جانے ہم ظاہرہ واقعہ نویس مین بزرگان دین کے باطنی امور کو اسباب ظواہر مین سمیٹ کر نکتہ چینی کرنا گویا بے ضرورت معرض ہلاکت مین مبتلا ہونا ہے۔ آپ کبھی تو سر تا پا برہنے رہتے اور کبھی صرف لنگوٹ کسلیا کرتے تھے۔ عرب کا مقولہ ہے (الناس مع اللباس) یہہ اوسی کے لئے زیبا ہے جو ظاہرہ اپنے کو انسان سمجھے اور جب محبان ذات جسکا منشائے وجدی خاص ذات سے مراد ہے پس جسکی ذات خود منور ہو اور وہ اپنے اوائل وجد مین مغلوب ہوجاسے اور اوسکی

عقل اور تمیز اور بصیرت کا رابطہ تواتر انوار کی وجہ سے باقی نرہے اوسکو مسلوب الاقیار
کہنا چاہئیے یا مرفوع القلم اور جو صوفیہ مرتبۂ سکر مین رہے ہین اور اون پہ اسرار ربوبیت
کی کامل افشان ہوتی ہو وہ ایسے نہین ہین کہ مقولہ عرب کی پابندی کرین اور اچھے
برے لباس پہنین بلکہ وہ لوگ (انا سبحانی وانا الحق) کے آواز لگاتے ہین۔ آپ کے
جہانتک اوصاف تھے وہ سب اچھے تھے کیونکہ اونکی وجدانی حالت اور تسا کر لوث
حدوث سے مطہر تھے۔ کثرت سے شراب پیتے تھے لیکن اوسکی مستی پائی نہین جاتی
تھی اور حد سے باہر نہین ہوتے تھے۔ آپ کے نزدیک خلایق کا ایک ہجوم رہتا تھا
مگر کسی نے آپ کو حاجت کے لئے جاتا ہوا نہین دیکھا۔ اخیر عمر مین شوق علیشاہ کے
تکیہ مین جاکر بیمار ہوگئے اور ۲۷ محرم ۱۱۶۵ھ مین انتقال فرمائے روضہ آپ کا قصبہ
کے باہر جانب جنوب فتح برج کے محاذی زیارتگاہ خلایق ہے۔

شاہ مہتاب شاہ مہتاب آپ کے مرید تھے۔ انہون نے آپ کے نزاع کے وقت عرض
کیا کہ اے میرے پیر روشنضمیر اس خادم کے نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے۔ آپ اونکے
آواز کو سنکر اٹھ بیٹھے اور دونون ہاتھ پیرہن سے باہر نکالے اور اپنے آغوش مین
لیکر خوب دبایا یہانتک کہ اونپر بیہوشی طاری ہوگئی ہوش مین آنے کے بعد اون سے
کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین اور تم بھی دو ہی تین دن مین ہمارے پاس آجاؤگے
تم اور ہم ملک بملک بقا کی اچھی سیر کرتے رہین گے۔ آپکے فاتحہ سوم کے روز شاہ مہتاب
کا انتقال ہوگیا اور اپنے مرشد کے پہلو مین مدفون ہوئے۔ قصبۂ بیر مین ان دونون کا
مرقد تکیۂ خواجاؤن کے لقب سے مشہور ہے مگر عوام الناس خوجن کا تکیہ کہتے ہین۔

(۵) حضرت برہان الدین

حضرت برہان الدین قدس سرہ العزیز سر پر بوسیدہ چادر ڈالے ہوئے بے ستر

مضطرب المزاج گاہے عدم گاہے موجود کبھی حویلیون کے بالا حصار پر کبھی اس کوچے اور کبھی اوس بازار مین کبھی دیوڑی کبھی تو زنانی مکانون مین نظر آجاتے تھے۔ گاہے سکوت گاہے خندیدگی اور گاہے زاری اور پہر اوسی دم مین آہستہ آہستہ باتین شروع کردیتے تھے۔ باتین بھی ایسے جو بالکل غیر مفہوم۔ نہ کسی سے مخاطب اور نہ ہجوم خلایق سے پروا نہ طعام کی خواہش نہ پانی سے مطلب نہ کسی پر آنکھہ اٹھاکر دیکھتے تھے۔ کچھہ عجیب حالت تھی اگر اون کے حالات کی سوانح لکھی جائے تو بڑی داستان مرتب ہوگی۔ آپ کا روضہ کاغذی دروازے کے باہر شارع عام سے جانب غرب زیارتگاہ خلایق ہے۔ وفات آپکی ۱۱۹۹ھ مین ہوئی۔

(۶) حضرت شاہ اسمٰعیل

المزاج

حضرت شاہ اسمٰعیل قدس سرہ العزیز خاص بیر کے رہنے والے اور بچپن سے مجذوب تھے من رشد مین جلال وعظمت بہت بڑھا ہوا تھا۔ ہمیشہ سر پر اپنے اور بوسیدہ کپڑے اور خستہ خراب ٹوکریان اور اون مین کتون کے شیر خوار بچے پڑے رہتے تھے۔ رات کے وقت اجاڑے اور خطرناک کھنڈر مین رہا کرتے اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ راگنی شروع فرمائے خصوص حقانی غزلیات کو بڑی لطافت کے ساتھ گاتے تھے۔ صبح کے وقت ہم نے اونکا گانا سنا تھا ہنڈول کے طرز مین گارہے تھے۔ اور جب پہر دن ہوا اوسوقت مالکوس۔ توڑی بھیردی کا آواز آرہا تھا۔ دو پہر دن کو سارنگ مین اور سہ پہر دن کو دہناسری اور اول شب مین کانڑا بہاگ دیپک اور رات کے ایک بجے شاہانہ مالکوس اور اخیر شب مین بھی مالکوس گارہے تھے۔ مگر ہر شخص کا یہہ مجال نہ تھا کہ اوسوقت آپ کے نزدیک جاسکے۔ آدمی کی ذراسی آہٹ پر آپ کے پاسبان کتے ٹوٹ پڑتے تھے۔ کتون نے جہان غل اٹھایا اوس کے ساتھہ ہی خاموش

ہوجاتے تھے۔ آپ کو وہی خشکی سے بڑی رغبت تھی۔ سرد پانی سے بہت نہاتے تھے
ہنودا اور انکی عورتین آپکے سر پر گہڑون سے سرد پانی ڈالین مگر آپ کو مطلق سردی
نہین ہوتی تھی۔ آپ کی ظاہری حالت کتون کے چاٹنے سے کیونکر پاک نظر آسکتی
تھی مگر (صورت ظاہر ندارد اعتبار؛ باطنی باید مبرا از غبار) اسکی پوری مصداق
تھی۔ جسمین معرفت کی بو نہین آسکی خشک طہارت سے آپکی غلاظت اچھی بیت
(سنگ و گیلے ہے کہ درو خاصیتی ہست؛ بہ از آدمی دان کہ در و معرفتے نیست)۔
ایک روز آپ راستے سے چلے جارہے تھے۔ دفعتاً مرض وبا مین مبتلا ہوے
باوجود اسکے کہ قے اور دست دونون جاری تھے گرتے پڑتے حالت ضعف مین
سید ہا ڈھونڈا پورے کا راستہ لئے اثنائے راہ مین اپنے رفیق اور جان نثار کتون
کو نزدیک بلایا وہ تو ساتھی لگے ہوئے تھے اطراف جمع ہوگئے اون سے ایسی باتین
کین جیسا انسان کے ساتھ کرتا ہے۔ اور یہ فرمایا کہ اب مین کوئی دم مین تم سے جدا
ہوتا ہون اور تم کو رخصت دیتا ہون ہمارے ایمان کا اور تمہاری جان کا خدا حافظ
حقیقی ہے یہ سنکر کتون نے اپنے سرون کو آپ کے پیر پر ملنا شروع کیا اسکے بعد
کچھہ دور ہٹکر آپ کے چہرے کو حسرت بھری نگاہون سے دیکھنے لگے جنکے آنکھون
سے غم و اندوہ کا پورا اظہار ہورہا تہا۔ بعد اسکے کتے پراگندہ ہوگئے پہر کسی نے
اون کتون کو اپنی آنکھہ سے نہین دیکھا اور آپ اوسی مرض سے انتقال فرمائے
وفات آپکی ۲۲ رمضان روز جمعہ ۱۲۹۵ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبہ بیر کے
اندر دھونڈا پورے کے دروازے کے متصل جانب شمال زیارتگاہ خلایق ہے
آپ کی تجہیز و تکفین ضلع بیر کے اول تعلقدار منصور علیخان صاحب مرحوم نے کی تھی

حضرت لعل شاہ

حضرت لعل شاہ قدس سرہ العزیز قلعہ پرینڈے کے رہنے والے اور قوم کے افغان تھے۔ نام آپ کا لعل خان تھا۔ صورت آپکی ہمیشہ پرغضب آنکھین سرخ اور پرجلال کمر مین تہمد ہاتھ مین کپڑون کی پوٹلی ہاتھ مین پیر کے انگلیون مین تلمنبے پیتل کے چھلے اور کان مین حلقے اور اپنے آپ مین مست رہا کرتے تھے۔ کیسا ہی زہریلا سانپ ہو اوسکو زندہ پکڑ لیتے اور وہ بل کہاکے اپنے زہریلی دانتین آپ کے جسم مین جہان قابو پاتا دہسا دیتا تھا مگر آپ کو اوس کے زہر آلود زخم سے سر مو جنبش نہین ہوتی تھی۔ جبتک طبیعت اوسکے ساتھ مائل رہتی اوسکو لئے ہوئے کہیلتے تھے اور جب لہو لعب کا خیال مرتفع ہو جاتا تھا اوسکو زندہ دانتون سے چابتے ہوے ہضم کر لیتے اور کبھی قصاب پورے سے گوشت لاتے اور اوسکو زیر سمار کہدیتے اور پانی لانیکے لئے ندی کے طرف چلے جاتے تھے مگر زاغ و زغن اور کتے بلی کی یہ مجال نہ تھی کہ اوس گوشت مونھ یا پنجہ لگا سکے ندی سے پانی لانیکے بعد کچا پکا بہونکر کہا جاتے تھے۔ اور جب شاہ اسمعیل سے ملاقات ہوتی تو شاہ اسمعیل آپ کے سامنے ستر کر لیتے اور راستہ کترا کے دوسرے طرف نکل جاتے تھے۔ آپ کی وفات شاہ اسمعیل کی وفات کے چند روز یا مہینے کے بعد ۱۲۹۵ھ مین ہوئی روضہ آپ کا رمضان علی صاحب مرحوم منصبدار کے مقبرے کے قریب شارع عام سے جانب شمال زیارتگاہ خلایق ہے۔

نوان لمعہ

بزرگان دین۔ جن کے طریق کا احوال معلوم نہین ہوا اور نہ اونکی وفات کی صحیح تاریخ ہمدست ہوئی

(۱) حضرات سید چاند و سید کمال

حضرت سید چاندا و رسید کمال قدس سرہما العزیز یہ دونون حقیقی بہائی خدا کے بڑے برگزیدہ لاڈلے تھے - حاجی صدر شاہ کے زمانہ سے کئی سال پیشتر قصبہ بیر مین رہتے تھے - اوقاتین اونکی معمور تہین خلق اللہ کو پند و نصیحت فرمایا کرتے - جب ان دونون حضرات کا انتقال ہوا خادمون مین سے جسکو تقریب زیادہ حاصل تھا اوس نے قصبہ بیر کے نشیبی وسیع میدان مین ان دونون حضرات کو ایک دوسرے کے پہلو مین دفن کیا - دونون بہائیون کے مزارین ایک غلاف کے اندر بوسہ گاہ خلایق تھین - حاجی صدر شاہ نے قلعہ جدید کی نبیاد ڈالی اور جب اوسکی سنگین حصار اور برج مشیدہ جابجا تعمیر ہونے لگے اتفاقاً قواعد معماری کے لحاظ سے ایک برج کی نبیاد ایسی قایم ہوئی جسمین یہ دونون مزارین بیچ مین آگیئن تھین ناگزیر معمارون نے دونون مزارون کو برج کے اندر لے لیا اور اوس کے تعمیر ہونے کے بعد برج کے متصل کچہ دور ہٹکر اون کے نقلی قبور عام زیارت کے لئے بنوا دیا ہے - عرس آنحضرات کا ۵ ذیحجہ کو ہوا کرتا ہے سنہ وفات مین اختلاف ہے ۷۶۲ھ ہے یا ۷۶۴ھ

(۲) حضرت شاہ سلطان

حضرت شاہ سلطان زرد پوش قدس سرہ العزیز عمر بہر افادہ و افاضہ مین مشغول رہے اور تمام بر و بحر کے کیفیتین بیان کرتے تھے - سامعین کو اس امر کا تعجب تھا کہ بیٹھے ہوے ایسے دور دراز خبرین آپ کو کہان سے معلوم ہوتی ہین - واصلان حق کے نزدیک ردے زمین خردل کی طرح تہلی مین ہے کیا تعجب تہا کہ وہ بر و بحر کی خبرین بیٹھے ہوے بیان کردین - آپ کا روضہ مومن پورے کے قریب رود بنیسرا کے کنارے زیارتگاہ خلایق ہے - بعض کہتے ہین کہ طریق آپ کا قادریہ تھا بعض کا قول ہے کہ چشتیہ خاندان کے پیشوا تھے - سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے ۸۹۸ھ یا ۸۹۹ھ ہے -

(۳) حضرات شیخ علی و شیخ ولی

حضرات شیخ علی و شیخ ولی قدس سرہما العزیز صوفی با وقار صاحب ذوق تھے۔ کرامات آپ کے معروف اور فضائلات آپکے مشہور ہین۔ گذشتہ عمالون نے ۱۲۷۰ھ مین یہانکے انتظام کے لئے متولی مقرر کیئے تھے مگر نواب مستطاب قطب الدین خان نے قدیم متولیون کو خدمت سے علیٰحدہ کرکے جدید منتظم کا تقرر کیا تھا۔ ان دونون حضرات کا روضہ قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب مومن پورے کے قریب رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خلائق ہے اس روضہ کے پائین کے طرف بہت دور تک ایک مربع حصار کھینچی ہوئی ہے **خطیرۂ مہدویان** اوس سنگین حصار مین سید یعقوب کے فرزند سید شاہ عالم کا مزار ہے مہدویون کا بیان ہے کہ وہ ہمارے مرشد تھے۔ اکثر مہدویون کے قبور اوسمین موجود ہین۔ نواب امیر نواز جنگ بہادر نے ۱۳۰۵ھ مین اوس مربع حصار کی تعمیر کروائی ہے اس تعمیر کے قبل صرف غیر محصور قبرستان تھی مگر اس خطیرے مین سنیہ مسلمانون کی بہت پرانی اور قدیم قبرستان شامل ہوگئی۔ ۱۳۰۵ھ سے اس خطیرے مین سنیون کی لاشین دفن نہین کی گئین۔

(۴) حضرت سید سراج الدین

حضرت سید سراج الدین شہید قدس سرہ العزیز بڑے زاہد عارف متوکل تھے دینی حرارت سے خون آپ کا ہمیشہ موج زن رہا کرتا تھا۔ اور آپ ہمیشہ ایک سونٹا ہاتھ مین رکھا کرتے تھے۔ اور یہ فرمایا کرتے کہ اسکا نام (کفار شکن) ہے کسی مخالف مذہب کو آپ سے خصومت پیدا ہوگئی تھی اوس نے قابو پاکر آپ کو شہید کردیا آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے اندر کارنجے کے قریب زیارتگاہ خلایق ہے۔ اور ابتک آپ کے مزار کے اطراف سونٹے لٹکتے ہوے نظر آتے ہین۔

(۵) حضرت شاہ نسیم

حضرت شاہ نسیم قدس سرہ العزیز۔ عارف کامل درویش تھے۔ اپنے خمس الاوقات نماز کیلئے سفالین مسجد بھی بنوائے تھے۔ اکثر قصبۂ بیر کے عطارون کو آپ سے اعتقاد تھا آپ کی وفات کے بعد یہ مسجد ویران پڑی تھی اسلئے قصبۂ بیر کے منصف اور شاہ رفیع الدین قدس سرہ قندہاری کے حقیقی نواسے حضرت حافظ مولوی ابو محمد شجاع الدین صاحب ابو محمد شجاع الدین مرحوم ساکن قندہار ضلع ناندیر نے اوس مسجد کو از سر نو پختہ تعمیر کروائے اور خود وہان مدتون نماز پڑہے اور خصوصًا ماہ صیام مین ختم قرآن اور نماز تراویح ادا فرماتے تھے۔ شاہ نسیم کا مرقد قصبۂ بیر کے اندر اسی مسجد کے صحن مین شاہ نسیم کے تکیہ سے مشہور ہے۔

چہٹا مقالہ

قصبۂ بیر اور یہان کے قدیم مساجد بانی مساجد کا نام معاش کی تعداد سنہ تعمیر

قصبۂ بیر کے اندرون و بیرونی آبادی مین کم ازکم دو سو مساجد کا پتہ چلتا ہے۔ مگر بہت سے ویران اور بانگ وصلوۃ سے خالی پڑے ہوے ہین۔ بعض مساجد کہنڈرون مین اس ابتر حالت کے ساتھ ٹوٹے ہوے نظر آتے ہین جنکی کیفیت بیان کرنا خانۂ خدا کے شان وعظمت کے خلاف ہے۔ اب ہم دراز کار قصون سے درگذر کرکے صرف اون مساجد کا ذکر کرتے ہین جنکو سرکار نظام سے معاش مقرر ہے۔ مگر اسقدر کہنا ضرور ہے

کہ بے معاش مساجد بھی بہت سے آباد ہین اور اونین خمس الاوقات بانگ وصلوۃ ہوا کرتی ہے۔ بامعاش مساجد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مسجد کہنہ

اس مسجد کو مسجد کہنہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ قصبۂ بیر مین جسوقت اسلام آیا مسلمانون نے اوس کے قدیم عمارت کے اندر سے بت کو جو مرہٹون کا معبود تھا توڑکر پہینکدیا اور صحیح سالم عمارت کو مسجد قرار دے اور مغربی دیوار مین شملہ بنوایا۔ قصبۂ بیر کے قدیم مسلمانون کی یہ پہلی عبادتگاہ ہے جو مسجد کے لقب سے پکارے گئے۔ اسکو مسجد کا خطاب دینے سے پہلے قصبۂ بیر مین کوئی مسجد نہ تھی۔ مسلمانون نے یہان آکر اپنی پہلی نماز اسی مسجد مین ادا کئے اس لحاظ سے اسکو مسجد کہنہ کا لقب نہایت موزون دیا گیا۔ خزانہ سرکار سے سالانہ (۵ے) معاش مقرر و جاری ہے مگر افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ ایسے مقدس خانہ خدا کو عمالان قصبۂ بیر نے پاک اور ناپاک قید دن کا قیدخانہ بنا رکہا ہے اور تمام ضلع کے مختلف قومی وملتی مجرم۔ اوسین محبوس ہین اس مسجد کی عزت وحرمت دیدہ و دانستہ ذلیل ہو رہی ہے۔ یہ مسجد قلعہ جدید کے اندر مشرقی دروازے کے متصل محبس ضلع بیر سے مشہور ہے۔

مسجد جامع اندرون قلعہ

اس مسجد کو نواب جان سپار خان نے بنوایا ہے۔ یہ مسجد نہایت مشین اور سنگین ہی اوس کے چبوترے کی بلندی (۹½) گز شرعی اور طول باہر کے جانب سے مابین شرق وغرب (۵۰) گز عرض اوسکا باہر کے طرف سے مابین جنوب وشمال (۲۴) گز اور اندر کے جانب سے (۲۱) گز ارتفاع اوسکا (۱۴) گز کا ہے اس مسجد کے محراب پر حسب ذیل کتبہ ہے

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واولئک ہم المفلحون۔ نگویم مسجد و منبر بنا کرد کہ اسلام محمدؐ را بنا کرد۔ در زمان دولت بے زوال و آوان سلطنت ابدی الاتصال حضرت خلافت پناہے ظل الٰہی نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ نواب نامدار گردون اقتدار جان سپار خان بناے این مسجد عالی را تعمیر فرمود سنہ ۱۰۲۳ھ باتمام رسید۔

منبر و فرش سنگین اس مسجد کے ممبر اور فرش سنگین کو قصبۂ بیر کے سپہ سالار دلاور خان ترین نے غرۂ شوال سنہ ۱۰۹۱ھ مین بنوایا ہے۔ اوس سنہ مین اورنگ زیب عالمگیر کا سنہ جلوس چوبیسوان تھا۔ اس مسجد کے جانب شرق (۲۱) گز کے فاصلہ پر ایک حوض ہے جو ہر طرف سے (۲۰) گز مربع ہے۔ محمد صمصام الدین صاحب عرف شیخ بسم اللہ یہان کے پیش امام اور محمد معز الدین صاحب عرف شیخ دیوان موذن ہین خزانہ سرکار سے (صـــہ) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے خمس الاوقات اور نیز ہر جمعہ کو اور سال کے دو اعیاد مین بانگ و صلوٰۃ ادا ہوتی ہے۔

مسجد دیوان بارہ

کسی زمانہ مین ہندون کا دیول تھا سرکار مین مسجد کا پتہ دیکر (صـہ) سالانہ معاش حاصل کیا گیا جو ابتک جاری ہے۔ اور نام اس دیول کا مسجد دیوان بارہ رکھلیا گیا۔ ہمنے اس مسجد کے متعلق خدام مسجد سے حقیقت گذشتہ کو بہت کچہہ دریافت کیا اون لوگون نے مختلف پریشان اور گمنام روایتون سے میرے کان ایسے بہر دئے کہ مین ایک بات کو بھی صحیح باور نہ کرسکا۔ اگر اون کی طینت مجہ سے صاف ہوتی اور وہ مجھکو صحیح حالات کا پتہ دیتے تو آج وہ بھی اس یادگار کے برابر زندہ اور نیک نام رہتے۔ یہ مسجد قلعہ جدید کے

مشرقی دروازے کے محاذی واقع ہے۔

مسجد چوک

اسکی ابتدا سلطان جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ کی ہے۔ بانی اوسکے مولف ہذا کے بزرگوار تھے قصبۂ بیر کے اندر سوا اس چوک کے دوسرا کوئی چوک نہ تھا یہ مقام ایک چوراہے کے بیچ مین ہے جو زمانہ سابق مین یہان پر بلحاظ مرکز آبادی و ناف شہر ہونیکے ہر قسم کے جنس اور اشیا مہیا رہتے تھے جسکے لئے ہر شخص یہان آتا تھا اور جنکو نماز سے رغبت تھی وہ یہان کے خمس الاوقات بانگ صلوۃ مین شامل ہوجاتا تھا۔ خزانہ سرکار سے (۱۲ روپیہ) سالانہ معاش مقرر جاری ہے

مسجد جونہ بازار

یہ مسجد زمانہ سابق مین بالکل منہدم تھی کچھہ آثار باقی رہگئے تھے۔ ایک زرگر نے یہان پر اپنا گھر بنا لیا تھا مسجد کی حالت اوس زنار دار کے بود و باش سے بالکل تباہ ہوئے جارہی تھی حضرت شیخ نجم الدین کبرا سہروردی کے نسبی پوتے شیخ شہاب الدین کے فرزند شیخ لعل نے اس مسجد کے نسبت اسلامی ہمدردی کے زرگر کا قبضہ اٹھوایا اور محرم کے پانچوین تاریخ ۹۱۲ھ مین از سر نو اوسکی تعمیر کروائی۔ مگر اوسوقت اونکو اوس کے پختہ بنوانے کی مساعدت نہو سکی اسلئے سر دست سنگ و گل سے تیار کرالی گئی تب بھی (۱۰۵) برس تک قایم رہی ۱۰۱۷ھ مین دوسرے بار اوسکی تعمیر ہوئی اور حسب ذیل کتبہ نصب کیا گیا تھا۔

برہان الدین چو مسجد را بنا کرد چو صوفی خواست تاریخ تمامے		شدہ محراب آن عین عو اطف عبادتخانۂ دین گفت ہاتف ۱۰۱۷ھ	

اس مسجد کو خزانہ سرکار سے (ما ؎) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے اور یہ مسجد حافظ جی کی گلی مین واقع ہے۔

مسجد گڑدیو پورہ

۱۱۳۵ھ تک یہ مقام معبد کہلاتا تھا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی جب تخت نشین ہوا اور تخت نشینی کے (۶) سال کے بعد ۱۱۳۶ھ مین قمرالدین خان بہادر جنکو (وزیر الممالک نصرت جنگ اعتماد الدولہ) کا خطاب تھا انہون نے اس معبد کو مسجد قرار دیا اور رمضان کی ۲۰ تاریخ ۱۱۳۵ھ کو یہان کے پوجاری بہاؤ سنگہ ولد میا رام جو ذات کا (گولی راجپوت) تھا اسکے فرزندون کے نام سے ایک سند عطا کی جسمین دو روپیہ یومیہ اور دو چادر زمین انعام بجز الٰہی اور ایک آثار تیل مع زمین پورہ مذکور طولاً ۲۵۰ و عرضاً ۵۷ اگز معماری اور نیز اس محدود زمین کا بیت المال لکہا ہوا ہے منجملہ اس تمام معاش کے صرف سالانہ یومیہ معاش مشروط ۶ ماہ رجب ۱۲۹۵ھ کو (ما ؎) سرکار سے بحال و جاری رکہا گیا ہے۔ زمین انعام کے بحالی کا تختہ ہماری نظر سے نہین گذرا اور نہ یہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ دو چادر زمین کسی سواد مین واقع ہے۔ اب رہی وہ زمین جو اس مسجد سے متعلق ہے اور جسپر اولاد بہاؤ سنگہ کے مکانات واقع ہین قصبۂ بیر کے سوم تعلقدار (کاوس جی صاحب) نے اوس زمین پر ۱۳۱۵ھ مین غلہ کے لئے مونڈا بنوایا اور مہاجنون کو وہان پر دو کانین بنوانے کی اجازت دی مگر اولاد بہاؤ سنگہ کا حق تملک ساقط نہین کرایا گیا۔

بہاؤ سنگہ ولد میا رام کے منجملہ اولاد مین سے (دیوی سنگہ) معاش مذکور الصدر کے برابر نصفی کا حصہ دار تھا اور اوس نے بتوفیق الٰہی مولف ہذا کے ہاتھ پر بیعت اسلام سے شرف حاصل کیا تھا اور نیز اوس کی اہل و عیال اوس کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئے ہین اور منجملہ (ما ؎) مین سے برابر نصف حصہ مشروط پر قابض و متصرف ہین دیوی سنگہ

ماہ محرم سنہ ۱۲۳۱ھ مین مسلمان ہوا اوسکا نام (عبدالاسلام) رکہا گیا۔ انتقال اسکا غرہ رمضان سنہ ۱۲۳۱ھ کو ہوا اور مسجد مذکورکے محاذی صحن مسجد سے دور ہٹکر شارع عام سے جانب شرق دفن کیا گیا۔ اس مسجد مین خمس الاوقات بانگ وصلوٰۃ ادا ہوتی ہے اور خدامون کے طرف سے پیش امام نوکر رکھے جاتے ہین۔ یہ مسجد قصبۂ بیر کے باہر محبوب گنج کے جانب شمال واقع ہے۔

مسجد نوری

یہ مسجد نہایت پختہ اور سنگین بنی ہوئی ہے۔ اسکو سید نور اللہ نے سنہ ۱۰۹۷ھ سنہ ۳۰ جلوس مین بنوایا ہے خزانہ سرکار سے (عـہ) سالانہ معاش مقرر و جاری ہی لیکن ایک غیر مستحق شخص یہ معاش کہا رہا ہے۔ اور لطف یہ کہ وہان نہ بانگ دیتا ہے نہ صلوٰۃ ادا کرتا ہے سائر خدمات معطل ہین مگر عمال ضلع باوجود اطلاع کے بے خبر ہین یہ معاش خزانہ سرکار سے مفت دیا جا رہا ہے اصل مستحق محروم ہین۔ یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر پنجا گلی مین سڑک کے پر واقع ہے۔

مسجد کالے شاہ

اس مسجد کو معصوم علیشاہ درویش نے سنہ ۱۱۰۹ھ مین نہایت پختہ اور سنگین بنوایا ہے جسکے لئے سرکار سے ۲۔ ایکر ۳ گنٹہ زمین محالی (عـہ) مقرر ہے۔ یہ مسجد شہر کے باہر جانب جنوب متصل خاص باغ واقع ہے۔

مسجد بابوشاہی

یہ مسجد بھی پختہ ہے۔ خزانہ سرکار سے (عـہ ۱۲) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے یہ مسجد قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق بابوشاہ کے تکیہ مین واقع ہے۔

مسجد کالی

اس مسجد کو کالی مسجد اسلئے کہتے ہین کہ وہان پر سرکاری کالی کا تعزیہ بنا کرتا ہے
مگر در اصل بانی اس مسجد کا عبدالرحمن خان بن خان محمدؒ تھا جس نے اسکو سنہ ۱۲ھ مین
بنوایا ہے - خزانہ سرکار (لعہ) ماہانہ معاش مقرر و جاری ہے یہ مسجد قصبۂ بہیر کے اندر
کاغذی دروازے کے قریب محمدؒ سالار قدس سرہ کے روضہ منورہ مین واقع ہے

مسجد سرگروہی

یہ مسجد حال مین از سر نو ترمیم ہوئی - خزانہ سرکار سے (عہ) سالانہ معاش مقرر
و جاری ہے - یہ مسجد شاہ صادق قدس سرہ کے روضہ منورہ مین واقع ہے -

مسجد متولی

یہ مسجد در اصل خانہ مسجد ہے - خزانہ سرکار سے (صہ) سالانہ معاش و جاری ہے
یہ مسجد قصبۂ بہیر کے اندر محمدؒ کریم الدین صاحب مرحوم متولی درگاہ شاہ مخدوم صدیق
انصاری باترو ڑی کے مکان مین واقع ہے -

مسجد نسیم شاہی

اس مسجد کے لئے خزانہ سرکار سے (عہ) ماہانہ معاش مقرر و جاری ہے - یہ مسجد
قصبۂ بہیر کے اندر واقع ہے - اور ہمارے شفیق اور مخلص دوست سرفراز حسین صاحب
منشی کے والد لعل حسین صاحب مرحوم اسی مسجد کے صحن مین مدفون ہین اور وہ اس مسجد
کے پیش امام تھے -

مسجد خندقی

یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے مگر خزانہ سرکار سے (لعہ) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے

یہ مسجد قلعہ جدید کے نیچے خندق مین واقع ہے۔

مسجد بندیل پورہ

یہ مسجد بھی مختصر سی ہے لیکن اوس کیلئے ۸ - ایکر ۶ گنٹہ زمین محاصلی (للعہ ۵) بحال وجاری ہے اس مسجد کے جانب مشرق کسی بزرگ ولی کی مزار زیارتگاہ خلایق ہے عموماً اون ولی کو (سیان فقیر) کہتے ہین یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر بندیل پورہ کے اخیر آبادی مین قریب شہر پناہ کے واقع ہے۔

عیدگاہ اور چند مساجد اور اونکے قدیم کتبے

عیدگاہ

یہ عیدگاہ بہت ہی متین اور خوشنما بنی ہوئی ہے۔ اسکے چبوترے کی بلندی (۲½) گز اور طول مابین جنوب وشمال (۶۴) گز اور عرض (۵۰) گز کا ہے۔ اوسکے مغربی سنگین دیوار ارتفاعاً (۱۱) گز کی ہے۔ اور اوسپر حسب ذیل کتبہ نصب ہے

	ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر		چراغ مسجد و محراب و منبر

در عہد خلافت خاقان بن خاقان سلطان بن سلطان ابوالمظفر
محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی بعد فتح ملک مارواڑ
ورانا بتعاقب الباغی در سنہ بست وپنج بدکن نزول اجلال فرمودہ
ملک بیجاپور وحیدرآباد وادونی وقلعہ راہیری وستارہ دپرنالہ وکھیلنی وغیرہ
مفتوح ساختہ در سنہ چہل وشش کہ بمحاصرۂ قلعہ کھیلنا کہ از محکم ترین قلاع
دکن است متوجہ بودند وصوبہ داری از بیجاپور تا خجستہ بنیاد بنام نامی
نواب فلک جناب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ متعلق

داشت باہتمام احقر العباد حاجی صدر شاہ بنیابت عمدۃ الملک بندوبست بیر
می پرداخت بناے مصلائے عالی در ماہ مبارک رمضان سنہ مذکور از
جلوس میمنت مانوس مطابق ۱۱۱۳ھ یکہزار و یکصد و سیزدہ ہجری صورت
اتمام پذیرفت۔

یہ عیدگاہ قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق تقریباً (۱½) میل کے فاصلہ پر واقع ہے
سال مین دو مرتبہ نماز عیدین ادا ہوتی ہین سیکڑون مسلمانون کا ہجوم رہتا ہے۔ عمال
ضلع بھی حاضر ہوتے ہین قاضی خطیب محتسب صاحبون کو خلعت ملتی ہے نماز کے بعد
مصلیان عیدگاہ حضرت شاہ کوچک قدس سرہ کے روضہ منورہ پر فاتحہ دیتے ہوے
اپنے اپنے گھرون کو واپس آتے ہین۔

مسجد بنگالی

یہ مسجد نہایت مستحکم سنگین اور بالکل جامع مسجد کے شبیہ ہے فرق اتنا ہے کہ
وہ جامع مسجد بہت ہی بڑی اور کشادہ اور بلند ہے یہ اوس سے بہت چھوٹی ہے مگر استحکام
اور مضبوطی اور شباہت مین برابر ہے اسکے محراب پر حسب ذیل کتبہ ہے۔ اور یہ مسجد
قصبہ بیر کے اندر احمد نگر دروازے کے قریب واقع ہے۔

انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر ان یکونوا المھتدین

در عہد خلافت بادشاہ محمد شاہ غازی طال اللہ عمرہ بتائید الٰہی بانی این مسجد
خادم الشرع متین قاضی محمد رکن الدین متوطن قصبۂ جھستی صوبہ بہار باہتمام
محمد تاج الدین برادر در ۱۱۳۵ھ باتمام رسید

قاضی رکن الدین قاضی محمد رکن الدین بن محمد افضل قصبۂ مہسی صوبہ بہار کے رہنے
والے تھے۔ چونکہ بہار بنگالے کے نواح مین واقع ہے اسلئے آپ کی مسجد کو بنگالی
کہتے ہین۔ شاہ عالم بہادر کے پوتے۔ عظیم الشان کے بیٹے معین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ

کے زمانہ مین بطریق ضبطی پرگنہ بیر کے منصب قضا پر مامور ہو کر آئے تھے۔ اور چندے یہان کی حکومت کی مگر خدمت مذکور اونکو مستقل نہین عطا ہوئی تھی۔ اونکو شاہجہان آباد دہلی کے صدر الصدور سید فضل خان نے اپنے طرف سے ۲۴ جمادی الاول سنہ ۲ جلوس مطابق ۱۱۲۵ھ مین ایک پروانہ دیکر روانہ کردیا تھا ہنوز کامل آٹھ مہینے تک انہون نے حکومت نہین کی تھی کہ ۱۹ ذیحجہ ۱۱۲۵ھ مین مولف ہذا کے پڑدادا کے دادا قاضی فصیح الدین[۵] بن قاضی عبدالقادر نے شاہی حکم اور دفتر دیوانی سے اون کے پروانہ کو منسوخ کرادیا تھا۔ مگر فرخ سیر کی سلطنت بڑی پرآشوب تھی اور یہ پرآشوبی محمد شاہ کے زمانہ تک باقی رہی دہلی اور دکن کا انتظام اس مدت مین بالکل نہ ہوا اس فرصت مین تقریبًا ۲۴ سال قاضی رکن الدین منسوخ پروانہ کے ذریعہ سے پرگنہ بیر کے منصب قضا مین دخیل ہوتے رہے ۲۷ ماہ شعبان ۱۱۴۹ھ مین نواب آصف جاہ بہادر پادشاہ دکن نے قاضی محمد رکن الدین کو پرگنہ بیر کے منصب قضا سے مطلق برطرف اور بالکل موقوف فرمادیا اور چونکہ مولف ہذا کے پڑدادا کے والد قاضی محمد فضل اللہ صاحب مرحوم بن قاضی فصیح الدین

قاضی محمد فضل اللہ

بڑے فاضل فارغ التحصیل صالح متدین اور تورع سے ممتاز تھے آصف جاہ بہادر نے ان کے اوصاف کی تصدیق کے بعد اور نیز اونکے ۴۰۰ برس کی موروثی استحقاق و قدامت کے لحاظ سے پرگنہ بیر کی منصب قضا سرفراز کی اور ۲۷ شعبان سنہ ۱۹ جلوس کو رکن الدین کے تغیری سے اپنی دستخطا اور خاص مہر سے پروانہ عطا فرمایا قاضی محمد فضل اللہ پر بنائے پروانہ مذکور مادام الحیات منصب قضاء پرگنہ

---

[۵] قاضی فصیح الدین غرہ جمادی الاخر ۱۱۰۸ھ مین قاضی ہوے تھے اوسوقت عالمگیر زندہ تھے من بعد خلد منزل سنہ ۲۰ ربیع الاول سنہ جلوس مطابق ۱۱۲۱ھ مین پرگنہ بیر کے منصب قضا کا فرمان اون کو عطا کیا تھا۔ قاضی فصیح الدین ۱۱۴۲ھ مین انتقال کئے اور اندرون حصار چہار دیواری روضہ منور شاہ کو چک ولی جانب شمال متصل تالاب اپنے والد ماجد کے غربی پہلو مین دفن ہوے ۱۲

بیر کو انجام دیتے رہے۔

قاضی محمد فضل اللہ سنہ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے سنہ ۱۱۹۴ھ میں پرگنہ بیر کے قاضی ہوئے ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۸ھ میں انتقال فرمائے اور اندرون حصار چہار دیواری روضہ شاہ کوچک ولی جانب شمال متصل دیوار تالاب جانب غرب مدفون ہوئے۔ آپنے بھی اپنے نام سے ایک مسجد بنگالی سے زیادہ خوبصورت بنوائے تھے۔

مسجد کمانی دروازہ

اس مسجد کو مولف ہذا کے جد الجد قاضی محمد فضل اللہ بن قاضی فصیح الدین نے بنوایا تھا۔ اور اپنے زندگی میں وہان خمس الاوقات نماز پڑھا کرتے اور طلبا کو درس دیا کرتے تھے۔ یہ مسجد بہت نازک اور خوبصورت بنی ہوئی تھی شکست وریخت کی ترمیم اور نگہداشت نہ ہونیکے وجہ سے بارش مین گرگئی۔ قاضی محمد فضل اللہ کے فرزند قاضی افضل الدینخان نے نواب شرف الدولہ بہادر کو معروضہ کرکے نواب کے اعانت سے ازسر نو اوس مسجد کی تعمیر کروائے اور بلحاظ ادب حکومت نواب کے نام کا کتبہ نصب کرایا گیا جو حسب ذیل ہے

شرف الدولہ بہادر نواب چونکہ جائے نظر یزدان است	ساخت این مسجد عالی از سر شدہ تاریخ بنالیش منظر ۱۲۹۰ھ

اس مسجد کا جنوبی سنگین دروازہ علی محمد خان علی یاور جنگ نائب شرف الدولہ نے بنوا دیا ہے۔ یہ مسجد قصبہ بیر کے اندر رواق صف شکن خان کے متصل جانب غرب واقع ہے۔ اور خمس الاوقات بانگ وصلوۃ ادا ہوتی ہے اور یہاں کی خطابت وامامت وموذنی وسائر خدمات قاضی محمد فضل اللہ کے نبائر دن کے نام مقرر وجاری

قاضی محمد افضل الدین خان

ہے قاضی محمد افضل الدین خان سنہ ۱۲۱۵ھ مین پیدا ہوئے آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند آصف الدولہ سید محمد خان بہادر ظفر جنگ نے

۱۱ شعبان سنہ ۲ جلوس م ۱۱۶۸ھ مین ایک پروانہ اپنی مہر اور دستخط خاص سے مزین فرماکر منصب قضاء پرگنہ بیر کے نسبت عطا فرمائے تھے آپ بروے پروانہ مذکور منصب قضاء سے مذکور پر قابض ومتصرف رہے۔ نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۵ صفر سنہ ۲۳ جلوس مطابق ۱۱۹۵ھ مین آپ کو خطاب خانی اور چارصدی منصب سرفراز فرمایا تھا۔ قاضی محمد افضل الدین خان کی وفات ۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۲۱۱ھ کو جالنہ پور مین ہوئی۔ تیرہ دن وہان کی زمین دفن رہے چودھوین روز نعش قبر سے نکالکر قصبۂ بیر مین لائی گئی اور اندرون حصار روضہ شاہ کو چک ولی جانب شمال متصل تالاب اپنے والدہ ماجدہ کے غربی پہلو مین تیرھوین رجب سنہ مذکور کو دفن کئے گئے۔

مسجد روضہ شاہ بیر بالا

اس مسجد کو قصبۂ بیر کے جاگیردار نواب شرف الدولہ بہادر کے بخشی علی محمد خان نے بہت ہی خوشنما بنوایا ہے اوراوس کے محراب پر حسب ذیل کتبہ ہے۔

شرف الدولہ والی این ملک	ہست از فضل حق سراپا جود
بخشی او علی محمد خان	چون بنا کرد این مکان سجود
سال تاریخ زد رقم صوفی	خانۂ طاعت الہ ودود

مسجد کاریز

اس مسجد کو حضرت سید سراج الدین شہید کے معتقدین شیخ نہنو بن شیخ نعمان قریشی کلن وشیخ عبدالرحیم نے شہید موصوف کے روضہ منورہ مین کمال اعتقاد اور خلوص ادب سے بنوایا ہے (عبادتخانہ اللہ) اوسکے تعمیر کی مادۂ تاریخ ہے۔ یہ مسجد پنجوقتہ نمازیون سے معمور رہتی ہے۔

مسجد روضہ شاہ کوچک

اس مسجد کو قصبۂ بیر کے حاکم امیر نواز جنگ بہادر نے اپنا قابل قدر یادگار بنوایا ہے اسکا پایہ ایسا گہرا کہودا گیا تھا کہ جسمین ایک مقدس بزرگوار کی سالم نعش گور وکفن کے ساتھ نکل آئی تھی مگر اوسیوقت ادن قدوۂ محققان خداکیش وزبدۂ بزرگان صفا اندیش وخلاصہ خاندان شریعت وطریقت وسلالہ دودمان حقیقت ومعرفت کی قبر شریف پر عود وعنبر مشک وعطر چہڑکا گیا اور پہولون کی چادر چڑہاکر مسجد کے پایہ کی تعمیر شروع کیگئی اور وہ مسجد نہایت مشین اور سنگین طیار کرائے گئی جسکے محراب مین حسب ذیل کتبہ ہے۔

کرد مسجد بنا امیر نواز	جنگ دولہ کہ دولتش دامت
پس بگفتا کہ اے خدای کریم	این بنا گشت شکرا نعامت
کار نیکان تو نکو سازد	اہتمامے امرا الہامت
اجراین ریز بر مزار شریف	شاہ کوچک بفضل وکرامت
شمس برج ولایت خاصہ	قطب دورے کرامت عامت
قدس اللہ سرہ العالی	آسمان وزمین مادامت
بہر تاریخ نیز شد ایما	بنا الصلوۃ قد قامت

اس مسجد کی ابتدا حاجی صدر شاہ کے بنائے مسجد پر قایم کیگئی ہے حاجی صدر شاہ کی مسجد بالکل شکستہ ہوگئی تھی اور اوسکا طول ۲۵ گز اور عرض ۱۰ گز اور ارتفاع ۱۱ گز کا تھا اور روضہ منورہ سے (۱۴ ۱/۲) گز کے فاصلہ پر بنی ہوئی تھی اور اوسپر حسب ذیل کتبہ نصب کیا ہوا تھا۔

حمد بیحد والصلوۃ مفتخر	مرخدارا د علی خیر البشر
باد بر آل وصحابش صد سلام	نیز زین احقر العتبہ السلام

بعد گویم گنج بخشش بیدرنگ	عمدة العدا وہم فیروز جنگ
رکن بیت دین و دنیا را نظام	غازی الدینخان بہادر نیک نام
بہر مسجد گشت حاجی صدر شاہ	نائب او ملتمس در بارگاہ
حکم صادر شد کہ مسجد را بساز	تا بجمعیت ادا گردد نماز
شکر للہ یافت تعمیر انصرام	ہمچنین یابد مرادش انتظام
کار غازی بود ہم غازی نمود	آمدہ تاریخ ہم غازی نمود ۱۸
از محمد شاہ نظم این یادگار	باد دوران الی یوم القرار ۱۱ھ
گر کسے پرسد کہ ناظم کیست آن	گو غلام درگہ حاجیست آن

چنانچہ یہ کتبہ ایک بڑے مربع پتہر پر خط نستعلیق سے لکھا ہوا روضہ شاہ کوچک ولی کے بالین کے جانب ایک رواق مین رکہا ہوا موجود ہے ۔ اور نیز اس روضہ منورہ مین حسب ذیل عمارات بنے ہوے گذشتہ یادگار باقی ہین اب ہم ان متبرک آثار کے نام اور سنہ تعمیر کو تفصیلاً بیان کرتے ہین ۔

قبہ شریف مع چوکہنڈی

یہ وہ قبہ ہے جو خاص مزار پر انوار پر اپنا پیارہ اور منور جلوہ دکہا رہا ہے اور اس خوبصورتی کے ساتھ مدور بنا ہوا ہے گویا طبق لاجوردی مین قدرتی بیضہ رکہا ہوا ہے ارتفاع اسکا ۱۰ گز اور چوکہنڈی ہر طرف سے ۷ گز چوکہنڈی اور قبہ دونون کو ملاکر اوسکی بلندی دیکہی جاسے تو تقریباً (۱۷) گز سے کم نہ ہوگی چوکہنڈی سنگین اور نیز قبہ پختہ اور مستحکم ہے اسکے جنوبی رواق پر اس طرح کتبہ ہے (از صنعان مجاور مرتب شدہ سنہ ۱۹۵ھ)

چبوترہ اولی

یہ وہ چبوترہ ہے جسپر حصار چہار دیواری کھنچی ہوئی ہے اور ہر طرف میں واقین
بنی ہوئی ہین۔ اسکا طول غرب سے شرق تک ۲۶ اگز اور عرض ۷ اگز اور ارتفاع
۹ گز کا ہے حدود اربعہ اوسکے یہ ہین جانب شرق زمین افتادہ اور پہاڑ کے ناہموا
ٹیلیان۔ جانب غرب دروازہ عالیشان بنا کردہ امیر نواز جنگ بہادر اور نرد بان ہائے
قدیم۔ جانب جنوب راہ مسجد ڈونگری جو اسوقت مسجد کو دیدہ و دانستہ مجاورون نے
تباہ کر دیا ہے۔ جانب شمال تالاب۔ یہ چبوترہ مبارز خان صوبہ دار دکن کے زمانہ
مین شیخ صنعان مجاور روضہ منورہ نے بنوایا ہے۔ اس چبوترے کے چارون کونون
پر چار برج سنگین بنے ہوے ہین۔

(۱) برج نیرت۔ اس کا بانی راوباجی ناکر کا قرا تبدار تھا۔ اسوقت اس برج پر نقارخانہ
ہے اور بہشت سے نقارچی متعین ہین اوقات معینہ پر نوبت اور شہنائی کی روح افزا آواز
اور صبح کا نورانی وقت اور روضہ منورہ کی ذیشان اور دل نشین فضا خصوصاً پاکبازان
اہل حیثیت اور نیز ہر ایک غم آلود دلون کے لئے مسرت بخش و فرحت گاہ ہے۔

(۲) برج اگنی۔ یہ بھی قدیم ہے۔ یہان پر سکو دیسپانڈیہ نے باورچی خانہ بنوایا تھا
مگر اوسکے منہدم ہونیکے بعد کوتے بیگ خان رسالدار نے از سر نو باورچیخانہ طیار کرادیا ہے
جسپر اس طرح کتبہ لگا یا گیا ہے۔

کوتے بیگ خان بہادر نیک نام	کرد تعمیر عمارت بالتمام
چونکہ تاریخش زہاتف خواستم	بخت یار سے داد مارا این پیام

(۳) برج ایسان۔ اسکا بانی نارولورک دیسپانڈیہ تھا۔

(۴) برج بائب۔ یہ بھی قدیم ہے۔ مگر اس برج پر قصبہ بیر کے کوتوال مرزا سعید بیگ
نے ہشت پہلو بنگلہ بنوایا ہے۔

چبوترۂ ثانی

یہ وہ چبوترہ ہے جسپر حضرت شاہ کوچک ولی کا خاص روضہ بوسہ گاہ خلایق ہے
اسکا طول باہر کے جانب سے مابین غرب و شرق سواے دالان سنگین ۴۲ گز اور عرض
۳۰ گز اور ارتفاع (۲ ½) گز کا ہے۔ اس کے حدود اربعہ یہ ہین۔
(۱) جانب شرق۔ دالان سنگین (۲) جانب غرب مسجد (۳) جانب شمال راستہ
اور بعدہ قبرستان بزرگان مولف ہذا (۴) جانب جنوب سیڑیان بعدہ راستہ و قبرستان
اس چبوترے کے بانی روضہ منورہ کے مجاور شیخ صنعان تھے اور وہی دکن کے
صوبہ دار مبارز خان کا زمانہ تھا۔

دالان سنگین

یہ دالان روضہ منورہ سے جانب شرق (۲۷) گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکو
قصبۂ بیر کے سپہ سالار سردار خان ترین نے سنہ ۱۰۹۱ھ مین بنوایا ہے۔ درگاہ کے
مجاور اسی دالان مین بیٹھا کرتے ہین

گنبد شریف حجرۂ مبارک

یہ گنبد چبوترۂ اولی سے ملحق جانب شمال واقع ہے۔ قصبۂ بیر کے دیسپانڈیہ اہل جی
نے پختہ تعمیر کروایا ہے۔ اور اوسپر اس طرح کا کتبہ نصب ہے۔ (ببین حجرۂ شاہ کوچک ولی
بنا کرد اہل ز صدق دلی ❊ چو تاریخ او جستم از عقل خویش ❊ نمود از گل گلشن فادخلی) زمانہ
سابق مین یہان پر بہت بڑا عمیق غار تھا حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ العزیز نے
اپنی زندگی مین اسی مقام پر خام حجرہ بنا کر اوس مین رہنا شروع فرمایا تھا حضرت سید محمد بندہ نواز
گیسودراز اسی حجرہ پر رونق افروز ہوئے تھے اور اوس کے چھوٹے دروازے سے
اندر جا کر باباکوچک سے ملاقات کئے تھے۔

تالاب

یہ تالاب حجرہ مبارک کے قریب جانب شرق واقع ہے۔ اسکے قدامت کا زمانہ معلوم نہین ہوسکا مگر بابا کوچک کے زندگی مین اس تالاب سے متردین اور مسافر لوگ پانی پیتے تھے۔ عمق اوسکا بہت ہے مگر ہر سال کی بارش سے اوسمین مٹی بھر گئی ہے۔ رام چندر پنڈت نے سنگین کٹہ بنوایا ہے۔ اور اوسکا ایک مصنوعی کارنز بہت ہی خوشنما پتھر کا بنا ہوا تھا حال مین کسی نے اوسکو توڑ ڈالا ہے یہ تمام خرابیان مجاوردن کی غفلت اور عدم نگہداشت کی وجہ سے سرزد ہوتی ہین۔

صفہ لچھی رام

یہ صفہ نقارخانہ کے متصل واقع ہے۔ بانی اسکے رائے چھوٹم لعل کے برادر نسبتی لچھی رام نے بنوایا ہے اسپر اس طرحکا کتبہ نصب ہے۔ دربانی بارگاہ چھوٹم لعل ۞ حاتم عصر و حاکم عادل ۞ چونکہ بنیاد کرد لچھی رام ۞ کرد تعمیر ین بصدق دل) اس کے مقابلہ مین جانب شرق ڈونگری دروازے سے ملحق اور ایک صفہ بنا ہوا ہے کہتے ہین کہ اوسکو قصبۂ بیر کے بافندون نے بنوایا ہے۔

باؤلی

یہ باؤلی چبوترہ اولی کے نیچے جانب غرب واقع ہے۔ پانی اوسکا بہت میٹھا ہے روضہ منورہ مین اس باؤلی سے نفع عام اور ہر ایک جنازے کے تدفین کے وقت اوسیکا پانی بکار آمد ہوتا ہے سنہ ۱۳۱۴ھ مین اوسکی ترمیم کیگئی ہے۔

در عہد خلافت شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی والدہ انیرائے بن روپچند قوم کہتری عرف اٹھ متوطن خوشاب صوبہ پنجاب حسب قسمت در قصبۂ بیر قیام گردید در روضہ منورہ حضرت شاہ کوچک ولی دہن چاہ آب سبیل بنا نمود

تقریظ ناظم بلاغت نگار ناثر فصیح گفتار جناب مولوی محمد تحصیلدار من جناب محمد عبد العلی صاحب قدوائی منصبدار افضلگنج

جسقدر خدا کی دی ہوئی نعمتین ہین سب بے انتہا شکر کے قابل ہین مگر عطا سے گروہ
افراد انسانی اتنا کام لے لیتی ہے - جو قدرتی ضرورتون کے [illegible] ہین
مگر باستثنائے برگزیدہ اکابران سلف کے عطائے عظیم و نعمت [illegible] سے
دل و دماغ مراد ہے ہمعصر گروہ نے وہ کام نہین لیا اس بیش بہا عطا کا [illegible] اوس لئے
تھا کہ صفحۂ ہستی پر اونکا نقش و نگار ممتاز و یادگار صورتون مین کھنچا رہے - جن لوگون
نے ہمارے سینے عمدہ عمدہ علوم اور ہمارے آنکھین شگفتہ مضامین اور ہمارے
دل بے انتہا ذخیرۂ اسرار و گنجینۂ صواب سے مامور و روشن کردئے ہین - گو اون کا
مرقع ہمارے نظر سے نہین گذرا مگر جب اونکے صاحب فکر اونکا نتیجہ ہم دیکھتے ہین اونکی
غظمت اونکی مرتبت ہمارے قلوب پر نقش ہو جاتی ہے - آیندہ محبوب بنانے والا
یادگار اگر ہے تو یہی تالیف اور تصنیف ہے اس سے بہتر مستند ذریعہ زندہ جاوید
ہونیکے لئے پیدا نہین ہو سکتا - یہ مرتبہ بلند پایہ کی میرے معزز مکرم معدن اخلاق
اتم ستودہ صفات حمیدہ خصائل رونق شرع متین مولوی قاضی احمد محی الدین صاحب
قاضی ضلع بیر نے اس تاریخ کی تالیف سے حاصل کیا ہے چونکہ مین بھی صاحب ممدوح کے
فیضان صحبت سے مستفید ہون باوجود اعتبار ہیچمدانی تقریظ کا ارشاد ہوا حیران ہون
کہ اس تاریخ کو کیا کہون آخر خدا نے بگڑی بات بنا دی اس تاریخ کے بسیط مضمون
نے فتوی دیا کہ اوسے بکھرے ہوے پھولون کا گلدستہ کہدون یا متعدد رسالونکا غنچہ

یہ و بیانی محاورہ پسند اہل زبان سے داد چاہتی ہے - طالبین
کے لئے یہ تاریخ زیبا مطلوب ہے بلکہ یون کہئے کہ اپنی طلعت کا ورق تصویر
شایقین کے ہاتھہ مین دیدیا ہے - میرے مکرم تشفیق نے علوی
مدایح کا سکہ اپنے ہمزمانہ سوسائٹی کے دلون پر نہین بٹھایا بلکہ
اون بلندنامون کے جوار ہمنامی مین اپنی ذوی شوکت
کرسی لگا دی ہے کہ جن کے نام نامی نہایت بزرگی سے
ہمارے [illegible] اون پر جاری ہوا کرتے ہین واقعی یہ
تاریخ ممدوح کے اعزاز کا گرانی مطلع صحیفہ ہے
اسمین اس تقریظ کو اسپر ختم کرتا ہون

شعر - آب حیات در رقم مشک
فام اوست ٭ از خضر نام
زندہ جاوید نام
اوست

مودت العلوم مطبع نظامی [illegible]

منشی احمد [illegible] صاحب [illegible]

محمد [illegible] العابد

سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۲۱۱ھ

اس باؤلی کے اطراف تمام قبرستان ہے اور بڑے بڑے خوشنما مقبرے بنے ہوے تھے ابریق بیگ محتسب کا مقبرہ بہت ہی شاندار تھا اکثر مقابر۔ تہ زمین اور بہت سے منہدم ہوگئے ہین۔ مقابر اور اوس کے نقش ونگار کا خاک مین ملجانا کچھہ افسوس کے قابل نہین ہے۔ محل عبرت اگر ہے تو یہ کہ اون مقبرون کے اندر وہ نفوس جو حیات مستعار کے ساتھ چند روز کے لئے سرائے فانی مین مہمان اور نخلستان دہر مین گل تر وتازہ کے طرح خندان تھے۔ نہر حیات خشک ہوجانیکے بعد پژمردہ ہوکر ملک عدم کے طرف سیدہے چلے گئے جانا بھی ایسا کہ پھر واپس آنے کی امید نہین اگر اون کی ایک بوسیدہ ہڈی اون مقبرون اور لحدون مین جہان وہ پیوند خاک ہوگئے ہین ڈہونڈ جاے یا تمام دنیا کی خاک غربال سے چہانی جائے تب بھی اونکا اثر اور نشان تک نہین مل سکا۔ انسان دریاے وحدت کا ایک حباب ہے سنکہا حباب دریائے وحدت پر چلکتے نظر آئے پہر اوسی دریاے وحدت مین (لافنا) بنگئے دہر کس بہانہ ازین دیر فنا؛ شد عازم آن سراے جاوید بقا؛ باقی نہ بود کسے بعالم ابدا؛ غیر از احدے کہ نیست اورا ہمتا؛ یہ تو ایک گہری بات ہے مگر اپنے ظاہری مثال سے یہ ثابت کئے دیتے ہین کہ انسان مگر انسان ہو وہ ابدالآباد دنیا مین بھی زندہ رہتا ہے اور بہت سے حضرات جو درحقیقت حضرات ہین باوجود امتداد ممات کے آج زندہ ہین وہ کون لوگ ہین جنہون نے تصنیف وتالیف سے دوامی حیات کا جبیفہ حاصل کیا ہے۔ گو اونکے تصاویر غیر ذیروح ہین مگر وصف دوامی کے تشکل سے صاف نظر آرہے ہین اگرچہ وہ تصاویر بظاہر بلفظ ادائے مطلب نہین کرسکتے لیکن اپنے مقاصد ارادے منشی خیالات اور علمی سواد مواد قرطاسی صفحات پر بتا گئے ہین وہ خود ناطق ہین اونکا ایک ایک حرف انہی دیکھنے والون کو اپنے طرف مخاطب کررہا ہے ہر نقوط اون کے اشارے حروف اون کے

مطالب سطور اونکے انشا اور خبر کے جملے کلک اونکی زبان دوات اونکی چشمۂ حیات ہے
وہ ابدالآباد بولتے جاتے ہین مگر صرف پاس ادب سے کسی کی بات کا جواب نہین
دیسکتے۔ اور نہ شرم آلود چشم سے کسی کے طرف دیکھہ سکتے ہین یہ ابدالآباز زندگی
انسان کی خاک ریزی سے خاک مین نہین ملتی وہ اپنے اس بقائے حیات سے دور
دراز آنے والون کے ساتھ دوامًا کلام کرتے رہین گے۔ انکی دوامی زندگی ایسی
نہین ہے جنہون نے آب حیات کے استعمال کرنے والون کو زندہ دیکھا ہو گا
ہمارے نزدیک تو ایک بات ہی بات ہے کہ آب حیات کے استعمال سے انسان
دوامًا زندہ رہتا ہے غالبًا آجتک کسی نے اونکو آنکھ بہر کے نہ دیکھا ہو گا ہان مولفین
اور مصنفین کے ناحق تصویر کو لوگ دیکھہ رہے ہین اور اون کے باتون کو سن رہے
ہین اور اپنی عزیز جان سے زیادہ اوسکو صندوق اور الماریون میں باادب محافظت
کر رہے ہین ان کی یہ زندہ تصویر کیسی جاوید ہے۔ ہے کوئی ایسا جو ہماری اس
تقریر کا انکار کر سکے اب ہم اس بحث کو اس اعتراف کے ساتھ ختم کرتے ہین کہ جسقدر
اس تاریخ کو لکھنا چاہیئے تھا اوسکا دسوان حصہ بھی ہم سے نہین لکھا گیا اور جو کچھہ
لکھا گیا ہے وہ ایک مختصر سا یادگار زمانہ ہے خدایا میرے اس مختصر یادگار کو میرے
حاسدون کے چشم زخم سے ابدالآباد محفوظ رکھہ آمین ثم آمین۔ مرقوم ربیع الثانی

تمت